ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
پ ۱۴

حکمت اور عمدہ وعظ کے ذریعے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف دعوت دو

خطباتِ صمدانی

مجموعہ تقاریر

جلد نمبر 4	ماہ شوال المکرم	ماہ ذیقعدہ	ماہ ذوالحجہ

الحافظ القاری مولانا

محمد فاضل صمدانی

ایم اے اسلامیات و عربی



ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ پ۱۴ ع۲۲

اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

4

خُطباتِ صمدانی

الحافظ القاری مولانا محمد فاضل صمدانی ایم اے اسلامیات و عربی

خطیب جامع مسجد غوثیہ نیوگارڈن ٹاؤن فیصل آباد

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

Scanned with OKEN Scanner

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

خطباتِ صمدانی

ناشر ملک شبیر حسین

سن اشاعت فروری 2013ء / ربیع الثانی 1434ھ

طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ

سرورق اے ایف ایس ایڈورٹائزر دوہ
0345-4653373

قیمت روپے



ضروری التماس

قارئین کرام ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

انتساب

حضور پُر نُور شافع یومُ النّشور اللہ تعالی کے محبوب

سرورِ کائنات فخرِ موجودات ختمُ الرُّسل

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ

کے حضور پیش کرتا ہوں تا کہ میری مغفرت

اور بخشش کا ذریعہ بن جائے۔



بفیضانِ نظر

مخدوم اہلسنّت شیخ العلماء والاتقیاء

حضرت میاں محمد حنفی سیفی دامت برکاتہم العالیہ

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان لاہور

ابتدائیہ

پیش نظر کتاب ''خطبات صمدانی'' جلد چہارم مختلف موضوعات پر جمع کی ہوئی تقریریں میرے والد محترم کی وہ تقریریں ہیں جو آپ جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں اور دوسرے مختلف مقامات پر بیان فرماتے رہے ہیں۔ اہل اسلام کے فائدے کے لیے ان کو منظر عام پر لایا جا رہا ہے آسان موثر طرز تحریر اور خوبصورت انداز کی وجہ سے علماء، خطبا، طلباء اور عوام الناس کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ مفید ثابت ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ ان کو ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد اجمل صمدانی
نیو گارڈن ٹاؤن گلی نمبر 6
نزد ہلال روڈ، فیصل آباد

التماس

پیش نظر کتاب ''خطبات صمدانی'' جلد چہارم اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پوری کوشش کی گئی ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہ رہے ہماری کوشش کے باوجود اگر آپ کو کہیں غلطی نظر آئے تو مہربانی فرما کر اطلاع دیں تا کہ آئندہ اسے دور کیا جا سکے۔

محمد عامر صمدانی
(ایم۔ ایس۔ سی)
نیو گارڈن ٹاؤن گلی نمبر 6
جہانگیر یہ روڈ نزد بلال روڈ فیصل آباد

اظہارِ تشکر

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرُوا اللّٰہَ

جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اس حدیث شریف کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں ان حضرات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جن حضرات نے خطبات صمدانی کو پڑھنے کے بعد میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔

1- حضرت علامہ قاری لیاقت صاحب صدر مدرس جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

2- مفتی عبدالشکور صاحب صدر جمعیت علماء پاکستان فیصل آباد

3- حافظ محمد حنیف صاحب خطیب جامع مسجد گلشن محمدی اقبال نگر فیصل آباد

4- ڈاکٹر محمد ندیم صاحب پی ایچ ڈی جھال خانوآنہ فیصل آباد

5- قاری غلام جیلانی شاکر خطیب جامع مسجد غوثیہ جیلانیہ سمندری روڈ فیصل آباد

6- حافظ محمد اقبال غفوری خطیب جامع مسجد قبا مسلم پارک فیصل آباد

7- پیر محمد اسماعیل سیفی کمالیہ

8- ملک اللہ دتہ صاحب صدر جامع مسجد بلال کمالیہ

9- ملک محمد شریف ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد

10- ملک میں جاوید علی فیصل آباد

میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اللہ ان سب کا سایہ ہم پر تا حیات قائم رکھے۔ آمین۔

محمد فاضل صمدانی

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان

خطبات صمدانی

﴿جلد چہارم﴾

﴿خطبات ماہِ شوال المکرّم﴾



نعت شریف

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضؔا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

کلام: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت
مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ

پہلا خطبہ

عیدالفطر

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ (رواہ ابوداؤد)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر لازم فرمایا روزوں کو بیہودگی اور فحش سے پاک کرنے کے لئے اور مسکینوں کو کھانا دینے کے لئے"۔

یعنی صدقہ فطر واجب کرنے میں دو حکمتیں ہیں ایک تو روزہ دار کے روزوں کی کوہتائیوں کی معافی اکثر روزہ دار سے غیبت ہو جاتی ہے۔ جھوٹ بولا جاتا ہے رب تعالیٰ صدقہ فطر کی برکت سے معاف فرما دیتا ہے کیونکہ نیکیوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

دوسری حکمت مسکینوں اور غریبوں کی روزی کا انتظام۔

(مشکوٰۃ شریف باب صدقۃ الفطر ص ۱۶۰)



عید الفطر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ (البقرہ:۱۸۵'پ۲'ع۶)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج عید الفطر کا دن ہے ہمارے لئے بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا دن ہے آج ہر شخص بڑا ہو یا چھوٹا عورت ہو یا مرد خوش ہے۔ نیا لباس پہن کر خوشبو لگا کر عید کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد کی طرف آ رہا ہے۔ آج مسلمان عید کی خوشی میں ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں گلے مل رہے ہیں۔ مٹھائیاں تقسیم کر رہے ہیں۔ محبت کا اور خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا جس سینے میں ہو وہ سینہ نہیں اچھا۔

قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝

اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو، اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے روزوں کی گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بیان کرو اس لئے کہ اس نے تمہیں ہدایت بخشی ہے تا کہ تم شکر گزار بنو۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مدینہ والوں کو دیکھا سال میں دو دن خوشی مناتے ہیں۔ سرکار دو عالم نے پوچھا یہ تمہارے کیسے دن ہیں لوگوں نے عرض کی یہ سال میں دو دن ہمارے خوشی کے دن ہیں۔ (مہرگان دیروز) زمانۂ جاہلیت سے ہم اسی طرح ان دنوں میں خوشی کرتے آرہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہیں عطا فرمائے ہیں۔

يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ ......

یعنی عید الاضحیٰ اور عید الفطر کا دن۔ (بہار شریعت ج ۴ صفحہ ۹۵ بحوالہ ابوداؤد)

یہ ہمارے لیے عید کے دن ہیں۔ خوشی کے دن ہیں مسرت کے دن ہیں لیکن عید کو اپنے لئے وعید نہ بنائیں شریعت کے مطابق خوشی منائیں۔ یہ خوشی اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے۔ یہ خوشی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اس کی قدر کرنی چاہئے۔ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق اس کو منانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

دل زندہ رہے گا

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيْدَيْنِ مُحْتَسِبًا لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ يَمُوْتُ الْقُلُوْبُ ۔ (ابن ماجہ شریف)

جس نے عیدین کی راتوں (یعنی شب عید الفطر اور شب عید الاضحیٰ طلب ثواب کے لئے) قیام کیا اس دن اس کا دل نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مرجائیں گے۔

جنت واجب ہو جاتی ہے۔

ایک اور مقام پر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص پانچ راتوں میں شب بیداری کرے۔ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں۔ نویں۔ اور دسویں رات (تین راتیں تو یہ ہوئیں) چوتھی عید الفطر کی رات۔ پانچویں شعبان کی پندرویں رات (یعنی شب برات) (ترغیب) اپنے دلوں کو زندہ رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اللہ کو یاد کریں اگر ہم عید کی راتیں جاگ کر شب بیداری کر کے اپنے رب کو راضی کرلیں تو ہمارے لئے جنتوں کے دروازے کھل جائیں گے۔

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
دلوں کو چین ملتا ہے خدا کو یاد کرنے سے

عید کے دن عام معافی کا اعلان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عید الفطر کی صبح ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے۔ وہ فرشتے زمین پر آکر راستوں کے سروں پر

سب گلیوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں اے امت محمد اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت ہی زیادہ عطا کرنے والا اور بڑے بڑے گناہ معاف فرمانے والا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو فرماتا ہے اے میرے بندو! مانگو: کیا مانگتے ہو؟ میری عزت وجلال کی قسم! آج کے دن اس نماز عید کے اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کرو گے وہ پورا کروں گا۔ اور جو کچھ دنیا کے بارے میں مانگو گے اس میں تمہاری بھلائی کی طرف نظر کروں گا (اس معاملہ میں وہ کروں گا جس میں تمہاری بہتری ہے) میرے محبوب کے غلاموں، میری عزت کی قسم: جب تک تم میرا لحاظ رکھو گے میں بھی تمہاری خطاؤں پر پردہ پوشی کرتا رہوں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں کے ساتھ رسوا نہ کروں گا۔ بس اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ تمہاری بخشش ہوگئی۔ تم گناہوں سے پاک صاف ہو گئے۔ تم نے مجھے راضی کر دیا۔ اور میں بھی تم سے راضی ہو گیا۔ (الترغیب)

بدکاروں سیاہ کاروں گناہ گاروں غم کے ماروں کے لئے عام معافی کا اعلان ہو رہا ہے۔

کھجوریں تناول فرماتے

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن تشریف نہ لے جاتے جب تک چند کھجوریں تناول فرما نہ لیتے اور وہ کھجوریں طاق ہوتیں۔ (ترمذی)

راستہ بدلنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس ہوتے۔ (ترمذی شریف)

تکبیر بھی پڑھتے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

نہ اذان نہ اقامت

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز پڑھی ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ بارہا نہ اذان ہوئی نہ اقامت۔
(مسلم شریف)

عید کی نماز مسجد میں

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوئی تو مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھی (ویسے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھلے میدان میں عید کی نماز ادا فرماتے تھے لیکن بارش کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا فرمائی) آج کل چونکہ آبادی زیادہ ہوتی جارہی ہے اس لئے اکثر مساجد میں ہی عید کی نماز ادا کرنا پڑتی۔ جن کو پارک میسر ہیں وہ پارک میں ادا کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن خطبہ ارشاد فرمایا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں عید کے دن نماز کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید گاہ حاضر ہوا کہ آپ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی بغیر اذان اور اقامت کے پھر جب آپ نے نماز ادا فرمائی تو حضرت بلال پر سہارا لگا کر آپ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے! پہلے اللہ کی حمد وثنا کی اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کی اور اللہ کی اطاعت کی ان کو ترغیب دی! پھر آپ خواتین کے اجتماع کی طرف تشریف لے گئے۔ اور بلال آپ کے ساتھ ہی تھے وہاں پہنچ کر آپ نے ان

کو اللہ سے ڈرنے کا وعظ فرمایا اور نصیحت فرمائی۔ (نسائی)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا عید کے لئے عید گاہ جانا سنت ہے، لیکن چونکہ آج آبادی بہت زیادہ ہو چکی ہے اس لئے علماء فرماتے ہیں مسجد میں بھی نماز عید درست ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھی جائے گی۔ یہ بھی معلوم ہو کہ نماز سے پہلے نہ اذان ہے نہ اقامت، خطبہ عید کی نماز کے بعد پڑھا جائے گا۔

صدقہ فطر

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن ہمیں غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کا بھی خیال رکھنے کی تعلیم دی۔ غریبوں کو بھی خوشیوں میں شریک کرنے کا حکم دیا۔ آج کے دن غریبوں کے چولھے سرد نہ رہیں بچے سرد آہوں سے محرومی کا اظہار نہ کریں آج یتیم بچے امیروں کے بچوں کے ساتھ مل کر خوشیوں کا اظہار کریں۔

سرکار مدینہ حضور پر نور شافع یوم النشور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین در یتیم امنہ کے لال حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا حکم دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ جا کر مکہ کی گلیوں اور چوکوں میں اعلان کر دو اَلَا اِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ صدقہ فطر ہر مسلمان مرد عورت آزاد غلام چھوٹے بڑے پر واجب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر مقرر فرمایا تا کہ فضول اور بیہودہ کلام سے روزوں کی طہارت ہو جائے۔ (ابن ماجہ)

روزہ معلق رہتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تک صدقہ فطر ادا نہیں کیا جاتا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے۔ (دیلمی وخطیب وابن عساکر)

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقع پر غریبوں کا خاص خیال رکھتے ہیں ان کی دلجوئی فرماتے ہیں ان کے لئے خوشیوں کا انتظام فرماتے ہیں۔

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

حضرت ابو ہریرہ پہرا دے رہے تھے چور آ گیا

حدیث شریف میں ہے کہ رمضان شریف میں صدقہ فطر اکٹھا ہوا کھجوریں، جو گندم وغیرہ حضور نے ابو ہریرہ کو حکم دیا پہرا تم نے دینا ہے ابو ہریرہ حکم کے مطابق پہرا دینے لگ گئے۔ جب آدھی رات کا وقت ہوا ایک چور آ گیا اور اس نے بوریوں میں مال بھرنا شروع کر دیا۔ حضرت ابو ہرہ نے اسے پکڑ لیا اور کہا صبح کو تجھے حضور کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔ چور نے کہا: میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں بھوک پیاس سے مر رہے ہیں غریب ہوں۔ محتاج ہوں مجھ پر رحم کرو اور چھوڑ دو۔ آئندہ نہیں آؤں گا۔ ابو ہریرہ رحمۃ للعالمین کے غلام تھے دل میں رحم آیا اور اسے چھوڑ دیا چور چلا گیا حضرت ابو ہریرہ صبح حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو حضور نے فرمایا: ابو ہریرہ وہ رات والے قیدی کا کیا بنا۔ اس نے کیا کیا۔ حضرت ابو ہریرہ حیران کہ واقعہ تو میرے ساتھ پیش آیا ہے۔ پوچھ حضور رہے ہیں۔ عرض کی حضور اس نے کہا: میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں غریب ہوں مجھے رحم آیا میں نے چھوڑ دیا۔ اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ آئندہ نہیں آؤں گا۔ حضور نے فرمایا: ہوشیار رہنا وہ

چور آج پھر آئے گا وہ ہے بڑا جھوٹا جو کچھ کہا جھوٹ کہا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں واقعی آدھی رات کو وہ چور پھر آ گیا پہلے چور رات کو لوٹا کرتے تھے اب تو دن کے بارہ بجے سڑک پر لوٹ لیتے ہیں اسلحہ کے زور پر لوٹ لیتے ہیں اس وقت تک لوٹتے رہتے ہیں جب تک سڑک پر کتے کی موت مر نہ جائیں۔ حضرت ابوہریرہ نے پھر پکڑ لیا چور نے پھر رونا پیٹنا شروع کر دیا میرے بچے مر جائیں گے یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا۔ مجھے چھوڑ دو ابوہریرہ کو رحم آ گیا پھر چھوڑ دیا۔ چور چلا گیا۔ حضرت ابوہریرہ صبح حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ابھی کوئی بات کی نہیں۔ حضور فرماتے ہیں ابوہریرہ وہ رات والے چور کا کیا بنا اس کے ساتھ تم نے کیا کیا عرض کی حضور آج اس نے پھر رونا شروع کر دیا مجھے رحم آ گیا میں نے چھوڑ دیا۔ حضور نے فرمایا ہوشیار رہنا وہ پھر آئے گا۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا۔ اس لئے کہ سرکار نے فرمایا ہے رات کو وہ چور پھر آ گیا۔ ابوہریرہ نے پکڑ لیا۔ اس نے پھر اپنی غربت کا رونا شروع کر دیا۔ بچے بھوکے ہیں میں برباد ہو جاؤں گا مجھے چھوڑ دو ابوہریرہ نے فرمایا: آج تیسرا دن ہے معلوم ہوتا ہے تو عادی مجرم ہے۔ تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ صبح حضور کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔ اس نے دیکھا اب رہائی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ تو اس نے کہا: ابوہریرہ آج تمہیں ایک وظیفہ بتاتا ہوں جس کے پڑھنے سے تو نفع میں رہے گا۔ رات کو سوتے وقت اگر کوئی آیت الکرسی پڑھ لے تو شیطان اس کے نزدیک نہیں آتا۔ فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں ابوہریرہ خوش ہو گئے اسے پھر چھوڑ دیا۔ صبح ابوہریرہ حضور کی بارگاہ میں پہنچے۔ حضور نے پوچھا۔ ابوہریرہ نے سارا واقعہ بیان کر دیا حضور نے فرمایا: ابوہریرہ تم جانتے ہو وہ کون تھا؟ عرض کی: یارسول اللہ میں نہیں جانتا۔ حضور نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔ بے

وہ بہت بڑا جھوٹا لیکن یہ بات سچی کہہ گیا ہے۔ اسے پتہ ہے آیت الکرسی کی عظمت اور شان کیا ہے۔ اگر آیت الکرسی پڑھی جائے تو شیطانی خطرے ختم ہو جاتے ہیں۔

وظیفہ بنا لو رات کو سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھ لو اللہ تعالیٰ کے فرشتے تمہاری حفاظت کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۷۷)

رمضان شریف میں اگر صدقہ فطر ادا نہیں کیا تو عید کی نماز سے پہلے پہلے ادا کر دو۔ صاحب نصاب جس کو اللہ نے دولت دی ہے وہ زیادہ سے زیادہ غریبوں کی مدد کریں۔ قریبی رشتہ داروں کو دیں پھر محلے میں کوئی مستحق دیکھیں دوستوں میں کوئی حق دار دیکھیں۔ ان کو فطرانہ دے کر ان کی مدد کریں تا کہ عید کی خوشیاں منا سکیں۔

یتیم بچے سے حضور کا پیار کرنا

یہ واقعہ اکثر علماء سے سنا ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لئے تشریف لیجا رہے ہیں بچے کھیل رہے ہیں نئے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ایک بچہ جس نے پھٹے پرانے کپڑے پہن رکھے ہیں بال بکھرے ہوئے ہیں۔ چہرے پر اداسی چھائی ہوئی ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں حضور کی جب اس پر نظر پڑی۔ حضور وہیں رک گئے۔ پوچھا بیٹے کیا بات ہے' تو نے آج کپڑے کیوں نہیں پہنے اس نے عرض کی میرا پہنانے والا ہی کوئی نہیں۔ میں یتیم ہوں۔ میں عید کی خوشیاں کیسے مناؤں میرے ماں باپ شہید ہو گئے ہیں اس کی درد بھری گفتگو سن کر حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یتیم کو گھر لے آئے۔

جس کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں
اس کو بھی میرے آقا سینے سے لگاتے ہیں

ام المومنین حضرت عائشہ سے فرمایا اس کو نہلا دھلا کر نئے کپڑے پہنا کر تیار

کرو جب وہ تیار ہو گیا تو فرمایا: بیٹے آج سے میں تیرا باپ ہوں عائشہ تیری ماں ہے۔ فاطمۃ الزہرا تیری بہن ہے۔ سرکار باہر نکلے تو اس یتیم کو گود میں اٹھا لیا۔ حضرت امام حسن اور حسین ساتھ ہیں۔ جس وقت محلے کے بچوں نے دیکھا کہ آج یتیم حضور کی گود میں ہے کہنے لگے کاش ہم بھی۔ یتیم ہوتے تا کہ آج حضور کی گود میں ہوتے۔ یتیم کو اگر کچھ دے نہیں سکتے تو اس کے سر پر پیار سے ہاتھ ہی پھیر دو جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنی ہی نیکیاں نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

یتیموں کے ہمدرد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے یتیم کی پرورش کی وہ میرے ساتھ کل قیامت کے دن ایسے ہو گا جس طرح یہ دو انگلیاں شہادت والی اور ساتھ والی'' انگلیاں ملا کر دکھائیں۔ آج کل ہم یتیم کو منحوس سمجھتے ہیں نفرت کرتے ہیں ہمارے دل اتنے سخت ہیں کہ ان پر ہمیں ترس نہیں آتا۔ اگر ہر شخص قریبی یتیموں کی کفالت کرے تو معاشرے سے غربت ختم ہو جائے۔ اللہ کی رحمت کی ہر طرف برسات شروع ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُم بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى

اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔ (پ ۳ ع ۴)

جب تم کسی غریب یتیم کی مدد کرنے کے بعد احسان جتاتے ہو یا اسے تکلیف پہنچاتے ہو۔ تو تمہارا سارا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ حضور سے بڑھ کر غریب کا کوئی ہمدرد نہیں ہے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
غریبوں کا ماویٰ۔ اسیروں کا مسیحا
یتیموں کا والی غلاموں کا مولا

شیطان کا برا حال ہوتا ہے

حضرات محترم عید الفطر کا دن ہمارے لئے کس قدر اہم دن اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش پر ہوتی ہے۔ مومنوں کے لئے رحمتوں اور بخششوں کے دروازے کھلے ہوتے ہیں بخشش کا عام اعلان ہوتا ہے۔ ادھر شیطان جو انسان کا کھلا دشمن ہے جل کر کوئلہ ہو جاتا ہے۔ اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔

شیطان روتا ہے

حضرت وہب فرماتے ہیں جب بھی عید آتی ہے۔ شیطان روتا ہے اس کا رونا اور بدحواسی دیکھ کر تمام شیطان اس کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے پوچھتے ہیں آپ بہت غضبناک اور اداس ہیں؟ وہ کہتا ہے ہائے افسوس اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امت محمدیہ کو بخش دیا ہے لہٰذا تم انہیں لذتوں اور خواہشات نفسانی میں مشغول کردو۔ (مکاشفۃ القلوب)

کیا شیطان کامیاب ہو گیا؟

غور کریں شیطان لعین پر امت محمدیہ کی بخشش کس قدر بھاری ہے۔ اپنے چیلوں کو حکم دیتا ہے کہ مسلمانوں کو لذات نفسانی اور خواہشات نفسانی میں مشغول کر

دو۔ مسلمان عید کے موقع پر جو کچھ کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان لعین کامیاب ہوگیا عید الفطر کی نماز سے فارغ ہو کر جب گھر واپس جاتے ہیں تو فلمیں دیکھتے ہیں۔ رقص و سرود کی محفلوں میں شراب نوشی میں مشغول ہو جاتے ہیں عید کے بعد ٹرو پھر مرو تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ رمضان میں اتنی نیکیاں نہیں کیں جتنی برائیاں نامہ اعمال میں جمع کرلیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے حل سے احساس قریاں جاتا رہا

عید کی خوشیاں منائیں۔ لیکن خلاف شرع کوئی حرکت نہ کریں ایسی حرکت نہ کریں جس سے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہو جائے۔ فضول خرچی سے باز آجائیں اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ (پ۱۵ع۳)

اور فضول نہ اڑا۔ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

آج کل مسلمانوں نے اپنی زندگی کا مقصد مال کمانا بنالیا ہے اور مرغن غذا کھانا پھر آرام کی نیند سو جانا ہے کیا کہوں احباب کیا کارنمایاں کر گئے۔

بی اے کیا ، نوکر ہوئے
پنشن ملی پھر مر گئے

اللہ تعالیٰ ہمیں فضول خرچی سے بے حیائی سے اور بے پردگی نافرمانی سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عید

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی ایک رباعی میں ارشاد فرماتے ہیں

خلق گوید کہ فرد اروز عید است

خوشی در روحِ ہر مومن پدیداست

درراں روزے کہ بایمان بمیرم

مراد رملک خود آں روز عید است

لوگ کہہ رہے ہیں کل عید ہے: کل عید ہے: اور سب خوش ہیں۔ لیکن میں تو جس دن اس دنیا سے اپنا ایمان محفوظ لے کر گیا۔ میرے لئے تو وہی دن عید کا دن ہوگا۔

حضرت فاروق اعظم کی عید

عید کے دن لوگ حضرت سیدنا فاروق اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھا آپ دروازہ بند کر کے رو رہے ہیں۔ لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا۔ اے امیر المومن آج تو عید کا دن ہے: آج تو خوشی اور مسرت کا دن ہے۔ یہ رونا کیسا آپ رو کیوں رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا"

هٰذَا يَوْمُ الْعِيدِ وَهٰذَا يَوْمُ الْوَعِيدِ"

یہ عید کا دن بھی ہے اور وعید کا دن بھی ہے۔ آج جس کے روزے، نمازیں قبول اور منظور ہو گئے اس کے لئے آج عید کا دن ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مراد مصطفیٰ ہیں نیکیاں ستاروں کے برابر ہیں آپ کی نمازیں روزے یقیناً مقبول ہیں مگر اللہ کا خوف اور ڈر دل میں تھا اس لئے کانپ رہے تھے شیطان سائے سے بھاگتا ہے۔ کہ پتہ نہیں میری رمضان شریف کی عبادتیں اللہ کی بارگاہ میں قبول

ہوئی ہیں یا نہیں جن کے نامہ اعمال ہیں سب کچھ ہے وہ تو روئیں ہم جو سیاہ کار ہیں ہمیں احساس ہی نہیں۔ ہم لہو ولعب میں مشغول ہیں۔ یاد رکھو عید اس کی نہیں جس نے نئے؟ کپڑے پہن لئے عید تو اس کی ہے جو عذاب الٰہی سے ڈر گیا

وہ تھے کس منزل میں اور تو کون سی منزل میں ہے
شرم سے گڑھ جائے اگر احساس تیرے دل میں ہے

حضرت عمر ابن عبدالعزیز کی بچیوں کی عید

حضرت عمر ابن عبدالعزیز کی خدمت اقدس میں عید سے ایک دن پہلے آپ کی بچیاں آئیں اور کہنے لگیں۔ ابا جان کل عید ہے ہم کون سے کپڑے پہنے گی امیر المومنین نے فرمایا۔ یہی کپڑے جو تم نے پہن رکھے ہیں۔ آج انہیں دھولو۔ اور کل پہن لینا۔ بچیوں نے کہا نہیں۔ آپ ہمیں عید کے لئے نئے کپڑے سلوا دیں۔ بچیوں نے اصرار کیا۔ آپ نے فرمایا: بچیو! عید کا دن تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا دن ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کا دن ہے اور اس کا شکر ادا کرنے کا دن ہے۔ نئے کپڑے پہننا ضروری نہیں ہیں بچیوں نے کہا: آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن سہیلیاں طعنے دیں گی طرح طرح کی باتیں کریں گی کہ تم امیر المومنین کی بچیاں ہو اور پرانے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ عید کے دن بھی نیا لباس میسر نہیں۔ رونے لگ گئیں۔ بچیوں کی اس حالت کو دیکھ کر امیر المومنین کا دل بھر آیا اور آپ نے بیت المال کے خزانچی کو بلایا۔ فرمایا مجھے میری ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی دے دیں۔ عید کا موقع ہے ہم عید کی تیاری کر لیں خزانچی نے کہا: امیر المومنین کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ایک مہینے تک زندہ رہیں گے اگر پاکستان کا کوئی صدر ہوتا تو فوراً بگڑ جاتا۔ لیکن قربان جائیں حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے آپ نے جواب سن کر فرمایا "جزاک اللہ" تو

نے اچھی بات اور صحیح بات کہی، جب خزانچی چلا گیا۔ تو آپ نے اپنی بچیوں سے فرمایا بچیوں۔ اللہ اور اس کے رسول کی رضا پر اپنی خواہشات کو قربان کر دو۔ کوئی شخص اس وقت تک جنت کا مستحق نہیں بن سکتا جب تک وہ کچھ قربانی نہ دیدے۔ (معدن اخلاق)

یہ ہمارے اسلاف تھے۔ جن کے اندر تقویٰ تھا۔ پرہیز گاری تھی دل میں خوف خدا تھا ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے تھے۔ وہ رحمٰن کو راضی کرتے تھے۔ ہم شیطان کو راضی کرتے ہیں۔

وہ کس منزل میں تھے، اور تو کون سی منزل میں ہے
شرم سے گڑھ جائے اگر احساس تیرے دل میں ہے

عبداللہ بن سلام

آپ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ بہت بڑے مفتی تھے۔ فتویٰ دیتے تھے۔ لوگوں کو مسئلے بتاتے تھے۔ یہودیت ان کے ساتھ قائم تھی ہر وقت اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے تھے۔ آپ کے والد سلام بھی یہودی عالم تھے، اور قابل عزت واحترام ہستی تھے۔ جب اللہ کے محبوب حضور پرنور شافع یوم النشور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودی عرب قبیلوں کے سردار۔ مسلمان اور غیر مسلم بھی حضور کی محفل میں حاضر ہوتے اور آپ کا وعظ سنتے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ وعظ میں ارشاد فرمایا:

لوگو! سلام کیا کرو۔ کھانا کھلایا کرو۔ صلہ رحمی کیا کرو اور جب رات کو لوگ محو خواب ہوں تو نماز پڑھا کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ محفل میں موجود عبداللہ بن سلام نے حضور سے تین سوال کئے۔ حضور

مجھے یہ بتائیں' قیامت کی نشانی کیا ہے۔ جو لوگ جنت میں جائیں گے انہیں وہاں سب سے پہلے کیا چیز کھانے کو ملے گی۔ اس کی کیا وجہ ہے بچے کی شکل کبھی باپ پر ہوتی ہے کبھی ماں پر عبداللہ بن سلام عالم تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی نسل سے تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ابھی ابھی میرے پاس حضرت جبریل آمین آئے ہیں اور انہوں نے مجھے ان سوالوں کے جواب بتائے ہیں عبداللہ بن سلام نے کہا: جبرئیل تو یہودیو کا دشمن ہے۔

قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔ جنت والوں کو سب سے پہلے مچھلی کا کلیجہ کھانے کو دیا جائے گا۔ مرد، عورت میں سے جس کا مادہ غالب آئے بچے کی شکل اس پر ہوتی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ میرے سوالوں کے جواب نبی ہی دے سکتا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات سے مطمئن ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام عبداللہ بن سلام کر دیا۔ عبداللہ بن سلام نے کہا: یہود کو معلوم ہو چکا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ مگر زبان سے اقرار نہیں کرتے یہودیوں کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی عبداللہ ابن سلام پردے کے پیچھے چھپ گئے۔ یہ اسلام کی ابتدائی منزلیں ہیں ابتداء میں چھپنا جائز تھا حضور سے سوالات کرنے شروع کر دیئے حضور ان کے سوالوں کے جواب دیتے رہے جب وہ خاموش ہو گئے۔ آخر میں حضور نے ان سے ایک سوال کیا نبی زیادہ بات نہیں کرتا وقت ضائع نہیں کرتا۔ ایک لوہار کی سونار کی فرمایا مجھے بتاؤ عبداللہ ابن سلام کیسا آدمی ہے۔ یہودیوں نے کہا: وہ ہمارا سردار ہے۔ اور سردار عالم کا بیٹا ہے۔ اس کے ساتھ یہودیت قائم ہے وہ ہر وقت یہودیت کی تبلیغ کرتا رہتا

ہے حضور نے فرمایا: اگر عبداللہ بن سلام کہہ دے کہ اسلام حق ہے اسلام سچا دین ہے اور وہ مسلمان ہو جائے تو کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے کہا کہ بالکل ہو جائیں گے حضور نے عبداللہ ابن سلام کو کہا تم پردے سے باہر آ جاؤ۔

جب عبداللہ پردے سے باہر آئے اور کہا اے یہود اگر اپنی نجات چاہیے تو میں حضور کا غلام بن چکا ہوں تم بھی بن جاؤ تو یہودی دیکھ کر غصہ میں آ گئے اور کہا یہ تو بدترین انسان ہے۔ یہ جاہل ہے اس کا باپ بھی جاہل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اب تم جو چاہو کہتے رہو یہ عالم ابن عالم ابن عالم ہی رہے گا۔ بدنصیب حضور کو سچا جانتے ہوئے بھی انکار کرتے رہے۔

(مسلم شریف ص ۳۰۲۸ مناقب عبداللہ بن سلام)

حضرت ابوذر غفاری کا اسلام قبول کرنا

ابوذر غفاری کو بھائی نے بتایا کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کا حلیہ ایسا ایسا ہے۔ لیکن جو شخص اسے ملنے جائے مکے والے اسے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ ابوذر غفاری نے کہا: اچھا بتاؤ پھر کس طرح ان کو تلاش کروں۔ بھائی نے بتایا وہاں کے لوگوں سے مت پوچھنا وہ بڑے ظالم ہیں۔ تم کعبے میں جا کر بیٹھ جانا۔ وہ کبھی کبھی وہاں آ جایا کرتے ہیں جب اس حلیہ کا انسان تمہیں کعبے میں نظر آئے تو وہیں اسے مل لینا ابوذر غفاری مکے پہنچ کر کعبے میں جا کر بیٹھ گئے۔

جو حلیہ بھائی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا تھا اس حلیے کے انسان کو دیکھتے رہے، لیکن شام تک کوئی نظر نہ آیا۔ شام کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے ابوذر سے پوچھا سارے لوگ چلے گئے ہیں آپ یہیں بیٹھے ہیں: ابوذر نے کہا: میں مسافر ہوں علی نے کہا: پھر میرے گھر چلیں گھر جا کر کھانا کھلایا بستر پر

سلادیا۔ کوئی بات نہیں کی صبح کو خانہ کعبہ میں لاکر چھوڑ دیا ابوذر پھر سارا دن انتظار کرتے رہے، لیکن جو حلیہ بھائی نے بتایا تھا اس حلیے کا کوئی آدمی شام تک نظر نہ آیا۔ شام کے وقت پھر حضرت علی تشریف لے گئے پوچھا آپ گئے نہیں، ابوذر نے کہا: جس کام کو آیا تھا وہ نہیں ہوا۔ حضرت علی نے کہا۔ چلو پھر ہمارے گھر کھانا دیا، بستر دیا، خود نیچے لیٹ گئے، مہمان کو بستر دیا، کسی قسم کی بات نہیں کی اور سو گئے۔ یہاں کوئی اجنبی مسافر آجائے اسے گھر سلاتے ہی نہیں۔ اگر سلاتے ہیں تو ٹی وی کی آواز اونچی کر دیتے ہیں، تیسرے دن پھر حضرت علی گئے۔ ابوذر غفاری وہی بیٹھے ہیں کہا آپ گئے نہیں، ابوذر نے کہا: جس آدمی کو ملنا تھا وہ ملا نہیں۔ حضرت علی نے کہا: آؤ میرے ساتھ گھر چلیں۔ رات کو کھانا دیا بستر دیا۔ اب ابوذر غفاری نے سوچا کہ یہ تو جوان بڑا نیک ہے۔ تین دن سے مہمان نوازی کر رہا ہے۔ کسی قسم کی کوئی بات بھی نہیں کرتا۔ اس سے میں اس نبی کا پتہ پوچھوں۔ حضرت علی کو بلایا پاس بٹھا کر آہستہ سے پوچھا۔ آپ مجھے بڑے نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ میں آپ سے ایک نیک آدمی کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کو معلوم ہو بتا دیں ورنہ یہ بات کسی اور کو نہ بتائیں ابوذر نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے یہاں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ میں اسے ملنا چاہتا ہوں۔

حضرت علی نے کہا: فکر نہ کریں بابا جی اب آپ منزل مقصود پر پہنچ چکے ہیں۔ مکے والے ہمارے دشمن ہیں۔

مکہ والے ہمارے دشمن ہیں

آپ ایک بات یاد رکھیں جب ہم گھر سے نکلتے ہیں تو ہم پر جاسوس نگاہیں لگی ہوتی ہیں۔ کوئی دیوار کے اوپر سے دیکھتا ہے۔ کوئی دروازے سے جھانکتا ہے کوئی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس

[illegible]

"[illegible]"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض

یرحمکم من فی السماء

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا ویأمر

بالمعروف وینه عن المنکر

''وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے منع نہ کرے''

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



عید کی نماز کی نیت

دو رکعت نماز عید الفطر واجب سمیت چھ زائد تکبیروں کے منہ طرف قبلہ شریف کے پیچھے اس امام (اس طرح نیت کرلیں) طریقہ نماز پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لئے جائیں گے۔اس کے بعد سبحانك اللهم آخر تک پڑھیں گے۔اس کے بعد تین تکبیریں کہی جائیں گی۔ پہلی تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ دوسری تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جائیں۔ تیسری تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر باندھ لئے جائیں گے دوسری رکعت میں پہلے قرأت پڑھی جائے گی اس کے بعد تین تکبیریں کہی جائیں گی پہلی تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ دوسری تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ تیسری تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ چھوتھی تکبیر میں ہاتھ نہیں اٹھائیں گے تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں گے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد خطبہ ہوگا۔ خطبہ کے بعد دعا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نماز قبول فرمائے۔ تمام حضرات صفیں سیدھی کرلیں نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

غزوہ اُحد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ (پ۴ ع۸ آیت نمبر ۱۶۹ ال عمران)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

تمام حضرات محبت ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں غزوہ احد کا بیان ہوگا۔ خصوصاً سید الشہداء حضرت امیر حمزہ کے فضائل ومناقب اور شہادت کا بیان ہوگا۔

غزوۂ اُحد ۳ ہجری ماہ شوال میں ہوا

۲ ہجری رمضان میں غزوہ بدر ہوا اور ۳ ھ ہجری شوال کے مہینے میں ایک سال بعد غزوہ احد ہوا۔ غزوہ بدر میں قریش کے ستر آدمی قتل ہوئے تھے۔ ان میں بڑے بڑے چوبیس سردار بھی تھے۔ انتقام کی آگ ان میں بھڑک اٹھی تھی مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ رہا تھا جہاں کسی کا باپ، کسی کا بھائی، کسی کا بیٹا، موت کی بھینٹ نہ چڑھا ہو۔ یہ انتقام کی آگ ہر وقت، بھڑکتی رہتی تھی جس نے ان کی رات کی نینداور دن کے آرام کو حرام کر دیا تھا۔ مسلمانوں کا خون بہا کر اپنی آتش انتقام کو ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے۔ کفار کے لشکر کی تعداد تین ہزار تھی۔ میدان جنگ سے فرار کے امکان کو ختم کرنے کے لئے اپنی بیویوں کو بھی ہمراہ لائے۔ تاکہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے کا کوئی تصور ہی نہ رہے مشرکین مکہ عورتوں کی موجودگی میں میدان جنگ سے بھاگنا بزدلی اور بے غیرتی سمجھتے تھے۔ اپنے بڑوں کا بدلہ لینے کے لئے بڑے زوروشور سے تیار ہوئے۔ ان کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ ان کی زبان پر ایک ہی بات تھی۔ انتقام، انتقام انتقامی جوش میں اتنے اندھے ہو گئے کہ مکہ سے چل کر مدینہ پہنچ گئے۔ پہلے بدر تک پہنچے تھے اب مدینے تک پہنچ گئے۔ آتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر انور کے قریب سے گزرے تو ابو سفیان جو کہ سپہ سالا تھا اسے کسی نے مشورہ دیا کہ قبر کھود کر ہڈیاں نکال لیں۔ اگر ہمارے آدمی قیدی ہو گئے تو ہڈیوں کے بدلے قیدی چھڑا لینگے۔ قبروں کے ساتھ ظلم کرنا یہ کافروں کا کام ہے مشرکوں کا کام ہے قبروں کی بے حرمتی کے منصوبے کفار مکہ بناتے تھے۔ آج کل نام نہاد مسلمان بناتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے دربار پر دھماکے کر کے مسلمانوں کو خون میں نہلانا یہ کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ احد پہاڑ کی محبت وہ

بڑے جوش وخروش کے ساتھ مدینے تک پہنچ گئے۔ احد پہاڑ مدینے سے تقریباً ڈھائی تین میل کے فاصلے پر ہے یہاں پر آ کر پڑاؤ کیا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ احد پہاڑ پر رونق افروز ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنیؓ بھی ساتھ ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

کوہ در رقص آمد چالاک شد
جسم خاک از عشق بر افلاک شد

جب حضور احد پہاڑ پر جلوہ افروز ہوئے پہاڑ نے رقص کرنا شروع کر دیا ہلنا وجد کرنا شروع کر دیا۔ چالاک ہو گیا۔

پہاڑ کو شعور مل گیا۔

بصیرت مل گئی۔

سرکار مدینہ کی نعلین جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچی تو پہاڑ کا دماغ عرش تک پہنچ گیا۔

پہاڑ اپنی قسمت پر ناز کر رہا تھا۔

پہاڑ جان گیا کہ معراج کا دولہا۔

نبیوں کا امام۔

مجھ پر جلوہ افروز ہے۔

پہاڑ جھوم رہا ہے محبت کا اظہار کر رہا ہے۔

پتھر گرنے لگ گئے۔

حضور نے فرمایا: میرے صحابہ جانتے ہو یہ کیا ہو رہا ہے؟

عرض کی: یارسول اللہ! اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ اللہ جانے اور اس کا رسول

جانے۔

حضور نے فرمایا: ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (راحت القلوب)

حضور کو پہاڑ کی محبت کا پتہ ہے اگر غلام محبت کرے تو کیا پتہ نہیں ہو گا۔ پہاڑ محبت کرتا ہے انسان ہو کر محبت نہ کرے وہ پہاڑ سے بھی گیا گزرا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں صحابہ کو فرمایا مجھے یمن سے محبت کی خوشبو آ رہی ہے ادھر حضرت اویس قرنی حضور کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں حضور میری والدہ بوڑھی ہیں۔ خدمت کرنے والا کوئی نہیں مدینے میں بیٹھ کر فرماتے ہیں اویس تم ماں کی خدمت کرتے رہو ہمیں محبت کی خوشبو آ رہی ہے اویس محبت بھری آرزو عرض کر رہے ہیں۔ سرکار مدینے میں سن رہے ہیں یہ ممکن نہیں کوئی غلام حضور سے محبت کرے اور حضور کو پتہ نہ ہو۔

فرمایا: ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ یہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں یہ پاڑ جنتی پہاڑ ہے۔ اس سے جنت کی خوشبو آتی ہے احد پہاڑ محبت سے جھوم رہا ہے حضور نے پاؤں کی ایک ٹھوکر لگائی فرمایا: اُسْکُنْ تیرے جھوم نے سے کہیں صدیق زخمی نہ ہو جائیں۔ فاروق کو چوٹ نہ آ جائے۔ عثمان پریشان نہ ہو جائیں۔

اُسْکُنْ عَلَیْکَ الانَبِیٌّ وَ صِدِّیْقٌ وَّ شَہِیْدَانِ (بخاری ج ۱ ص ۵۲۳)

پہاڑ تو بڑا ہی خوش نصیب ہے تجھ پر اللہ کا نبی ہے جو تمام نبیوں کا سردار ہے تجھ

پہ نبی کا ساتھی صدیق باوفا ہے اور تجھ پر دو شہید ہیں فاروق اور عثمان۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان کے انجام کا اعلان حضور نے کیا ہے۔ صدیق جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو شہید جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ جو صدیق کے ایمان میں کسی قسم کا شک کرے وہ بھی بے ایمان جو شہید کے ایمان میں شک کرے وہ بھی بے ایمان۔ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ جن سے حضور محبت کرتے ہیں تم بھی ان سے محبت کرو جن کے ایمان کی گواہی حضور دیتے ہیں تم بھی ان کے ایمان کی گواہی دو۔

لشکر کفار کی روانگی

کفار مکہ کا لشکر تین ہزار جنگ آزما، سو رماؤں پر مشتمل تھا سات سو زرہ پوش، دو سو گھڑ سوار، تین ہزار اونٹ، مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ بڑے بڑے سرداروں کی عورتیں بھی ساتھ تھیں۔ اور بہت سی عورتیں بھی تھیں۔ جو دف بجاتی تھیں۔ مرثیے گاتی تھیں آہ فغاں کرتی تھیں۔ لوگوں کو بھی رولاتیں خود بھی روتی تھیں۔۔ لوگوں میں جوش انتقام پیدا کرتی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے پہلے ایک خواب دیکھا۔ صحابہ کرام کے سامنے اسے بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک گائے کو میرے سامنے ذبحہ کیا جا رہا ہے۔ میں نے اپنی تلوار میں کئی دندانے دیکھے ہیں گائے سے مراد میرے صحابہ کا شہید ہونا ہے اور دندانوں سے مراد یہ ہے کہ میرے اہل بیت سے ایک کو قتل کیا جائے گا۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ کے اندر ڈالا ہے۔ زرہ سے مراد شہر مدینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ فرمانا

حضور نے ارشاد فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو ہم شہر کے اندر رہ کر جنگ کریں کفار باہر ٹھہرے رہیں گے۔ انہوں نے شہر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو گلی کوچوں میں ان سے لڑیں گے اوپر سے عورتیں پتھر ماریں گی وہ شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ عبداللہ ابن ابی نے بھی اسی مشورے کو پسند کیا کہا کہ ہم شہر کے اندر رہ کر لڑیں گے لیکن پر جوش نوجوان جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ جنہیں شہادت کا بے حد شوق تھا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم مدینے سے باہر نکل کر جنگ کریں گے۔ کفار سمجھیں گے کہ ہم ان سے ڈر گئے ہیں بزدلی کی وجہ سے ہم میدان جنگ میں ان کو نہیں للکار سکے۔ رحمت دو عالم نے جب ان کے جوش ایمان، شوق شہادت کو دیکھا تو فرمایا: ٹھیک ہے ہم مدینہ سے باہر جا کر جنگ کریں گے۔

احد کی طرف روانگی اور رئیس المنافقین کی غداری

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار، گلے میں کمان، ہاتھ میں نیزہ ہے اسلام کے جان نثار مجاہد، ان میں زرہ پوش بھی ہیں۔ حضور کے آگے پیچھے۔ دائیں بائیں چاق وچوبند شیروں کی طرح رواں دواں ہیں۔

راستے میں عبداللہ ابن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لشکر اسلام سے الگ کر کے واپس چلا گیا۔ اس نے کہا: حضور نے پر جوش نوجوانوں کا کہنا مانا ہے اور میرے مشورے کو مسترد کر دیا ہے چنانچہ وہ اس نازک موقع پر لشکر اسلام سے کٹ کر واپس چلا گیا۔ رئیس المنافقین کا خیال تھا لشکر اسلام میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ باقی لوگ بھاگ جائیں گے۔ لیکن شمع جمال مصطفیٰ کے پروانے ڈٹے رہے۔ جانثاری کے

جذبے کا اظہار کرتے رہے۔ جنگ سے پہلے حضور نے پر جوش انداز میں خطبہ دیا صحابہ کرام کے سینوں میں یقین کی شمع روشن ہوگئی ہر قسم کے خطرات سے ذہین پاک اور صاف ہوگئے۔ سب سے پہلا حکم یہ دیا جب تک میں حکم نہ دوں کوئی شخص جنگ کا آغاز نہ کرے۔

مجاہدین ذرّے پر یہاں پر ایک چھوٹا سا درہ تھا

اس درہ پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پچاس مجاہدین کا ایک دستہ مقرر فرمایا۔ سفید وردی پہننے کا حکم دیا۔ تا کہ دور سے ان کی پہچان ہو سکے۔ ان کو تاکیدی حکم دیا اگر گھڑ سوار ہم پر حملہ کریں تو ان پر تیروں کی بوچھاڑ کرنا تا کہ پیچھے سے حملہ نہ کرسکیں ہمیں فتح ہو یا شکست تم اپنے مورچے پر ڈٹے رہنا۔ اگر تم دیکھو ہم نے مشرکین کو شکست دیدی ہے تب بھی اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔ اگر تم دیکھو پرندے ہمیں اُچک کرلے جا رہے ہیں دشمن ہمیں تہ تیغ کر رہے ہیں تب بھی ہماری مدد کے لئے نہ آنا اپنے مورچوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ جب تک میں اپنا پیغام نہ بھیجوں۔ جب تک تم ثابت قدم رہو گے ہم غالب رہیں گے اے اللہ تو گواہ رہنا کہ میں نے انہیں سمجھانے میں اپنا فرض ادا کردیا ہے۔ (سیرت ابن ہشام)

کفار کی طرف سے جنگ کا آغاز کیا گیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی کفار کے قدم اکھڑ گئے۔

حضرت ابودجانہ

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار نکال کر اعلان فرمایا:

مَنْ يَّاخُذُ هٰذَا السَّيْفُ بِحَقِّهٖ ۔ کون آدمی اس تلوار کو اس شرط پر لے گا کہ وہ اس کا حق ادا کرے حضرت ابودجانہ کھڑے ہوگئے اور عرض کی: یا رسول اللہ اس کا

حق کیا ہے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس سے تو دشمن پر وار کرے پے در پے یہاں تک کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔ ابودجانہ نے عرض کی میں اس شرط پر یہ تلوار لینے کے لئے تیار ہوں۔ حضور نے وہ تلوار انہیں عطا کر دی ابودجانہ کا ایک سرخ دوپٹہ تھا۔ آپ کا طریقہ تھا کہ اسے جنگ کے وقت سر پر باندھ لیتے تھے۔ لوگ سمجھ لیتے تھے اب دشمن کی خیر نہیں ہے۔ آپ نے سرخ دوپٹہ سر پر باندھ لیا۔ بڑے فخریہ انداز میں ٹہلنے لگے۔ حضور نے دیکھا فرمایا یہ انداز اللہ کو سخت ناپسند ہے' لیکن ایسے موقع پر ناپسند نہیں ہے۔ حضرت علی کو خیبر کے موقع پر جھنڈا عطا کیا لیکن ابودجانہ کو تلوار عطا کی۔ حضرت ابودجانہ نے لڑتے ہوئے اس تلوار کا حق ادا کر دیا۔ ابودجانہ دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ اور بڑے بڑے مشرکوں اور سورموں کا صفایا کر دیا۔ جدھر سے گزرے کشتوں کے پشتے لگاتے چلے جاتے جو سامنے آتا ہے ڈھیر کر دیتے ہیں۔ میدان جنگ میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ سامنے آگئی۔ مگر آپ نے اسے قتل کرنے سے تلوار کو روک لیا تاکہ حضور کی تلوار عورت کے سر پر نہ لگے۔ یہ حضور کی تلوار کا احترام تھا تقدس تھا۔ حضور کی تلوار کا میدان جنگ میں حق ادا کر دیا۔ جب سرکار مدینہ پر احد کے میدان میں تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ تو حضرت ابودجانہ نے اپنے جسم پر تمام تیروں کو روکا اور اپنے جسم کو حضور کے لئے ڈھال بنا دیا۔

کفار کے قدم اکھڑ گئے

گھمسان کا رن پڑا لشکر اسلام غالب آگیا کفار کے قدم اکھڑ گئے کفار کے جو حملے پست ہو گئے۔ کفار نے میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ حواس باختہ ہو گئے۔

انہیں کسی چیز کی ہوش نہ رہی۔

عورتیں ان کی چیخ رہی تھیں،

لیکن کوئی فریاد سننے والا نہ

تھا۔مجاہدین اسلام تلواروں سے ان پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے صحابہ نے دیکھا کفار کی عورتیں پائنچے چڑھا کر بھاگی جا رہی ہیں۔ مکے کے سورما سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے جا رہے ہیں۔مجاہدین اسلام کفار کے تعاقب میں دور تک چلے گئے۔ لشکر اسلام نے مالِ غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا درہ پر جو مجاہدین کھڑے تھے انہوں نے بھی آ کر مالِ غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا حضرت عبداللہ جو امیر تھے انہوں نے منع کیا اور حضور کا فرمان یاد دلایا لیکن وہ نہ رکے اور کہا کہ حضور کے فرمانے کا یہی مطلب تھا کہ فتح تک ہم یہاں رہیں مقصد حاصل ہو گیا اب یہاں کھڑے ہونے کا کیا فائدہ صرف دس کا مجاہد درہ پر رہ گئے۔

خالد کا حملہ

خالد بن ولید جو ابھی کفر کی حالت میں تھے۔ جب انہوں نے چکر کاٹ کر درہ کو خالی دیکھا تو پیچھے سے فوراً حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ ستر شہید ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر ایک گڑھے میں رونق افروز ہو گئے۔ وہ مسلمان جنہوں نے کفار کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا اب خود شکست خوردہ ہو کر پھر رہے تھے کسی نے اعلان کر دیا محمد قتل ہو گئے یہ سن کر مسلمان حواس باختہ ہو گئے۔کوئی ادھر دوڑ رہا ہے کوئی ادھر دوڑ رہا ہے منتشر ہو گئے۔ بھگدڑ مچ گئی۔

سیدنا حضرت امیر حمزہ کی شہادت

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے احد میں بہادری کے وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ رہتی دنیا تک ان کے کارنامے سنہری حروف سے لکھے جائیں گے وحشی ایک

چٹان کی اوٹ میں تاڑ لگائے چھپ کر بیٹھا تھا۔ حضرت حمزہ کا پاؤں پھسلا تو وحشی نے نیزہ مارا جو ناف کے نیچے لگا اور پار نکل گیا۔ زخم کاری تھا اٹھ نہ سکے خون کے فوارے جاری ہو گئے اس کے بعد آپ شہید ہو گئے۔ وحشی نے آپ کا پیٹ چاک کیا اور مثلہ کیا کلیجہ نکالا اور ہندہ کے پاس لے آیا اور کہا یہ حمزہ کا کلیجہ ہے اس نے چبایا۔ کان، ہاتھ، آنکھ کا ہار بنا کر گلے میں پہنا اور گلے کا ہار بطور انعام وحشی کو دیا اور وعدہ کیا مکہ جا کر مزید دس دینار دوں گی۔ (باب قتل حمزہ بخاری شریف ص ۵۸۳)

وحشی مکہ فتح ہونے کے بعد مدینہ پہنچ کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا حضرت ابوبکر کے دور میں لشکر اسلام جب مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے گیا اس میں یہ وحشی بھی شامل تھا وحشی نے مسیلمہ کذاب کو نیزہ مارا وہ واصل جہنم ہو گیا حضرت وحشی کہا کرتے تھے اگر میں نے حالت کفر میں سب سے بہتر آدمی کو شہید کیا ہے تو مسلمان ہونے کے بعد سب سے بڑے دشمن اسلام کو قتل کیا ہے۔ مجھے امید ہے اس کے بدلے میں کل قیامت کے دن حضرت امیر حمزہ مجھ سے راضی ہو جائیں گے حضور نے فرمایا: حمزہ اللہ کا شیر ہے اور اس کے رسول کا شیر ہے۔ حضور نے جب حضرت حمزہ کی حالت دیکھی کان، ناک کاٹ دیئے گئے ہیں آنکھیں نکال لی گئیں ہیں بہت دکھ ہوا بہت غمگین ہوئے اور فرمایا اگر اللہ نے مجھے مشرکین پر غلبہ دیا تو میں ستر مقتولوں کا اس سے بھی بدتر مثلہ کروں گا۔ فوراً جبریل حاضر ہوئے۔ آیت لے کر

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝

اور اگر تم انہیں سزا دینا چاہو تو انہیں سزا دو لیکن اس قدر جتنی تمہیں

تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو یہ صبر ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔ (سورۃ النحل آیت نمبر ۱۲۶)

حضور نے حضرت صفیہ جو کہ حمزہ کی بہن ہیں، حمزہ کی لاش پر آنے سے منع کیا۔ صفیہ نے عرض کی: حضور! مجھے اجازت دیں، میں صبر کروں گی، صفیہ لاش پر گئیں دیکھ کر پڑھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اور دعائے مغفرت کی اور صبر کیا، حضور نے حضرت حمزہ پر ستر مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی۔ ہر شہید کے ساتھ ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ (تفسیر نعیمی ج ۴ ص ۳۵)

حضور نے صبر اختیار کیا

حضور جب مدینہ واپس ہوئے تو وہاں کی عورتوں کو اپنے عزیز شہداء پر روتا پایا غمگین ہو کر فرمایا:

اَمَّا حَمْزَۃَ فَلَا بَوَاکِیَ لَہٗ

کیا آج بیکس حمزہ پر رونے والی کوئی آنکھ نہیں۔

یہ حضور کا فرمان انتہائی صدمے پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت حنظلہ کی شہادت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حنظلہ اٹھارہ برس عمر ہے۔ نئی نئی شادی ہوتی ہے شب زفاف تھی۔ شادی کی پہلی رات تھی۔ صبح کا وقت ہوا غسل کی حالت ہے کان میں آواز پہنچی الجہاد حضور کا حکم ہے جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ فوراً پہنچ گئے ابوسفیان جو اسلام کا دشمن تھا اپنے لشکر کا سپہ سالار تھا اور پوری قوت سے مسلمانوں پر حملہ آور تھا۔ حضرت حنظلہ نے ابوسفیان پر بھرپور حملہ کیا گھوڑے کی گردن پر تلوار ماری گھوڑا تڑپ کر گر پڑا۔ ابوسفیان نے شور مچایا ایک کافر نے حملہ کیا حنظلہ شہید ہو

گئے۔ جب آپ کی لاش تلاش کی گئی۔ تو مل نہ سکی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تلاش کرو حضور نے آسمان کی طرف دیکھا فرمایا جبرائیل میکائیل دوسرے فرشتوں کے ساتھ کوثر کے پانی کے ساتھ انہیں غسل دے رہے ہیں۔ جب لاش زمین پر آئی صحابہ نے دیکھا بالوں سے پانی کے قطرات موتیوں کی طرح ٹپک رہے ہیں۔ یہ ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا کہ شہیدوں کو تو غسل نہیں دیا جاتا۔ بغیر غسل کے دفن کیا جاتا ہے فرشتوں نے حضرت حنظلہ کو غسل کیوں دیا ہے۔ رحمت دو عالم نے ان کی بیوہ جن کا نام جمیلہ تھا۔ عبداللہ ابن اُبی کی بہن تھی دریافت کیا انہوں نے بتایا کہ گزشتہ رات ہی ان کی شب زفاف تھی۔ صبح کو جہاد کا اعلان ہو گیا۔ یہ فوراً حاضر ہو گئے تاخیر گوارا نہ کی۔ غسل جنابت نہ کر سکے۔ حضور نے فرمایا: اسی وجہ سے فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے۔ اس دن سے انکا لقب مشہور ہو گیا حنظلہ غسیل الملائکہ۔ آپ کی بیوی بتاتی ہیں: اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کھل گیا ہے اور حنظلہ اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ پھر آسمان کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے میں سمجھ گئی حنظلہ شہید ہو جائیں گے۔

شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مرد مومن کو
کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دنیا میں اسی دن کو

....

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں ہوتی ہے محنت زیادہ

حضرت عمرو بن جموح کی شہادت

حضرت عمرو بن جموح پاؤں سے معذور تھے۔ جب غزوہ احد کے لئے لشکر

اسلام تیار ہوا۔ تو حضرت عمرو بن جموع بھی تیار ہو گئے بیٹوں نے روکا آپ معذور ہیں آپ جہاد کی تیاری نہ کریں مگر آپ نے بات نہ مانی سرکار مدینہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی حضور میں بھی جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم معذور ہو۔ عرض کی حضور کیا کوئی معذور جنت نہیں جا سکتا۔

حضور نے اس جذبہ کو دیکھ کر جہاد میں جانے کی اجازت دیدی جب سفر جہاد پر روانہ ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی ''اے اللہ مجھے نامراد کر کے اپنے گھر والوں کی طرف نہ لوٹانا'' اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس جنگ میں مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

مشرکین مکہ نے پرا باندھ کر رحمت دو عالم پر بلّہ بول دیا ہر طرف سے گھیر لیا۔ تیروں اور تلواروں کی بارش شروع کر دی۔ پتھر بھی مارے جا رہے ہیں سامنے والے دانت مبارک شہید ہو گئے۔ چہرے پر زخم آیا ریش مبارک خون سے رنگین ہو گئی۔ خود کی دو کڑیاں رخسار میں گھس گئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضور کو حملوں سے بچانے کے لئے جان نثار کر دی۔ حضرت سعد تیر چلاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اے اللہ یہ تیرا تیر ہے اسے اپنے دشمن کے سینہ میں پیوست کر۔ حضور دعا سن کر فرماتے اے اللہ! سعد کی دعا قبول فرما۔ اے اللہ! سعد کا تیر نشانہ پر لگے واہ واہ سَعْدَ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ ۔ میرے باپ اور ماں تجھ پر قربان ہو جائیں انداز

شجاعت کو دیکھا۔ بہادری کو دیکھا ایسا اعزاز عطا کیا کہ کسی اور کو نہیں ملا۔

ارم یا سَعْدَ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ سعد ایک تیر اور پھینک میرا باپ اور ماں تجھ پر قربان ہو جائیں۔ تاریخ صحابیت میں یہ اعزاز حضور نے صرف حضرت سعد کو دیا ہے۔ ساری امت کہتی ہے آقا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ حضور نے حضرت سعد کو کہا تجھ پر میرے باپ قربان ہو جائیں ایک ہزار تیر حضرت سعد نے دشمن پر برسائے سعد تیری اس بہادری کی عظمت کو سلام۔ تیرے پاکیزہ جذبے کو سلام۔ حضور نے دعا کی: اے سعد! اللہ تعالیٰ تجھے مقبول الدعاء بنائے۔ چنانچہ آپ ایسے مقبول الدعاء تھے کہ صحابہ آپ سے دعا کرانے آتے تھے۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اپنے لئے دعا نہ کی کہتے تھے یار کا ہدیہ ہے مجھے قبول ہے۔

(تفسیر نعیمی ج ۴ ص ۱۵۷)

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جب احد میں پہنچے تو آپ نے سعد بن ابی وقاص کو علیحدگی میں بلایا اور فرمایا آؤ گوشہ تنہائی میں دعا مانگیں۔ اور ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہیں۔

حضرت سعد کی دعا

اے اللہ! آج ایسے دشمن سے میرا مقابلہ ہو جو قوی ہو۔ کچھ دیر میں اس کا مقابلہ کروں اور وہ میرا مقابلہ کرتا رہے پھر اس کے بعد مجھے اس پر فتح مل جائے اور میں اس کو شکست دے دوں۔ عبداللہ نے سعد کی اس دعا پر آمین کہی۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی دعا

اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو جو کہ بہت قوی ہو۔ میں تیری رضا کے

لئے اس سے مقابلہ کروں آخر میں کافر مجھ پر غالب آجائے اور مجھ کو قتل کر دے۔ پھر وہ مجھے پکڑ لے اور میری ناک میرا کان کاٹ دے۔ جب قیامت کے دن تجھ سے اس حالت میں ملوں تو تو فرمائے۔ اے میرے بندے کس جرم میں تیری ناک اور تیرے کان کاٹے گئے۔ تو میں عرض کروں۔ تیری محبت اور تیرے محبوب کی محبت میں۔ تو اس وقت اللہ فرمائے صَدَقْتَ تو نے سچ کہا سعد نے ان کی دعا پر آمین کہی سعد کہتے ہیں عبداللہ کی دعا میری دعا سے بدرجہا بہتر تھی۔ دونوں دعائیں قبول ہو گئیں۔ حضرت عبداللہ کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا۔

ابی بن خلف ہلاک ہو گیا

ابی بن خلف کافر تھا۔ اس کے پاس ایک قیمتی گھوڑا تھا۔ اس نے قسم کھائی کہ اس گھوڑے پر سوار ہو کر محمد کو قتل کروں گا (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو ارشاد فرمایا انشاء اللہ میں اسے قتل کروں گا جنگ احد میں وہ بھی شریک تھا اور اپنے گھوڑے کو رقص کراتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ کہ صحابہ کرام نے آگے بڑھ کر اس کے راستے کو روکا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے غلاموں اسے چھوڑ دو آگے آنے دو اس کا راستہ خالی کر دو اس نے مجھے للکارا ہے میں ہی اس کو قتل کروں گا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا:

یَا کَذَّاب اَیْنَ تَفِرُّ اے کذاب اب بھاگ کر کدھر جاتے ہو۔

حضور نے نیزہ لیا اور اس کی گردن میں چبھویا۔ اس کے حواس باختہ ہو گئے گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ اس طرح آواز نکالنے لگا جس طرح بیل آواز نکالتا ہے۔ واپس بھاگا۔ قوم کو کہنے لگا محمد نے مجھے قتل کر دیا ہے لوگوں نے کہا: یہ تو معمولی خراش آئی ہے ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ چیخ و پکار کر رہا تھا اس نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم جو

چوٹ مجھے لگی ہے جو درد مجھے ہو رہی ہے اس درد کو اگر قبیلہ مضر اور ربیعہ پر تقسیم کر دیا جائے سب ہلاک ہو جائیں سب تباہ و برباد ہو جائیں۔ زمین پر ایڑیاں رگڑتا ہوا ہلاک ہو گیا سب سے بڑا بدبخت وہ ہے جو نبی کو قتل کرے۔ یا جس کو نبی قتل کرے۔

حضرت انس بن نضر کی شہادت

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے آگے نکل گئے۔ دیکھا کہ کچھ لوگوں نے ہتھیار پھینک دیئے ہیں۔ انس بن نضر نے پوچھا کہ یہاں تم کیا کر رہے ہو۔ حضور کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ لوگوں نے کہا: اب لڑ کر کیا کریں جس کے لئے لڑتے تھے وہی نہیں رہے۔ ہم نے سنا ہے حضور شہید ہو گئے ہیں انس بن نضر یہ سن کر تڑپ گئے اور فرمایا پھر ہم ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے یہ کہہ کر لشکر کفار پر حملہ کر دیا اور جام شہادت نوش کیا جنگ کے بعد جب ان کی لاش دیکھی گئی تو اسی سے زیادہ تلوار اور نیزوں کے زخم تھے۔ کوئی شخص پہچان نہ سکا۔ ان کی بہن نے انگلی دیکھ کر لاش کو پہچانا۔ (بخاری شریف غزوہ احد ص ۵۷۸)

زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مشرکین نے غزوہ احد میں حضور پر بھرپور حملہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: کون ہے جو ان دشمنوں کو مجھ سے دور کرے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔ سات انصاری صحابہ کرام آپ پر اسی وقت قربان ہو گئے کفار سے لڑتے ہوئے اسی وقت شہید ہو گئے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زخم بھی لگنے نہیں دیا۔ زیاد بن سکن کو یہ شرف حاصل ہوا حضور کی حفاظت کرتے ہوئے زخموں سے چور چور ہو گئے۔ دشمنوں کو حضور سے دور کر دیا۔ مگر خود جام شہادت نوش فرمایا زیاد بن سکن جب زمین پر گر پڑے۔ تو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ

[illegible]

[illegible]

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

[illegible]

[illegible]

٭

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا

[illegible]

[illegible]

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء
عند ربهم يرزقون ۝ فرحين بما اتاهم الله من فضله
ويستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم الا خوف
عليهم ولا هم يحزنون ۝ يستبشرون بنعمة من الله وفضل

وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ○ (پ۴ ع۸ آیت ۱۷۱ سورۃ ال عمران)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔ اور خوشیاں منارہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم خوشیا مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا۔

قرآن حکیم کی یہ آیت شہداء احد کے متعلق نازل ہوئی۔ جو ستر حضرات تھے چار مہاجر اور چھیاسٹھ انصار۔

(تفسیر روح البیان، صاوی، روح المعانی) نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں میں رکھا کہ وہ جنت کی نہروں پر جاتی اور وہاں کے پھل کھاتی ہیں۔ اور ان سنہری قندیلوں میں رہتی ہیں جو عرش کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ کاش ہمارے اس عیش کی خبر ہمارے ان بھائیوں کو مل جائے جو ابھی دنیا میں ہیں تاکہ وہ جہاد سے ست نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ خبر ہم بھیج دیتے ہیں۔ اس وقت یہ قصہ آیتیں نازل ہوئیں۔ (ترمذی ج ۲ تفسیر سورۃ آل عمران)

حضرت جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک بار مجھے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: کیوں پریشان ہو میں نے عرض کیا میرے والد عبداللہ احد میں شہید ہو گئے۔ اور بہت قرض اور بال بچے چھوڑ گئے جن کا بوجھ مجھ پر ہے۔ فرمایا کیا میں تمہیں خوشخبری دوں۔ میں نے عرض کیا ہاں فرمایا کہ آج تک اللہ تعالیٰ نے کسی سے بے حجابانہ کلام نہ فرمایا۔ حجاب میں ہی کلام ہوتا تھا۔ سوائے تمہارے والد کے کہ انہیں اپنا دیدار کرایا اور روبرو کلام فرمایا۔ فرمایا: اے میرے بندے کچھ مجھ سے مانگ انہوں نے عرض کیا کہ مولیٰ مجھے پھر زندہ کر کے دنیا میں بھیج تا کہ پھر تیری راہ میں جہاد کروں اور مارا جاؤں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موت کے بعد ہم واپس نہیں بھیجا کرتے۔ تمہارے والد نے عرض کیا کہ اچھا پھر میری یہ خبر دنیا میں بھیج دے کہ تو نے میرا اتنا احترام فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں یہ کر دیتا ہوں اس وقت یہ آیت نازل فرمائی۔

(ترمذی ج ۲ تفسیر سورۃ آل عمران)

شان شہداء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہید کے لئے چھ فضیلتیں ہیں:

1۔ جب اس کے خون کا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس وقت جنت میں اس کو اپنی جگہ دکھا دی جاتی ہے۔

2۔ اسے عذاب قبر سے نجات دی جاتی ہے۔

3۔ روز قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے اسے چھٹکارا مل جاتا ہے۔

4۔ اس کے سر پر وقار کا تاج سجا دیا جاتا ہے اس تاج کا ایک یاقوت دنیا وما

فیھا سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

5۔اس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر حوریں دی جائیں گی۔

6۔اسے اپنے ستر قریبی رشتہ داروں کی شفاعت کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جانا قرض کے علاوہ ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

(مسلم شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی جان و مال اور زبانوں کے ذریعہ مشرکین سے جہاد کرو۔ (ابوداؤد، نسائی)

شہداء احد کے مزارات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا۔ حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل احد کے پاس تشریف لے آئے۔ اور ان کے لئے نماز جنازہ جیسی نماز پڑھی پھر واپس اپنے منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا میں تمہارا پیشرو ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ بخدا میں یہاں بیٹھے ہوئے اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں مجھے سارے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ مجھے اس بات کا کوئی اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے۔ لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرنے لگو گے۔

(بخاری شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے تھے اور

ان کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین کا بھی یہی معمول رہا۔ صحابہ کرام اور تابعین کا بھی یہی معمول رہا اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



مومنوں کی صفات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(پ ع ۳ التوبہ آیت نمبر ۱۱۲)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

درود شریف پڑھیں۔ میرے محترم بزرگوں اور معزز دوستو جو آیت تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ (یہی لوگ ہیں) توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد کرنے والے روزے رکھنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے اور آپ ایمان والوں کو خوش خبری سنا دیں۔

حضرات محترم اس آیت میں مومنوں کی صفات بیان کی گئیں ہیں پہلی صفت اَلتَّائِبُوْنَ توبہ کرنے والے مومن پر لازم ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی توبہ کرے۔توبہ کا معنی ہے رجوع کرنا یعنی لوٹنا۔شرع میں توبہ کا معنی ہے۔ اَلرَّجُوْعُ مَعْصِيَةِ اللهِ تَعَالٰى اِلٰى طَاعَتِهٖ، اللہ کی نافرمانی سے اللہ کی فرمانبرداری کی طرف لوٹنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَتُوْبُوْا اِلَى اللهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اے ایمان والوسب کے سب توبہ کرو اللہ کی طرف تا کہ تم دونوں جہاں میں فلاح پاؤ۔(سورۃ النور آیت ۳۱) اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا○ اے ایمان والواللہ کی طرف توبہ کرو خالص توبہ۔

(سورۃ التحریم آیت ۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔(ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۵۰) الترغیب والترہیب حدیث نمبر ۳۱۴۵ ج ۳ ص ۲۱۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں:

كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ ۔

ہر فرزند آدم خطا کار ہے اور خطا کاروں میں سب سے بہتر توبہ کرنے والے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں:

اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ۔

بیشک اللہ عزوجل بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اس پر حالت نزع طاری نہ ہو۔(ترمذی حدیث نمبر ۳۵۳۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے کہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے کہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے (یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتی کہ سورج (قیامت کے قریب) اپنے مغرب سے طلوع ہو۔

(مسلم شریف حدیث نمبر ۲۷۵۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ کی قسم: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے تم میں سے آدمی سے بھی زیادہ جو اپنے اونٹ کو کسی بیابان جنگل میں اونٹ گم کر کے پھر اسے پالے۔

(بخاری شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

بیشک مومن جب گناہ کرتا ہے، تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ آجاتا ہے۔ پس اگر توبہ کرے گناہ کو ترک کردے اور استغفار کرے تو اس نکتہ کو اس کے دل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ گناہ میں زیادتی کرے تو یہ نکتہ بھی بڑھا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے یہی وہ ''الران'' ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔ ''كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ'' (الترغیب والترہیب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی مسلمان کی آنکھوں سے خوف خدا کی وجہ سے مکھی کے سر کے برابر آنسو کا ایک قطرہ گرتا ہے اور وہ چل کر اس کے چہرے پہ آجاتا تو اللہ اس پر دونوں کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ (مشکوۃ ص ۴۵۸)

ان احادیث سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کو مومن کی توبہ بہت پسند ہے مومن کی توبہ سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پہلی امتوں میں ایک شخص تھا جو بڑا پاپی تھا۔ بڑا سیاہ کار تھا۔ بڑا گناہ گار تھا۔ جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ ایک دن اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں بڑا گناہ گار ہوں مجھے اپنی بخشش کا سامان کرنا چاہیے۔ ایک عالم کے پاس گیا اور اسے کہا میں نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا میری کوئی بخشش کی صورت ہو سکتی ہے اس عالم نے کہا: ہماری اس بستی سے نکل جاؤ کہیں تمہاری نحوست کی وجہ سے ہم پر عذاب نہ آجائے تمہاری توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ اس قاتل کو غصہ آگیا اس نے اس عالم کو بھی قتل کر دیا اور سو پورے کر دیئے۔

پھر ایک دن دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوا گناہوں پر نادم ہوا میں سیاہ کار انسان ہوں میری زندگی گزر گئی ہے گناہ کرتے ہوئے مجھے اپنی بخشش کا سامان کرنا چاہئے۔ ایک عالم کے پاس گیا اور عرض کی حضرت میں نے ایک سو آدمی ناحق قتل کئے ہیں۔ کیا میری بھی بخشش ہو سکتی ہے اس عالم نے کہا: ہاں ہو سکتی ہے' توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اللہ بڑا کریم ہے ستار ہے غفار ہے۔ غفور الرحیم ہے۔ تم سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اللہ بخش دے گا۔

بندہ وہ کون سا ہے جو گناہ سے بے قصور ہے
اگر بخش دے تو کیا تیری رحمت سے دور ہے

اللہ کریم تو بندے کی توبہ پر خوش ہوتا ہے۔ قاتل، سیاہ کار، گناہ گار، خوش ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ آنکھیں اشکبار ہو گئی اپنے گناہوں پر نادم ہوا۔

ہر کجا آب رواں غنچہ بود
ہر کجا اشک رواں پر رحمت شود

اس عالم نے کہا: بیت المقدس کی طرف چلے جاؤ وہاں پر اللہ کے نیک اور صالح بندے رہتے ہیں ان کے ہاتھ پر جا کر سچے دل سے توبہ کرو۔ ان کی صحبت میں رہو۔ نیک عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا۔ وہ گناہ گار توبہ کی نیت سے چل پڑا۔ ابھی پہنچا نہیں تھا راستے میں ہی تھا کہ اسے موت آ گئی۔ روح قفس عنصری سے نکل گئی جنت کے فرشتے بھی آ گئے اور دوزخ کے فرشتے بھی آ گئے۔

دوزخ کے فرشتوں نے کہا: یہ ایک سو آدمیوں کا قاتل ہے اسے ہم لے جائیں گے۔ جنت کے فرشتوں نے کہا: یہ توبہ کی نیت سے صالحین کے پاس جا رہا تھا اس لئے اسے ہم لے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تم زمین کو ناپ لو اگر گھر کے قریب ہے' تو دوزخ کے فرشتے لے جائیں اگر صالحین کی بستی کے قریب ہے' تو جنت کے فرشتے لے جائیں فرشتوں نے جب زمین کو ناپا۔ تو وہ شخص صالحین کی بستی کے قریب تھا اس لئے جنت کے فرشتے لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی اسے بخش دیا۔ جنت کا حقدار بن گیا۔ (بخاری ج ا ص ۴۹۳)

رحمت حق بہانمی جوید   بہانمی جوید

ایک عورت کی توبہ

جہینہ قبیلہ کی ایک عورت تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ وہ ارتکار جرم کی وجہ سے حاملہ ہو چکی تھی۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ مجھ سے جرم سرزد ہو گیا ہے۔ جو حد کا تقاضا کرتا ہے اس لئے مجھ پر حد قائم کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلایا اور ارشاد فرمایا: اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو جب بچہ جنے تو میرے پاس لے آنا۔ تو اس کے ولی نے ایسا ہی کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیئے گئے۔ پھر آپ

نے حکم فرمایا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ تو حضرت عمر نے عرض کی: یا رسول اللہ اس نے اتنا بڑا جرم کیا پھر بھی آپ اس کی نماز جنازہ ادا کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے عمر! اس عورت نے ایسی خالص توبہ کی ہے کہ اگر شہر کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو انہیں کافی ہو گی کیا اس سے بھی کوئی بہتر بات ہے کہ اس نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنی جان پیش کر دی۔ (ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۰۸۵) ترمذی حدیث نمبر ۱۴۳۵)

ایک شرابی کی توبہ

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شرابی تھا۔ شراب کی بوتل چھپا کر باہر نکلا۔ کیا دیکھتا ہے کہ سامنے سے امیر المومنین ہاتھ میں درہ لے کر آ رہے ہیں فاروق اعظم کو دیکھتے ہی ڈر گیا۔ لرز گیا۔ دل ہی دل میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرض کی۔ یا اللہ آج تیری بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں مجھے معاف کر دے۔ آج کے بعد پھر کبھی شراب نہیں پیوں گا۔ آج مجھے عمر کے درے سے بچا لے سچے دل سے توبہ کی تھی اس لئے اللہ تعالی نے معاف کر دیا حضرت فاروق اعظم نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے کہا بوتل ہے کہا دکھاؤ چادر کے نیچے سے بوتل نکال کر پیش ک دی۔ اس میں کیا ہے عرض کی دودھ ہے۔ جب فاروق اعظم نے دیکھا تو واقعی دودھ تھا، اللہ نے شراب کو دودھ میں بدل دیا۔ اتنا بڑا مجرم، سیاہ کار، شرابی، جب سچے دل سے توبہ کی اللہ تعالی نے بخش دیا، صاحب کرامت بن گیا۔

ایک گناہ گار کی عجیب توبہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک مرتبہ بارش نہ ہوئی جناب موسیٰ

کلیم اللہ نے اپنی قوم کو فرمایا چلو نماز استغفار پڑھیں۔ نماز پڑھی دعا کی لیکن بارش نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تمہارے اس اجتماع میں میرا ایک نافرمان بندہ ہے جب تک وہ نکل نہیں جائے گا بارش نہیں ہوگی حضرت موسیٰ علیہ السلام منبر پر تشریف لائے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: کون ہے سیاہ کار جس کی وجہ سے بارش نہیں ہو رہی اس اجتماع سے نکل جائے۔ کوئی نہ نکلا۔ پھر خطبہ دیا فرمایا کون ہے سیاہ کار، گناہ گار جس کی وجہ سے بارش نہیں ہو رہی۔ لوگ پریشان ہیں۔ وہ نکل جائے ورنہ کان پکڑ کر باہر نکال دوں گا۔ لیکن وہ گناہ گار نہ نکلا۔ تیسری مرتبہ پھر فرمایا وہ سیاہ کار انسان نکل جائے ورنہ کان سے پکڑ کر خود نکال دوں گا۔ وہ گناہ گار سمجھ گیا۔ کہ میں ہی گناہ گار ہوں۔ میں ہی سیاہ کار ہوں اسی وقت وہیں بیٹھے ہوئے سچے دل سے توبہ کی اور عرض کی: یا اللہ اگر یہاں بیٹھا رہوں تو موسیٰ علیہ السلام کے جلال کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر باہر نکلتا ہوں پوری قوم میں بدنام ہوتا ہوں تو ہی ستار ہے میری پردہ پوشی فرما دے تو غفار ہے بخش دے آئندہ شراب نہیں پیوں گا۔ آئندہ قتل نہیں کروں گا۔ بدکاری نہیں کروں گا چوری نہیں کروں گا۔

بندہ وہ کون سا ہے جو بے قصور ہے
اگر بخش دے تو کیا تیری رحمت سے دور ہے

اہل علم تو اپنے عمل سے ہیں مطمئن
اعظم کو کون دے گا سہارا تیرے بغیر

مجھے معاف کر دے۔ رحمت کی بارش برسنا شروع ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ یہیں سے کوئی نکلا نہیں اور بارش برسنا شروع ہو گئی ہے اے موسیٰ علیہ السلام جس کے گناہوں کی وجہ سے بارش نہیں ہو رہی

تھی۔ اب اسی کی توبہ کی وجہ سے بارش ہو رہی ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری است

وقت پیری گرگ ظالم سے شود پرہیز گار

شہر بسطام کی طوائف کی توبہ

شہر بسطام میں ایک طوائف آگئی۔ حسین وجمیل اور خوبصورت تھی شہر کے نوجوانوں کو اس نے خراب کرنا شروع کر دیا لوگ تنگ آ کر ولی کامل صوفی باصفا حضرت بایزید بسطامی کے پاس گئے اور کہا کہ یہاں ایک طوائف آگئی ہے اس نے نوجوانوں کو خراب کرنا شروع کر دیا ہے ہم بہت تنگ ہیں آپ دعا فرمائیں تاکہ اس بے حیا اور بے غیرت عورت سے ہماری جان چھوٹ جائے۔ حضرت بایزید اس طوائف کے پاس گئے اسے کہا کہ اس رات کی فیس مجھ سے لے لو۔ کسی اور کو نہ آنے دو اس نے کہا: منظور ہے حضرت بایزید نے کہا: وضو کرو اور مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھو۔ ادھر اس نے نماز شروع کی ادھر حضرت بایزید نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ میں نے اس کے ظاہر کو بدل دیا ہے تو اس کے باطن کو بدل دے اس کے دل میں ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ اس نے آپ کے ہاتھ پر سچے دل سے توبہ کی اور زمانے کی ولیہ بن گئی صاحب کرامت بن گئی۔

اَلْعَابِدُوْنَ

حضرات محترم پہلی صفت توبہ ہے۔ جو آپ سن چکے ہیں۔ دوسری صفت ''اَلْعَابِدُوْنَ'' اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ٥ (پ ۲۷ ع ۲)

یعنی جن اور انسان اس لئے پیدا کیے گئے ہیں تا کہ وہ خدا کی عبادت کریں۔

حضور کی عبادت

حضور پر نور شافع یوم النشور اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت وریاضت کی شان دیکھیں کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ سے ایک شخص نے درخواست کی کہ حضور کی کوئی عجیب بات بیان کریں اُمّ المومنین نے فرمایا: حضور کی کون سی بات عجیب نہ تھی۔ چنانچہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ حضور میرے پاس تشریف لائے اور آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے۔ اور پھر فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ یہ فرما کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور قیام میں رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آنسو بہہ کر سینہ مبارک تک آ گئے پھر رکوع کیا اور رکوع میں بھی اسی طرح روتے رہے پھر سجدے میں بھی روتے رہے۔ اس کے بعد سجدے سے سر اٹھایا۔ تو اس وقت بھی روتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال نے آ کر فجر کی نماز کے لئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس قدر روتے ہیں حالانکہ آپ معصوم ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ میں اپنے رب کی عبادت کر کے کیا میں اپنے اب کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں۔ (بخاری شریف)

حضرت ثابت بنانی کی نماز

حضرت ثابت بنانی تابعی تھے اور حافظ الحدیث تھے۔ نماز بڑے خشوع اور خضوع کے ساتھ پڑھتے۔ عبادت میں اتنا ذوق اور شوق رکھتے تھے کہ جس مسجد کے قریب سے گزرتے اس مسجد میں نماز ضرور پڑھتے تھے۔ حضرت ثابت بنانی صائم

الدھر تھے۔ روزہ کبھی ناغہ نہ کرتے تھے۔ رات دن میں پورا قرآن ختم کر لیتے تھے۔ حضرت ثابت نماز مس کثرت سے روتے۔ لوگ تعجب کرتے تھے کسی نے عرض کیا کہ اس طرح تو آپ کی آنکھیں ضائع ہو جائیں گی آپ نے فرمایا: اگر ان آنکھوں سے رویا نہ جائے۔ تو ان کا فائدہ ہی کیا ہے حضرت ثابت ہمیشہ دعا کرتے تھے۔ کہ اے اللہ۔ اگر کسی شخص کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہے' تو مجھے بھی اس کی اجازت دے دی جائے ابوسنان کا بیان ہے کہ بخدا میں ان لوگو میں سے ہوں جنہوں نے ثابت بنانی کو دفن کیا تھا۔ دفن کے دوران قبر کی ایک اینٹ گر گئی۔ میں اسے اٹھانے کے لئے جھکا۔ تو دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں میں نے اپنے ساتھی کو کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے کہا: خاموش رہو۔ حضرت ثابت کی تدفین ہو چکی تو میں نے ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے پوچھا کہ ثابت کون کون سے اعمال کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ کیوں پوچھتے ہیں؟ میں نے سارا واقعہ بیان کیا حضرت ثابت بنانی کی بیٹی نے کہا: وہ پچاس سال سے شب بیداری کر رہے تھے اور صبح کے وقت دعا کرتے تھے:

اے اللہ! اگر قبر میں کسی کو نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے' تو مجھے بھی عطا فرمانا۔

مجھے معلوم ہوتا ہے میرے والد کی دعا قبول ہو گئی ہے مسلمان کو چاہئے اللہ کی عبادت پورے ذوق اور شوق کے ساتھ کرے نماز باجماعت پابندی سے ادا کرے۔ نفلی عبادت بھی کرے۔

اَلْحَامِدُوْنَ

تیسری صفت اَلْحَامِدُوْنَ حمد کرنے والے یعنی مومن راحت میں ہو یا

تکلیف میں ہر حال میں اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہے۔

اَلسَّائِحُوْنَ

چوتھی صفت السائحون روزہ رکھنے والے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (ترجمہ کنزالایمان) (پ ۲ ع ۷ سورۃ البقرہ)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایمان واخلاص سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو رمضان میں ایمان واخلاص سے راتوں میں عبادت کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شب قدر میں ایمان واخلاص کے ساتھ عبادت کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ)

آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ)

جنت کے آٹھ دروازے ہیں

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں آٹھ دروازے ہیں جن میں

سے ایک باب الریان ہے۔ جس میں صرف روزے دار داخل ہوں گے روزہ ڈھال ہے۔ (مسلم، بخاری، مشکوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یَقُوْلُ الصِّیَامُ جُنَّۃٌ مَالَمْ یُخَرِّقُھَا۔

روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

(نسائی، ابن ماجہ)

روزہ اور قرآن کی سفارش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش قبول فرمائی جائے گی۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

اَلرَّاکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

پانچویں اور چھٹی صفت یعنی رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے اس سے مراد نمازی ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگہ میں سجدے کرتے ہیں رکوع کرتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں۔

نماز کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لِکُلِّ شَیْءٍ عَلَمٌ وَ عَلَمُ الْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ

ہر چیز کی علامت ہوتی ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے۔ (منیۃ المصلی)

قیامت کے دن پہلا سوال نماز کے متعلق ہوگا

قیامت کے دن جب حساب و کتاب ہوگا تو سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ صَلٰوتُهٗ، (نسائی ص ۵۵)

قیامت کے دن سب سے پہلے بندہ کا حساب نماز سے لیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن بندوں کے عمل سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے پس اگر وہ ٹھیک ہوئی تو وہ کامیاب اور بامراد ہوگا۔ اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ نامراد اور خاسر ہوا اگر اس کی فرض نماز میں کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو! کیا میرے بندے کے نفل ہیں تاکہ اس سے فرضوں کی تکمیل کی جائے۔ پھر اس طرح اس کے باقی اعمال کا حال ہوگا۔

(زواجر ج ۱ ص ۱۱۲)

نماز سے تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں

كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَنَهٗ اَمْرٌ فَزِعَ اِلَى الصَّلٰوةِ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تو آپ نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۷)

کسی تکلیف اور مصیبت کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہونا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے اس طرح رحمت خداوندی شامل حال ہو جاتی ہے جب اللہ کی رحمت شامل حال ہو جائے پھر کون سی پریشانی رہ جاتی ہے۔

نماز نہ پڑھنے کی برائی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝

یعنی جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو جنتی دوزخیوں کو دیکھ کر کہیں گے تم کو دوزخ میں کس چیز نے ڈالا ہے تو دوزخی بولیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ تارک نماز کے لئے ٹھکانہ جہنم ہی ہے اگر کوئی آدمی نماز کو قضا کر دے پھر پڑھ بھی لے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ویل فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝

ویل ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں وقت گزار کر نماز پڑھتے ہیں۔

ویل جہنم میں ایک وادی ہے۔جس کی سختی سے جہنم بھی پناہ مانگتا ہے۔اس کا نام ویل ہے قصداً نماز قضا کرنے والے اس کے مستحق ہیں۔اور جس نے ایک بھی نہ پڑھی ہو اس کا کیا حشر ہوگا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نمازیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ساتویں اور آٹھویں صفت:

یعنی اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم اسلام کو بھیجا وہ امر

بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ فرماتے رہے۔ آخر میں اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہوگیا پھر یہ منصب امت محمدیہ کے سپرد کیا گیا تاکہ امر بالمعروف کے اہم فریضہ کو انجام دیتے رہیں۔ ہر مسلمان اپنی جگہ پر مبلغ ہے اپنی صلاحیت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مختلف مقامات پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ترغیب دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ۴ع۲)

اے میرے محبوب کی امت تم تمام امتوں میں سب سے بہترین ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دو گے اور بری باتوں سے منع کرو گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ (پ۴ع۲)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں۔

حضور ارشاد فرماتے ہیں تم میں سے جو شخص بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے بدل دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے یعنی اسے دل میں برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔

(مسلم شریف)

سفینہ تین منزل

حضور نے ارشاد فرمایا: کچھ لوگ بحری جہاز میں سوار تھے۔ انہوں نے آپس میں اس کی منزلیں تقسیم کرلیں کچھ اوپر والے حصہ میں کچھ درمیانی حصہ میں اور کچھ تیسری منزل میں سوار ہو گئے۔ سفر جاری تھا نچلی منزل والا ایک شخص کلہاڑا لے کر آیا۔ ساتھی کہنے لگے کیا کرتا ہے کہنے لگا اپنی منزل میں سوراخ کرنا چاہتا ہوں اس سے پانی بھی قریب ہو جائے گا اور دیگر حاجات کے لئے بھی آسانی ہو جائے گی۔ یہ سن کر کچھ لوگ کہنے لگے اسے دفع کرو۔ اپنی منزل میں جو چاہے کرے۔ دوسرے سمجھدار کہنے لگے۔ ہرگز ایسا نہ کرنے دو۔ ورنہ یہ ہمیں بھی ڈبو دے گا اور خود بھی غرق ہوگا۔ پس اگر وہ لوگ اس شخص کا ہاتھ پکڑتے ہیں۔ تو وہ خود بھی بچتا ہے۔ اور یہ لوگ بھی بچتے ہیں اگر اسے چھوڑتے ہیں۔ تو وہ خود بھی ہلاک ہوگا اور انہیں بھی ہلاک کر گیا۔ (تنبیہ الغافلین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: لوگ اگر بری بات دیکھیں اور اس کو نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایسا عذاب بھیجے گا جو سب کو گھیر لے گا۔ (ابن ماجہ)

بنی اسرائیل کے علماء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بنی اسرائیل نے جب گناہ کئے ان کے علماء نے منع کیا۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ پھر علماء ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے علماء کے دل بھی انہیں جیسے کر دیئے، اور حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نے کہا: میں نہیں جانے دوں گا۔ پھر لڑائی ہوئی اس مرتبہ شیطان نے اس عابد کو زمین پر گرادیا اور سینے پر سوار ہو گیا کہا واپس جاؤ ورنہ قتل کروں گا۔ عابد خوفزدہ ہو گیا۔ اور کہنے لگا مجھے چھوڑ دو۔ میں واپس چلا جاؤں گا۔ صرف اتنا بتا دے پہلے دو مرتبہ میں نے تجھے پچھاڑ دیا تھا۔ اب تم مجھ پر غالب آ گئے ہو اس کی وجہ کیا ہے۔ شیطان نے کہا: پہلے تو درخت کاٹنے اللہ کی رضا کے لئے جا رہا تھا اب تو اللہ کی رضا کے لئے نہیں جا رہا بلکہ دینار نہ ملنے کی وجہ سے جا رہا ہے اس لئے تو مجھ پر غالب نہیں آسکا۔ (تنبیہ الغافلین)

آج ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی کرتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ شریعت کے خلاف کام کرتے ہیں بے پردگی عام ہے گانے ڈرامے جوا شراب عام ہے لیکن ہم روک ٹوک نہیں کرتے بلکہ تماشائی بنے بیٹھے ہیں دیکھ کہ دل میں برا جاننا بھی ہم نے چھوڑ دیا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو چھوڑ کر ہم عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔ وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا اور کاروں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغ فرمانا

جب دنیا بداعمالیوں کے سمندر میں غرق ہو رہی تھی کوئی بھی حق کو سننے کے لئے تیار نہ تھا۔ ایسے پر آشوب حالات میں بھی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور حق کے پرچم کو جھکنے نہ دیا۔ تمام رشتہ داروں نے بھی آپ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ آپ کا بائیکاٹ کر دیا۔ آپ کو شعب ابی طالب کی تاریک گھاٹی میں محصور کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ ابو طالب بھی گھبرا گئے۔ قوم کی دھمکیوں سے مرعوب ہو گئے اور ایک دن حضور سے کہا

اے پیارے بھتیجے چند دنوں کے کے لئے تبلیغ بند کر دو۔ ورنہ میں پورے ملک عرب کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایسے حوصلہ شکن حالات میں بھی پوری استقامت کے ساتھ اپنے چچا کو جواب دیا'' اے چچا جان اگر عرب والے میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں۔ اور اس کے بدلے میں مجھ سے یہ مطالبہ کریں کہ میں تبلیغ حق بند کر دوں تو یہ محال ہے۔ رحمت دو عالم نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس راہ میں جو مشکلات آئیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آخر کار پوری دنیا میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ آج تک لہرا رہا ہے قیامت تک لہراتا رہے گا۔

بایزید بسطامی کا انداز تبلیغ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا پڑوسی آتش پرست تھا اس کا ایک دودھ پیتا بچہ تھا بچہ گھر میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے روتا رہتا تھا۔ آتش پرست غریب آدمی تھا گھر میں روشنی کا انتظام نہیں کر سکتا تھا۔ ایک رات بچہ بہت رویا حضرت بایزید نے اپنا چراغ پڑوسی کے گھر میں جا کر رکھ دیا۔ آتش پرست کا گھر روشن ہو گیا۔ بچہ چپ ہو گیا اس نے روتا بند کر دیا ساری رات سکون کی نیند سوتا رہا۔ دوسری رات بھی بایزید نے ایسا ہی کیا۔ پھر تیسری رات بھی بایزید نے ایسا ہی کیا۔

حضرت بایزید بسطامی کے اس حسن سلوک کا پڑوسی پر بڑا اثر ہوا۔ اور اپنی بیوی سے کہنے لگا بایزید بہت نیک انسان ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اس کے دین کو قبول کر لیں۔ دونوں میاں بیوی حضرت بایزید کی خدمت میں حاضر ہوئے او کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت بایزید کے حسن سلوک کو دیکھ کر آگ کو پوجنے والے مسلمان ہو گئے جہنم کے گڑھوں سے نکل کر جنت میں داخل ہو گئے۔ امر بالمعروف کی تبلیغ کا یہ بہترین

طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے بزرگوں کا یہ طریقہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ

نویں صفت : یعنی اللہ کے احکام کی حفاظت کرنے والے۔ حدود اللہ کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ شریعت پر پورا پورا عمل کرنا اور کسی حال میں بھی شریعت کے کسی مسئلے کی بھی مخالفت برداشت نہ کرنا۔ امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے وصال کے بعد جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ عرب کے لوگوں میں فتنہ ارتداد شروع ہو گیا۔ یعنی لوگ مرتد ہونا شروع ہو گئے۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اس حال میں کچھ لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا انہوں نے کہا: ہم زکوۃ نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ سے بھی مقابلہ کیا اور زکوۃ کے منکروں سے بھی جہاد کیا یہاں تک کہ منکرین زکوۃ نے توبہ کی اور زکوۃ دینا شروع کر دی حدود اللہ کی حضرت ابوبکر نے مکمل حفاظت کی آپ کے بعد آنے والے خلفاء نے بھی حدود اللہ کی حفاظت کی۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے میرے حبیب ان مومنوں کو جو نو ایمانی صفات پر عمل کرتے ہیں ان کو خوشخبری سنا دیجئے۔

محترم سامعین کرام مومن کی شان بہت بلند ہے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

قہاری و جباری قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں ، تو بنتا ہے مسلمان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

صحابی کا عصا روشن ہوگیا

آخر میں صحابہ کرام کی کرامت پیش کرتا ہوں برکت کے لئے اور اس عظیم کرامت پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشیر ایک رات کسی کام کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا اور رات بھی اندھیری تھی پھر یہ دونوں صحابی اپنے گھروں کو جانے کے لئے روانہ ہوئے دونوں کے ہاتھوں میں عصا تھے۔ رات میں ایک صاحب کا عصا روشن ہوگیا دونوں صحابی اس کی روشنی میں چلتے رہے جب وہ ایسی جگہ پر پہنچے جہاں ان دونوں کے راستے جدا ہو رہے تھے۔ تو دوسرے کا عصا بھی روشن ہوگیا۔

ہر ایک اپنے گھر آسانی سے پہنچ گیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے صدقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو صاحب کرامت بنا دیا ہے۔

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھر جہاں پھر آئی کی وقار میں

اگر ہم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پکے غلام بن جائیں تو زمین پر بھی ہماری حکومت ہوگی آسمان پر بھی حکومت ہوگی دریاؤں پر سمندروں پر بھی ہماری

حکومت ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا:

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝

بلندی تمہارے لئے ہے اگر تم مومن ہو۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



اسلام میں مسجد کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ قف فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ○ (سورۃ التوبہ آیت 18)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن کریم کی جو آیت تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

قرآن کریم میں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۝ (پ ۲۹ سورۃ الجن)

اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔

(ترجمہ کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ط لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۝

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۱۴)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے۔

اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔ (ترجمہ کنز الایمان)

فضائل مسجد احادیث کی روشنی میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱- احب البلاد الی اللہ مساجدھا و ابغض البلاد الی اللہ اسواقھا (مشکوۃ ص ۶۸)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مقامات سے محبوب مقام مسجدیں ہیں اور تمام

جگہوں سے بری جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بازار ہیں۔

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ فِی الْمَسْجِد کَسَمَكٍ فِی الْمَاءِ وَالْمُنَافِقُ فِی الْمَسْجِدِ كَطَیْرٍ فِی الْقَفَسِ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن مسجد میں ایسے ہے جیسے مچھلی پانی میں منافق مسجد میں ایسے ہے جسے پرندہ پنجرے میں۔ جیسے پرندہ پنجرے میں پھڑ پھڑاتا ہے۔ منافق کو مسجد میں سکون نہیں آیا۔

جنت کا مہمان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحِ اعد اللہ له نزله مِنَ الْجَنَّةِ كلما غدا اوراح (بخاری)

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ جس وقت بھی صبح کو یا شام کو اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت کی مہمانی کا سامان تیار کراتا ہے۔ وہ جتنی مرتبہ بھی صبح وشام مسجد کی طرف جائے مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جتنی مرتبہ بھی مسجد میں حاضر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے مہمان کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جنت میں مہمانی کا خاص سامان تیار کراتا ہے جو جنت میں پہنچنے کے بعد سامنے آئے گا۔ یہ مہمانی ہر ایک نصیب ہو۔

گناہوں کا دھل جانا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جن اوقات میں طبیعت پر بوجھ بنے ان اوقات میں وضو کرنا سارا

کی ادائیگی کے لئے مساجد کی طرف چل کر آنا، صلاۃ ادا کرنے کے بعد دوسری صلاۃ کا انتظار کرنا یہ چیزیں گناہوں کو بالکل دھو دیتی ہیں۔

(مسلم شریف رقم الحدیث ۲۵۱ ج ا ص ۲۷۸)

ہر مومن کی یہ خواہش ہے کہ اس کے گناہ دھو دیئے جائیں اور اس کی خطائیں مٹا دی جائیں ہر ایک یہی چاہتا ہے یہ اس وقت ممکن ہے جب ہم مساجد کا رخ کریں مساجد کو آباد کریں اس معبود برحق کی عبادت کریں۔

جنت کا باغ اور اس میں چرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں جایا کرو تو وہاں خوب پھل کھایا کرو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ دنیا میں جنت کے باغ کہاں ہیں آپ نے فرمایا: مسجدیں جنت کے باغ ہیں پھر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ، میوہ کھانا کیا ہے۔ یعنی ان میں میوہ کس طرح کھائیں۔ آپ نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ

کا پڑھنا مساجد کو جنت کے باغ اس لئے کہا گیا ہے کہ ان میں اللہ کی عبادت کرنا اللہ کا ذکر کرنا، نماز پڑھنا، جنت کے حاصل ہونے کا سبب ہے۔ (ترمذی شریف)

ایمان کی گواہی

اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم دیکھو کسی آدمی کو کہ وہ مسجدوں

میں آنے جانے کا عادی ہے' تو اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے ہر مسلمان کو مساجد سے دلی لگاؤ عطا فرمائے مساجد میں نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مساجد سے محبت عطا فرمائے۔

مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کی نماز جو وہ جماعت سے مسجد میں ادا کرے اس کی اس نماز کے مقابلے میں جو وہ اپنے گھر میں یا بازار میں پڑھے ثواب میں پچیس گنا زیادہ ہوتی ہے اور وجہ یہ ہے کہ جب بندہ اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف جاتا ہے۔ اور اس جانے میں نماز کے سوا اس کا کوئی دنیوی مقصد نہیں ہوتا تو اس کے ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔

اور اس کی ایک خطا معاف کر دی جاتی ہے۔ پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے' تو فرشتے اس وقت برابر اس کے حق میں عنایت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ نماز پڑھنے کی جگہ میں رہے۔ ان فرشتوں کی دعا یہ ہوتی ہے۔ اے ہمارے اللہ اپنے اس بندے پر خاص عنایت فرما اس پر رحمت فرما۔ اور جب تک تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں مسجد میں رہتا ہے۔ اللہ کے نزدیک اور اس کے حساب میں وہ برابر نماز ہی میں رہتا ہے۔" (بخاری ومسلم)

یعنی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے پر بہ نسبت گھر اور دوکان کے پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے ہر قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔

اندھیرے میں مسجد کی طرف جانا

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے جو بندے اندھیرے میں مسجد کو جاتے ہیں، ان کو بشارت سناؤ کہ ان کے عمل کے صلہ میں قیامت کے دن ان کو اللہ کی طرف سے نور کامل عطا ہوگا۔ (ترمذی شریف)

اندھیرے میں پابندی سے نماز کے لئے جانا اللہ کے ساتھ سچے تعلق کی دلیل ہے۔ قیامت کے دن اللہ کی طرف نور کامل عطا کیا جائے گا۔

ہر قدم پر نیکی

حضرت جابر بن عبداللہ نے ارشاد فرمایا: مسجد نبوی کے نزدیک کچھ جگہ خالی ہو گئی تو قبیلہ بنوسلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کے اس ارادے کی خبر پہنچی تو حضور نے فرمایا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! ہم نے ایسا ارادہ کرلیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے بنوسلمہ اپنے گھروں کو لازم پکڑو (جب تم صلاۃ ادا کرنے کے لئے مسجد میں آتے ہو تو) تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں اپنے انہیں گھروں میں رہو۔ تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ (مسلم رقم الحدیث ۶۶۵ جلد ۲ ص ۱۱۶)

مسجد کے قریب ایک اپنا شرف ہے۔ لیکن مسجد سے دور جن کے گھر مسجد سے فاصلے پر ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم نہیں ہیں۔ بنوسلمہ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونا چاہتے تھے تو حضور نے انہیں منع کر دیا کیونکہ وہ جتنے قدم چل کر مسجد میں آئیں گے وہ قدموں کے نشانات لکھ لئے جائیں گے۔ اتنا ہی اجر میں

اضافہ ہو جائے گا۔

جَنِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ وَ مَجَانِيْنَكُمْ

مسجد میں چھوٹے بچوں اور مجنون کو نہ آنے دیا جائے۔(ابن ماجہ وب ما یکرہ فی المسجد)

نمازی کے آگے سے نہ گزرنا

وَلَا يَمُرُّ بَيْنَ يَدِى الْمُصَلِّى .

نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گزرے۔

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ

جو اللہ کی رضا کے لئے مسجد بناتا ہے اللہ تعالٰی جنت میں اس کے لئے گھر بناتا ہے۔(مشکوٰۃ ص ۶۸)

سرکار مدینہ نے فرمایا: من القی حصیرًا فی المسجد

جو مسجد میں چٹائی یا صف بچھائے اللہ تعالٰی اپنے ہاتھوں سے جنت کا سبز لباس پہنائیں گے۔

سرکار مدینہ نے فرمایا:

مَنْ اَسْرَجَ سِرَجًا فِى الْمَسْجِدِ نَوَّرَ اللّٰهُ قبره الى يوم القيامة

جو اللہ کے گھر میں روشنی کا انتظام کرے گا خدا قیامت تک اس کی قبر کو روشن رکھے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مسجد قبا تعمیر فرمائی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لائے مدینہ سے پہلے ایک بستی قبا میں قیام فرمایا۔ یہاں پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہ روئے زمین پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد پہلی مسجد ہے مسجد قبا جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۔

حضور نے بنیاد رکھی صحابہ کرام نے تعمیر میں حصہ لیا۔ حضور بھی حصہ لیتے رہے آپ نے پانچ دن قیام فرمایا۔ اس کے بعد مدینہ شریف کی طرف سفر شروع ہوا۔ مدینہ تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے قبا سے۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا سفر شروع ہوا تو جمعۃ کا وقت رستے میں ہوگیا۔ تو رستے میں جمعہ پڑھ لیا۔ مسجد جمعۃ آج بھی رستے میں موجود ہے حاجی جاتے ہیں مسجد کی زیارت کرتے ہیں اور مسجد میں نوافل بھی پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد حضور مدینہ میں داخل ہوئے۔ اونٹنی پر حضور سوار تھے۔ اونٹنی جا رہی تھی صحابہ کرام مہار پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ کہ حضور میرے مہمان بنیں۔ اونٹنی کو اپنے گھر لے چلوں اللہ کا محبوب میرا مہمان بنے۔ میرا گھر رحمتوں کا گہوارہ بنے۔ ایک عجیب وغریب منظر تھا۔ صحابہ کرام ہتھیار سجا کر جلوس کی شکل میں حضور کے ساتھ تھے۔ حضور اونٹنی پر آگے سوار ہیں پیچھے ابوبکر سوار ہیں اور چھوٹی چھوٹی بچیاں دف بجا کر پڑھ رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ‏ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ‏ مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

چودھویں کا چاند نکل آیا ‏ وداع کی گھاٹیوں سے

ہم پر شکر واجب ہے جب تک اللہ کو پکارنے والا اللہ کو پکارے۔ خدا کا شکر واجب ہے جب تک اللہ کا نام لینے والے باقی رہیں

سب کی زبان پر یا محمد یا رسول کے نعرے تھے

حضور اونٹنی پر سوار ہیں صحابہ کا جھرمٹ ہے۔ صحابہ عرض کرتے ہیں آقا میرے ہاں تشریف لے چلیں۔ حضور نے فرمایا: اونٹنی کو چھوڑ دو پریشان نہ کرو۔ فَاِنَّهَا

مَامُوْرَۃٌ۔ اس اونٹنی کو پتہ ہے اس نے کہاں جانا ہے کہاں ٹھہرنا ہے۔ کہاں بیٹھنا ہے۔

اس کو جانے دو۔

مدینہ منورہ کی گلیاں ہیں چھوٹی چھوٹی یہ ساڑھے چودہ سو سال پہلے کی بات ہے۔ چھوٹا سا شہر ہے آج تو بہت بڑا شہر ہے اور گلیاں بھی بہت بڑی ہیں۔ فرمایا اونٹنی کو پتہ ہے کہاں جانا ہے کس کی قسمت میں مہمان نوازی ہے۔ کس مکان میں ٹھہرنا ہے۔ جب اونٹنی باخبر ہے جو اونٹنی کا سوار ہے اس کی شان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں جب چاند اور سورج اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرتے ہیں تو میں ان کی آواز کو سنتا ہوں۔

حضور فرش پر بیٹھ کر عرش کی خبریں دیتے ہیں اونٹنی جا کر بیٹھ گئی حضرت ابوایوب انصاری کو ملا۔ ان کے حصہ میں آیا ان کا گھر اللہ کی رحمتوں سے معمور ہو گیا۔ ابوایوب انصاری کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تو سرکار مدینہ نے سب سے پہلے مسجد کا انتظام فرمایا۔ مسلمان جہاں کہیں جائے سب پہلے مسجد کا انتظام کرے۔ نمازی فکر کرے۔ جماعت کا اہتمام کرے۔

آج جہاں مسجد نبوی ہے اسی جگہ کو حضور نے خریدا حضرت ابوبکر نے پیسہ دیا کتنا بابرکت پیسہ ہے آج بھی مسجد نبوی موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گی۔ اور وسیع ہو رہی ہے وسیع ہوتی رہیگی۔ اصل جگہ موجود ہے جس میں ریاض الجنۃ

موجود ہے۔ جنت کی کیاری جس میں منبر رسول ہے جس میں روضہ رسول ہے۔

مسجد بن رہی تھی۔ صحابہ کرام مٹی ڈھور ہے تھے۔

حضور بھی ان کے ساتھ شامل تھے۔ مسجد بنانا اس کو آباد کرنا یہ حضور کی سنت ہے مسجدیں بناؤ گے تو رحمان خوش ہوگا۔ سینما بناؤ گے تو شیطان خوش ہوگا۔ مسجد کے اندر ہی ایک چبوترہ بنایا گیا۔ وہ چبوترہ آج بھی موجود ہے اس چبوترے پر مدرسہ قائم ہوا اس مدرسہ کا نام تھا صفہ۔ جو مسجدیں اور مدرسے بناتے ہیں انہیں آباد کرتے ہیں وہ بڑے خوش نصیب ہیں۔ ان کا پیسہ بڑا مبارک ہے۔ مسجد نبوی کے بارے میں میرے آقا نے فرمایا:

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ وَ مِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ (بخاری ج ا ص ۲۵۳)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ من خمسین الف صلوۃ فی ما سواہ کتبت لہ براۃ من النار براءۃ من النفاق براءۃ من العذاب۔

میری مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے سوائے مسجد حرام کے وہ جہنم سے آزاد ہے۔ نفاق سے آزاد ہے عذاب سے آزاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو لے جائے تا کہ ہم مسجد نبوی میں نماز ادا کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ مَسْجِدِیْ آخِرِ مَسَاجِدِ الْاَنْبِیَاءِ

(بالتکرار ۱۳۹۴ رقم مسلسل ۳۳۱۷)

میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے یعنی آخر مساجد الانبیاء۔

اسلام میں مسجد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ فیصلے حضور مسجد میں فرماتے تھے باہر سے وفد مسجد میں آکر اسلام قبول کرتے تھے۔ صحابہ کرام قرآن کی تعلیم مسجد میں حاصل کرتے تھے رمضان میں مسجد میں اعتکاف بیٹھتے۔ جمعۃ المبارک کے دن حضور خطبہ دیتے۔ مسجد میں دیتے تھے مسجد نبوی آباد ہے قیامت تک آباد رہے گی آج ہم مسجدیں بنا تو لیتے ہیں' لیکن آباد نہیں کرتے۔

مسجد تو بنا لی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

آج تو مسجدوں کی حالت دیکھ کر یہ شعر یاد آتا ہے۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی کہ وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

کلب آباد ہیں سینما آباد ہیں شراب خانے آباد ہیں' لیکن مسجدیں ویران ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مسجدیں آباد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مسجدوں کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور فرماتے ہیں جب مسجد میں اذان ہوتی ہے' تو جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے وہاں تک شیطان دور بھاگ جاتا ہے اور درود پڑھا جائے تو وہ اور دور بھاگتا ہے حضور رحمۃ للعالمین فرماتے ہیں کچھ لوگ اذان سن کر مسجد میں نماز کے لئے نہیں آتے میں چاہتا ہوں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے اس لئے گھروں میں سنت اور نوافل پڑھو مسجد میں با جماعت فرائض ادا کرو۔ ایک مرتبہ حضور گھر سے باہر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق نماز پڑھ رہے ہیں اور پست آواز سے قرآت کر رہے ہیں۔ آگے تشریف لے گئے تو دیکھا حضرت عمر بلند آواز سے قرآت کر رہے ہیں دونوں حضرات جب حضور خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا: ابوبکر نماز میں تمہاری آواز پست تھی۔ عرض کی: میرا رب میری آواز کو سن رہا تھا فاروق سے فرمایا تمہاری آواز بلند تھی عرض کی: یا رسول اللہ۔ میں سونے والوں کو جگا رہا تھا شیطان کو بھگا رہا تھا۔ (ترمذی)

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

بستروں سے علیحدہ ہو کر اللہ کے حضور کھڑے رہتے ہیں۔

حضور کا حجرہ مبارک مسجد کے ساتھ تھا۔ جب کوئی آندھی وغیرہ آتی تو فوراً مسجد آ کر نماز ادا کرتے تھے۔ جب کوئی تکلیف پہنچتی فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔ رمضان المبارک میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ عنہ نماز کے لئے تشریف لائے دیکھا کہ مسجد جگ مگ جگ مگ کر رہی ہے دعا کی یا اللہ جس طرح فاروق نے مسجد کو روشن کیا ہے تو اس کی قبر کو روشن کر دے جو مسجد کو روشن کرتا ہے اللہ اس کی قبر کو روشن کرتا ہے مسجد ہمیں اتفاق کا سبق دیتی ہے اتحاد کا سبق دیتی ہے۔

مل کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کرنے کا سبق دیتی ہے اخوت و بھائی چارے کا درس دیتی ہے۔

یہاں امیر غریب سب برابر ہو جاتے ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز۔ نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
آج مسجدوں میں فساد ہے شور ہے لڑائی جھگڑا ہے'

مسجد کی انتظامیہ مسجد کے خطیب سے ٹکراتی ہے اس کی غیبت کرتی ہے۔ وظیفہ کم سے کم دیتی ہے جس سے صرف اس کے گھر کے بل ہی ادا ہو سکیں چار ہزار روپے مسجد کی انتظامیہ مسجد کی جتنی خدمت کرتی ہے اس سے زیادہ خطیب کو تنگ کر کے بددعائیں لے لیتی ہے۔

خطیب کا انتظامیہ تقویٰ اور علم نہیں دیکھتی بلکہ یہ دیکھتی ہے کہ یہ چندہ زیادہ جمع کرتا ہے یا کم اکثر دیکھا گیا ہے محلے میں جو بدکردار ہوتے ہیں خود نماز تک نہیں پڑھتے وہ مسجد کی خود بخود انتظامیہ بن جاتے ہیں محلہ دار اور مسجد کے نمازی ان سے تنگ ہوتے ہیں' لیکن وہ مسجد نہیں چھوڑتے۔ مسجد کے کھاتے میں جتنی چاہے رقم جمع ہو جائے خطیب کے وظیفہ میں اضافہ نہیں کرتے مسجد شہید کر کے دوبارہ شروع کر دیتے ہیں یا نیا مینار گرا کے دوبارہ شروع کر دیتے ہیں یا اپنے کاروبار میں مسجد کا پیسہ لگا لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس قسم کی انتظامیہ کے شر سے مساجد کو محفوظ رکھے۔ انتظامیہ کے شر سے نمازیوں کو اور امام مسجد کو خطیب کو محفوظ رکھے۔ مسجد کی دوکانوں پر قبضہ جما لیتے ہیں۔

مسجد پر صرف اللہ کی حکومت ہے

وان المساجد للہ، مسجدیں اللہ کی ہیں مسجدوں پر کسی کا حکم نہیں چلتا۔ صرف اللہ کا حکم چلتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں خلیفہ عباسی نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی طلاق معلق دی۔ اور کہا: اگر غروب آفتاب سے پہلے تم میری

سلطنت کی حدود سے نکل گئی تو طلاق نہیں ہوگی ورنہ طلاق ہو جائے گی سوال پیدا ہو گیا کہ بیگم حدود سلطنت سے کیسے نکلے۔ خلیفہ عباسی کی سلطنت ایک طرف بغداد سے کابل تک پھیلی ہوئی ہے دوسری طرف بغداد سے لے کر بخارا اور ثمرقند تک پھیلی ہوئی ہے چوتھی طرف بغداد سے لے کر صحرائے افریقہ یعنی مصر اور لیبیا تک پھیلی ہوئی ہے اب عباسی خلیفہ کی سلطنت سے بیگم نکلے کیسے اگر نہیں نکلتی تو طلاق ہو جائے گی اس وقت ہوائی جہاز بھی نہیں تھے بسیں،

ریل گاڑی بھی نہیں تھی سواری کے لئے اونٹ اور گھوڑے تھے بیگم سلطنت کی حدود سے کیسے نکلے۔ اس طرح تو طلاق ہو جائے گی بیگم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی خدمت میں بعد نماز ظہر پہنچی۔ مسجد کے صحن میں ان کے لئے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا۔ عصر ہو گئی باندی بھیجی باندی نے کہا: امام صاحب بیگم صاحبہ آپ کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہیں مسئلہ بتائیں امام صاحب نے کہا: فکر کی کوئی بات نہیں اطمینان سے تشریف رکھیں۔ بیگم صاحبہ خود آ گئیں عرض کی آفتاب غروب ہو رہا ہے امام صاحب نے فرمایا: غروب ہونے دیں جب سورج ڈوب گیا تو امام اعظم نے فرمایا: طلاق نہیں ہوئی۔ خلیفہ کی بیوی نے پوچھا میں سلطنت کے اندر بیٹھی ہوں باہر نہیں گئی امام صاحب نے فرمایا: تم خلیفہ کی سلطنت سے باہر اللہ کے گھر میں بیٹھی ہو لہٰذا طلاق نہیں ہوئی۔ مساجد اللہ کے گھر ہیں یہاں کسی کی حکومت نہیں اللہ کی حکومت ہے یہاں پر صرف اللہ کا حکم چلتا ہے صرف اللہ کی عبادت ہوتی ہے۔ اللہ ہی کی حمد و ثنا ہوتی ہے۔

آداب مسجد

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایا قدم رکھنا چاہئے اور یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

مسجد سے باہر نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ۔

اور بایاں قدم پہلے باہر رکھیں۔

مسجد میں خرید وفروخت کرنا منع ہے

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا رائیتم من یبیع اویتباع فی المسجد فقولوا له لا اربح الله تجارتك (ترمذی)

جب تم کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے ہوئے دیکھو تو کہو خدا تیری تجارت میں نفع نہ دے۔

مسجد میں گمشدہ چیز تلاش کرنا منع ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو سنے کہ کوئی شخص اپنی گمشدہ چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے تو کہہ خدا کرے تیری چیز نہ ملے کیونکہ مسجدیں ان کاموں کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ (مسلم شریف)

علماء کرام نے انسانیت کے احترام کے پیش نظر مسجد میں فوتیدگی اور بچے کی گمشدگی کا اعلان کرنے کی اجازت دی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود مسجد کی صفائی فرماتے

آپ نے مسجد کا گرد و غبار ٹہنی سے بھی صاف کیا۔ (مرقات ج ۲ ص ۳۵۵)

ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی

امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء نے مسجد میں جھاڑو دینے والی عورت

کے بارے میں فرمایا مسجد کی صفائی کرنے کی وجہ سے میں نے اسے (مرنے کے بعد جنت میں دیکھا ہے (لوامع الانوار)

اس صفائی کرنے والی عورت کا وصال ہوا تو حضور نے اس کی قبر پر جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ کیونکہ صحابہ نے آپ کو اطلاع نہیں دی تھی تکلیف کے پیش نظر اور اس کا جنازہ پڑھ کر دفنا دیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے (وصال کے بعد) اس سے پوچھا تو نے کون سا عمل افضل پایا اس نے کہا: مسجد کی صفائی کے عمل کو میں نے تمام اعمال سے افضل پایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسجد سے گندگی نکالے گا۔ اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے گھر بنا دے گا۔

(ابن ماجہ باب تطہیر المساجد)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



شانِ والدین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ○ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ○

(پ ۱۵ ع ۳ آیت ۲۴ سورۃ بنی اسرائیل)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

جس دے لیے عمل نہ کوئی اوہ کرے زیارت ماں دی
رب رسول نہ اس تے راضی جیہڑا کرے نہ عزت ماں دی

ماں دی قدر اویس کیتی جس سمجھی عظمت ماں دی
اعظم تئیں اصحابی بنیا اوہ چھڈ کے خدمت ماں دی
جس دے پلے عمل نہ کوئی اوہ کرے زیارت ماں دی
(اعظم چشتی)

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو!

قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر بڑھاپے کو پہنچ جائے تیری زندگی میں ان دو نوں میں سے کوئی ایک یا دونوں تو انہیں اف تک مت کہو اور انہیں مت جھڑکو اور جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو اور جھکا دو ان کے لئے تواضع وانکسار کے پر رحمت ومحبت سے اور عرض کرو اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بڑی محبت وپیار سے مجھے پالا تھا جب میں بچہ تھا۔ حضرات محترم یہ جو آیت اس وقت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اور اس کا ترجمہ پیش کیا ہے بڑی اہم ہے اور توجہ طلب ہے قرآن کریم کی اس آیت میں اسلامی تمدن کے اصول بیان کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے اسلامی معاشرہ کو دنیا میں ایک منفرد مقام حاصل ہو گیا ہے قرآن کریم کی ان آیات میں بڑے دلکش انداز میں بتایا جا رہا ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خدا سے کیسا ہونا چاہئے۔ اور اپنے والدین کے ساتھ برتاؤ کیسا ہونا چاہئے۔ ان آیات کو پڑھتے ہوئے ہمیں بڑے تدبر سے کام لینا چاہئے۔ تفکر سے کام لینا چاہئے۔ اے محبوب آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ اس وحدہ لاشریک کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اپنی نعمتوں سے نوازا ہے تو چاہیے کہ اسی کی عبادت کیجائے۔ اس عظیم الشان حکم کے بعد ساتھ

ہی جو حکم دیا جا رہا ہے وہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک ہے

اور احسان ہے

محبت ہے

پیار ہے

عاجزی ہے

اور انکساری ہے۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک

اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے جب والدین جوان ہوتے ہیں اپنی ضروریات کے خود کفیل ہوتے ہیں اس وقت تو اولاد فرمانبردار ہوتی ہے' لیکن جب والدین پر بڑھاپا آجاتا ہے صحت خراب ہو جاتی ہے خود روزی نہیں کما سکتے اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتے اولاد کے سہارے کے محتاج ہوتے ہیں اس وقت اولاد کا فرض ہے کہ ان کی خدمت کرے ان کی دلجوئی کرے ان کی ناز برداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔

والدین کی خدمت کا اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے' تو اکتا نہ جائے اسے غنیمت سمجھے۔

اور والدین کو اف تک نہ کہیں۔ اور نہ جھڑکے انداز گفتگو مہذب ہو اور شیریں ہو ناشائستہ گفتگو جس سے دل زخمی ہو جائے نہ کرے۔

علاج معالجے میں سستی نہ کرے۔ سخت کلامی نہ کرے والدین سے محبت سے پیش آئے اچھے انداز سے گفتگو کرے کہ والدین کا دل مسرور ہو جائے اور آنکھیں روشن ہو جائیں اور بے ساختہ دعائیں دینے لگیں۔ اولاد اگر یہ سب کچھ بھی بجا

لائے تب بھی ان احسانات کا بدلہ نہیں ہو سکتا جو ماں باپ نے اولاد پر کئے ہوتے ہیں۔ اولاد کے عہدہ برآ ہونے کی ایک ہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں والدین کے لئے مغفرت اور بخشش کی دعا مانگتی رہے کہ اے اللہ انہوں نے میرے لئے تکلیفیں برداشت کیں۔ میں بدلہ نہیں دے سکتا تو ان پر اپنی رحمت کا دروازہ کھول دے جس طرح انہوں مجھ پر شفقت کی پیار کیا تو بھی ان پر رحمت کے پھول برسا والدین سے حسن سلوک کی اہمیت جس طرح آیات میں بیان کی گئی ہے اسی طرح احادیث میں بھی بیان کی گئی ہے احادیث کا ذخیرہ موجود ہے۔

والدین سے حسن سلوک کی اہمیت احادیث میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَضِیَ الرَّبِّ فِیْ رَضِیَ الْوَالِدْ وَسَخْطُ الرَّبِّ فِیْ سَخْطِ الْوَالِدْ۔

اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اس کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۹)

ایک شخص نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ اَوْنَارُكَ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدین کا حق اولاد پر کیا ہے فرمایا کہ وہ تیری جنت یا دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱ ابن ماجہ)

اس حدیث شریف میں جنت اور جہنم میں جانے کا سبب والدین کی خوشی اور ناراضگی کو قرار دیا ہے والدین کی خدمت اور ان سے حسن سلوک جنت کا سبب ہوگا

اوران کی ناراضگی جہنم کا سبب ہوگا۔

حج مقبول کا ثواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَبْرُوْرَۃً

(مسلم شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماں باپ کے ساتھ جو نیکی کرنے والا فرزند اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا اس کے لئے ہر مرتبہ دیکھنے کے بدلے میں اس کے اعمال نامے میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔ حج مبرور ایک بہت بڑی سعادت ہے بہت بڑی نیکی ہے جو کسی خوش نصیب کو ملتی ہے جو مسلمان اپنے نامہ اعمال میں مقبول حج کا ثواب لکھوانا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے والدین کو محبت بھری نگاہ سے دیکھے۔ انشاءاللہ مقبول حج کا ثواب پائے گا۔

والدہ بہ نسبت والد کے احسان کی مستحق زیادہ ہے

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ اَدْنَاکَ (متفق علیہ مشکوٰۃ باب البر والصلۃ)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے نیک سلوک کار زیادہ حقدار کون ہے فرمایا تمہاری

ماں۔ عرض کیا پھر کون فرمایا تمہاری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تمہاری ماں۔ عرض کیا پھر کون فرمایا تمہارا باپ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہارا باپ پھر تمہارا قریبی پھر قریبی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس کی ناک خاک آلود ہو اس کی ناک خاک آلو ہو اس کی ناک خاک آلود ہو عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس کی فرمایا اس کی جو اپنے ماں باپ کو پائے کہ ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے میں ہوں پھر جنت میں نہ چلا جائے۔

(مسلم شریف) مشکوۃ باب البر والصلۃ)

ناک خاک آلود ہونے سے مراد ذلت وخواری ہے۔ والدین کی خدمت کرے ان پر دل کھول کر خرچ بھی کرے۔ ان کے لئے دعا بھی کرے۔ والدین مجبور ہیں بیٹا ان کو سنبھالے اللہ کی رحمت اسے سنبھالے گی اور جنت میں لے جائے گی۔

یہ حدیث شریف تو بہت مشہور ہے جو مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ پر ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّھَاتِکُمْ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں

کے نیچے ہے ماں کی خدمت کرو تمہارے لئے جنت کے دروازے کھل جائیں گے۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا جہاد پر مقدم ہے

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں جہاد کروں، آپ نے پوچھا تمہارے ماں باپ ہیں۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: پھر تم ان کی خدمت میں جہاد کرو۔ (بخاری شریف)

اگر ماں باپ غیر مسلم ہوں پھر بھی ان کے ساتھ حسن سلوک واجب ہے

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ میرے پاس آئیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مشرکہ تھیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ وہ اسلام سے اعراض کرتی ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحم کروں آپ نے فرمایا: ہاں تم ان کے ساتھ صلہ رحم کرو یعنی ان کی مدد کرو۔ (بخاری شریف مشکوٰۃ شریف باب البر والصلۃ)

رزق کشادہ ہوتا عمر لمبی ہوتی ہے

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ اس کی عمر بڑھائی جائے اور اس کے رزق میں زیادتی ہو تو وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے اور صلہ رحمی کرے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

ماں کی نافرمانی حرام ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ

عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ نے تم پر اپنی ماؤں کی نافرمانی ملا کر اور حق تلفی حرام کر دی ہے۔

حدیث شریف آتا ہے:

ثَلٰثَۃٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ الْعَاقُ لِوَالِدَیْہِ وَالدَّیُّوْثُ وَالرَّجِلَۃُ

(نسائی)

تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے ماں باپ کا نافرمان۔ دیوث۔ مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی ناراضگی انسان کو دوزخ میں لے جائے گی۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ والدین کو خوش رکھا جائے۔ ان کی خدمت کی جائے اور دلجوئی کی جائے ان سے محبت کی جائے۔

ماں کے قدم داڑھی سے صاف کئے

ایک مرتبہ ابواسحاق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ جو جو بہت بڑے عالم اور محدث تھے درس حدیث دے رہے تھے کہ ایک شاگرد نے عرض کی استاد محترم رات میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے فرمایا سناؤ۔ تو شاگرد نے عرض کی کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی داڑھی مبارک کے بال چمک دار موتیوں سے پروئے ہوئے تھے۔ ان کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی چندھیا رہی تھی اس پر محدث کبیر نے فرمایا اے بیٹے تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن وہ موتی نہیں بلکہ آج رات کو میں نے سوتے وقت اپنی والدہ کے قدموں کی مٹی کو اپنی داڑھی کے

بالوں سے صاف کیا تھا اصل میں وہ ماں کے قدموں کی مٹی کے ذرے چمک رہے تھے۔ (نزہۃ المجالس ص۴۰۰)

ماں باپ کو گالی نہ دو

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مِنَ الْکَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَیْہِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَ ھَلْ یَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قَالَ نَعَمْ یَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَیَسُبُّ اُمَّہٗ فَیَسُبُّ اُمَّہٗ

(مشکوٰۃ ص۴۱۹ عربی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گناہ کبیرہ سے ہے کسی شخص کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے فرمایا ہاں یہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دے تو وہ اس کی ماں کو گالی دے۔ یعنی کوئی کسی کے ماں باپ کو گالی نہ دے یہی حکم رشتہ داروں کا ہے یعنی کسی کے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کو گالی نہ دو کسی کی بیٹی اور بہن کو گالی نہ دو تا کہ وہ تمہاری بیٹی اور بہن کو گالی نہ دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ کاش کہ ہمیں اس کی قدر ہوتی اور ہم اس پر عمل کرتے ہماری زندگی سنور جاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جو آگ کی ٹہنیوں سے لٹکے ہوئے تھے آپ نے جبرائیل سے پوچھا کہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے تھے (داجر ص۵۸ ج دوم)

فرمانبردار بیٹا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ جس کے ماں باپ یا ان میں سے ایک فوت ہو جائے اور وہ ان کا نافرمان ہو پھر وہ ان کے لئے دعا کرتا رہے بخشش مانگتا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک کار لکھ دیتا ہے۔

یعنی ماں باپ کا نافرمان والدین کی وفات کے بعد پہلے نافرمانی سے سچے دل سے توبہ کرے پھر مرتے دم تک ان کے لئے بخشش کی دعا کرے اور والدین کے لئے ایصال ثواب کرتا رہے' تو اللہ تعالیٰ عالم برزخ میں اس کے ماں باپ کو اس سے راضی کر دے گا اس طرح اس کی بخشش ہو جائے گی۔

وفات کے بعد حسن سلوک

حضرت ابو اُسید ساعدی فرماتے ہیں جب کہ ہم رسول اللہ کے پاس تھے کہ بنی سلمہ کا ایک آدمی آیا عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے والدین کی بھلائیوں میں سے کوئی بھلائی باقی ہے جو میں ان کی موت کے بعد ان سے کروں فرمایا ہاں ان کے وصال کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھنا ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہنا۔ ان کے وعدے پورے کرنا اور ان کے رشتوں کو جوڑنا جو ان ہی کی وجہ سے ہی جوڑے جائیں اور ان کے دوستوں کا احترام کرنا۔ (مشکوٰۃ باب البر والصلۃ)

ماں باپ کو ستانے والا دنیا میں آرام نہیں پاتا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَاشَاءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهٗ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيٰوةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام گناہوں میں سے اللہ جو چاہے بخش دے گا۔ سوا ماں باپ کی نافرمانی کے کہ اس شخص کے لئے موت سے پہلے زندگی میں سزا دیتا ہے۔

یعنی مقصد یہ ہے کہ جس گناہ پر دنیا میں بھی عذاب آجاتا ہے وہ ماں باپ کوستانا ہے ماں باپ کوستانے والا دنیا میں آرام ہرگز نہیں پاتا۔

یورپ اور امریکہ میں والدین کی نافرمانی

یہ اسلام کی مقدس تعلیم ہے جس نے اولاد کو والدین کی عزت احترام اور محبت کی تعلیم دی ہے خدمت کی تعلیم دی ہے یورپ اور امریکہ میں والدین کی تذلیل کی جاتی ہے والدین بڑھاپے میں اولاد کی شکل دیکھنے کو ترستے ہیں ترپتے ہیں بڑھاپا اس حسرت میں گزرتا ہے کہ اولاد کبھی آکر ان سے مل ہی جائے اولاد کا بات کرنا تو درکنار صورت دکھانے کی بھی روادار نہیں بوڑھے والدین کو الگ ہوسٹلو میں زندگی گزارنی پڑتی ہے۔ والدین کی عزت تکریم ان کی فرمانبرداری ان کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی رمق بھی اس معاشرے میں موجود نہیں ہے والدین کی پسند کو اس معاشرے میں پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دی جاتی۔ مغربی تہذیب سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی یہ صناعی
مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حلیمہ کے لئے چادر بچھا دی

حضرت حلیمہ سعدیہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ہیں حضور کی خدمت کی وجہ سے جو سعادتیں ملیں ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ تنگ دستی خوشحالی میں بدل

گئی خدمت کے عوض جو شہرت ملی وہ کسی بادشاہ کو بھی نہ ملی۔ جو سب سے بڑی نعمت ملی وہ ایمان کی نعمت ملی جس نے دونوں جہاں سنوار دیئے حضرت حلیمہ کا سارا خاندان مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس حاضر ہوئیں تو آپ نے حلیمہ کا کھڑے ہو کر استقبال کیا اور اپنی چادر مبارک حلیمہ کے لئے بچھا دی۔ بڑی دیر تک بیٹھ کر حلیمہ سے باتیں کرتے رہے۔ حضرت حلیمہ نے قحط سالی کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حلیمہ کو چالیس بکریاں دیں اور ایک اونٹ سامان کا بھر کر دیا جب جانے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دور تک چھوڑنے کے لئے گئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا سرکار یہ خوش نصیب مائی کون تھی جس کی آپ نے اتنی عزت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم جانتے نہیں یہ میری رضائی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی والدہ زندہ ہوتی تو حضور کتنا احترام کرتے۔

(ضیاء النبی جلد دوم ص ۹۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی قبر انور پر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ (مسلم شریف ج اول ص ۳۱۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت فرمائی خود روئے اور دوسروں کو بھی رلایا اور فرمایا: اے میری ماں اگر آج آپ زندہ ہوتیں تو دیکھتیں اللہ نے آپ کے بیٹے کو کیا مقام عطا کیا ہے کیا مرتبہ دیا ہے آپ کی آنکھیں

روشن ہوتیں اور دل مسرور ہوتا۔ حضرت اویس قرنی نے ماں کی اجازت کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی اور درجہ صحابیت رماں کی خدمت کو ترجیح دی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اور والدہ کی خدمت

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ مرتبہ اور مقام کس طرح ملا ہے آپ نے فرمایا: یہ صدقہ ہے ماں کی دعاؤں کا آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد میری والدہ سو گئیں تھوڑی دیر کے بعد والدہ نے کہا: بایزید پانی لاؤ۔

حسن اتفاق سے اس وقت گھر میں پانی نہیں تھا جب نہر سے پانی لے کر آیا پیالہ بھر کر پانی پیش کیا تو والدہ سو چکی تھیں۔ محو خواب ہو چکی تھیں میں پانی کا پیالہ لے کر ساری رات سرہانے کھڑا رہا آج کل کا کوئی ہوتا تو ماں کی چارپائی ہی باہر نکال دیتا کہ تو رات کو بھی سونے نہیں دیتی لیکن بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ساری رات کھڑے رہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ماں بیدار ہو پانی نہ ملے اور کوئی بددعائیہ کلمہ منہ سے نکل جائے۔ ماں نیک تھی تہجد گزار تھی تہجد کے وقت آنکھ کھلی دیکھا بیٹا پانی کا پیالہ لے کر کھڑا ہے۔ پوچھا بیٹے کیوں کھڑے ہو امی آپ نے پانی مانگا تھا۔ جب میں پانی لے کر آیا تو آپ سو چکی تھیں محو خواب ہو چکی تھیں مجھے ساری رات ہو گئی ہے کھڑے ہو کر آپکا انتظار کرتے ہوئے یہ سن کر ماں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے دریائے شفقت جوش میں آ گیا ماں کی ممتا جوش میں آ گئی۔ بیٹے کہیں سوتے ہوئے منہ سے آواز نکل گئی ہو گی اچھا جو پانی تم ساری رات لے کر کھڑے رہے ہو میں اس سے اپنی پیاس نہیں بجھاؤں گی بلکہ تہجد کا وضو کروں گی۔ ماں نے نماز پڑھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ جس طرح تو نے بایزید کو میرا فرمانبردار بنایا ہے اپنا بھی

فرمانبردار بنا لے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے جو یہ مرتبہ ولایت اور مقام ملا ہے یہ صدقہ ہے ماں کی دعاؤں کا یزید بننا آسان ہے بایزید بننا بہت مشکل ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

ماں اگر دعا کرے تو بچے کی تقدیر بدل جاتی ہے حضرت امام بخاری نابینا ہو گئے ماں نے دعا کی اللہ نے بینائی عطا کر دی۔

حضرت اویس قرنی نے ماں کی اجازت کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی۔ اور درجہ صحابیت پر ماں کی خدمت کو ترجیح دی۔

ساک دنیا نے بھا ویں ہین لکھاں
پر کوئی ساک نہیں ماں دے ساک ورگا
پتر بھانویں زمانے دا غوث ہوئے
نہیں پر ماں دے پیراں دی خاک ورگا

....

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

حضرت اویس قرنی اور والدہ کی خدمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ارشاد فرماتے تھے مجھے یمن کی طرف سے محبت کی خوشبو آتی وہاں اویس قرنی ہیں جو مجھ سے والہانہ محبت کرتے ہیں صحابہ نے عرض کی حضور وہ آپ کی زیارت کے لئے کیوں نہیں آتے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کی والدہ بوڑھی ہیں ان کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں اس لئے وہ نہیں آسکتے۔ ماں کی خدمت کی وجہ سے صحابیت کے درجے سے محروم رہے۔

اور تابعی بن گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو فرمایا تم جاؤ گے اور ملو گے اویس قرنی سے جب تم ملو تو انہیں کہنا میری امت کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۸۲)

اویس قرنی بولے ماں سے اجازت دیجئے
مجھ کو جدائی میں تڑپتا ہوں مدینہ یاد آتیا ہے
ماں دی قدر اویس پچھاتی جس سمجھی عظمت ماں دی

حضرت ابو ہریرہ کی والدہ سے محبت

حضرت ابو ہریرہ یمن کے رہنے والے تھے نام عبدالشمس تھا سورج کا بندہ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام عبدالرحمن رکھا۔ ابو ہریرہ کنیت ہے حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں: میری والدہ کافرہ تھیں میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا ایک دن میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے حضور کی شان میں بے ادبی کے الفاظ کہے جو مجھے سخت ناگوار گزرے۔ مجھے شدید غصہ آیا جی چاہتا تھا انہیں قتل کر دوں لیکن سرکار کا فرمان یاد آ گیا کہ ماں سے اچھا سلوک کرو۔ میں سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی حضور میری والدہ مشرکہ ہے آج میں نے اسے اسلام کی دعوت دی ہے' لیکن اس نے آپ کی شان کی میں بے ادبی کی جو مجھے ناگوار گزری۔ حضور میری والدہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت کی دعا کریں۔ سرکار کے ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اٹھ گئے اور دعا کی:

"اَللّٰھُمَّ اَھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ"

اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔

حضرت ابو ہریرہ گھر گئے دیکھا کہ آج گھر کا دروازہ بند ہے اندر سے کنڈی لگی

ہوئی ہے۔ کے گرنے کی آواز آرہی ہے۔ معلوم ہوتا تھا ماں غسل کر رہی ہے میں حیران تھا کہ پہلے کبھی ماں نے دروازہ بند نہیں کیا تھا آج کیا بات ہے میں نے دستک دی تو ماں نے کہا: ٹھہرو۔ ماں نے کپڑے تبدیل کر کے دروازے کو کھولا بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ لباس تبدیل کیا ہوا تھا میں نے کہا: امی آج کیا بات ہے مجھے کہا ابو ہریرہ اپنے آقا کا کلمہ مجھے بھی پڑھاؤ۔ میں نے کلمہ پڑھایا۔ والدہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی حضور میری ماں مسلمان ہوگئی ہے آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے۔

حضور ایک دعا میرے حق میں اور کر دیں اللہ تعالیٰ میری اور میری ماں کی محبت تمام مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے اور مسلمانوں کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے یہ دعا بھی قبول ہوگئی کوئی مسلمان ایسا نہیں جو مجھ سے محبت نہ کرتا ہو۔

(مسلم شریف کتاب الزھد)

حضرت علقمہ کی والدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ پر نزع کا عالم ہے آخری وقت ہے گھر والوں نے کلمے کی تلقین کی (یعنی قریب بیٹھ کر کلمہ شریف پڑھا) لیکن حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہوا۔ زبان بند ہوگئی حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے سرکار مدینہ کی طرف پیغام بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بھیجا۔ انہوں نے آ کر کلمہ شریف کی تلقین کی لیکن حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان سیدھی نہ ہوئی۔ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کی کہ علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ علقمہ رضی اللہ عنہ کے والدین میں سے کوئی

زندہ ہے۔ عرض کی گئی والدہ زندہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے میرے پاس لاؤ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اس کے بڑھاپے کا خیال فرماتے ہوئے اس کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا: حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے میں خود ہی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم یہ بتاؤ: علقمہ (رضی اللہ عنہ) کیسا آدمی تھا؟

والدہ نے کہا:

بہت اچھا تھا نماز پڑھتا تھا روزہ رکھتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم یہ بتاؤ: تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرتا تھا؟

تم اس سے راضی ہو یا ناراض ہو؟

والدہ نے کہا: میں ناراض ہوں۔

حضور نے فرمایا: کیوں؟

والدہ نے کہا: وہ مجھ پر اپنی بیوی کو ترجیح دیتا تھا اس کی بات مانتا تھا میری بات نہیں مانتا تھا۔

حضور نے حضرت بلال کو فرمایا: جنگل سے لکڑیاں لاؤ۔

علقمہ کی والدہ نے پوچھا: آپ لکڑیاں کیا کریں گے؟

حضور نے فرمایا: علقمہ کو جلاؤں گا۔

والدہ نے کہا: میں یہ تو نہیں دیکھ سکتی۔

حضور نے فرمایا: جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے بہت سخت ہے۔

تیری ناراضگی کی وجہ سے اس کی زبان بند ہے جب تک تو راضی نہیں ہو گی اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو گا۔

والدہ نے عرض کی: حضور اب میں نے اسے معاف کر دیا۔ میں علقمہ سے راضی ہو گئی۔

حضور نے فرمایا: اب جا کر کلمے کی تلقین کرو۔

جب صحابہ کرام دوازے پر پہنچے تو زبان سیدھی ہو چکی تھی اندر سے علقمہ کے کلمہ پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ کلمہ پڑھتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔

حضور نے نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

اے مہاجرین وانصار کے گروہ؟ ''جو شخص اپنی ماں پر اپنی بیوی کو فضلیت دے گا اس پر اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام انسانوں کی لعنت ہے''۔ (زواجر ص ۵۸)

اتھے کسی نہیں سجا بیٹھ رہنا　　آخر اس جہان تو جاوناں اوتھے
اوتھے کسی نہ پچھنی ذات تیری　　اوتھے کم اعمالی نے آوناایں

والدہ کا احترام لازم ہے ورنہ آخرت خراب ہونے کا اندیشہ ہے اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو ماں کی مخالفت چھوڑ دو ورنہ آخرت برباد ہو جائے گی بیوی کی ہر خواہش پوری کی جاتی ہے ماں ترستی رہتی ہے جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ بیوی کے قدموں کے نیچے نہیں۔ ماں کی نافرمانی بدبختی ہے۔ اللہ تعالی ماں کی خدمت کی توفیق دے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: ہے ایک مرتبہ تین لوگ چلتے ہوئے جا رہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا وہ پہاڑ میں موجود ایک غار میں چلے گئے پہاڑ سے ایک پتھر لڑھک کر غار کے منہ پر آگرا اور اسے بند کر دیا ان میں سے ایک نے دوسروں سے کہا تم اپنے اعمال کا جائزہ لو جو صرف اللہ کی رضا کے لئے کئے ہوں اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو ہوسکتا ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے کھول دے۔ ان میں سے ایک نے کہا: میرے والدین بوڑھے اور عمر رسیدہ ہیں میرے بچے چھوٹے ہیں میں ان کے لئے بکریاں چرایا کرتا ہوں اور شام کے وقت جب ان کے پاس آتا ہوں دودھ دوہنے کے بعد سب سے پہلے والدین کو پینے کے لئے دیا کرتا ہوں اپنے بچوں سے بھی پہلے انہیں پینے کے لئے دیا کرتا ہوں ایک دن میں درختوں کی وجہ سے تاخیر سے آیا میں شام کے وقت ان کے پاس واپس آیا تو میں نے انہیں پایا وہ سو چکے تھے میں نے دودھ دوہ لیا جیسا کہ میں پہلے کیا کرتا تھا میں وہ دودھ لے کر آیا لیکن مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں ان کو نیند سے بیدار کروں اور یہ بھی اچھا نہیں لگا کہ بچوں کو ان سے پہلے پلا دوں بچے میرے پاؤں میں بلکتے رہے صبح تک ان کا بھی یہی معمول رہا اور میرا بھی یہی طریقہ رہا اگر تو ایسا جانتا ہے کہ یہ میں نے تیری رضا کے لئے کیا تو ہمیں اس سے فراخی نصیب کر جس کے ذریعے ہم آسمان کو دیکھ سکیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی فراخی نصیب کی کہ وہ اس جگہ سے آسمان کو دیکھ سکتے تھے۔ دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میری ایک چچا زاد تھی جس سے میں اتنی محبت کرتا تھا جتنی کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ کر سکتا ہے۔ ایک مرتبہ میں نے اس سے مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا اور اس نے شرط رکھی کہ میں اسے ایک سو دینار ادا کروں میں نے کوشش کرنے کے بعد ایک سو دینار اکٹھے کئے پھر میں اس سے ملا جب میں اس کی دونوں

ٹانگوں کے درمیان بیٹھنے لگا تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے: اللہ سے ڈر! اور مہر کو نہ توڑ میں اس کے پاس سے اٹھ گیا'' اس شخص نے کہا: ''اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایسا تیری رضا کے لئے کیا تھا تو تو ہمیں فراخی نصیب کر اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید فراخی نصیب کر دی۔

تیسرے شخص نے کہا! میں نے ایک شخص کو ایک فرق (پیمانہ) چاولوں کے عوض مزدور رکھا اس نے اپنا کام کر لیا تو بولا مجھے میرا معاوضہ دو میں نے اس کا معاوضہ اس کے سامنے رکھا تو وہ اسے چھوڑ گیا اور منہ پھیر کر چلا گیا میں ان چاولوں کو زراعت میں استعمال کرتا رہا پھر وہ شخص میرے پاس آیا اور بولا میرے ساتھ زیادتی نہ کر اور مجھے میرا معاوضہ دو میں نے کہا: کہ وہ گائے اور اس کے چرواہے کو لے جاؤ وہ بولا اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو میں بولا میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا تم گائے اور اس کے چرواہے کو لے جاؤ اس نے وہ لیا اور چلا گیا اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا تھا تو تو باقی رہ جانے والی فراخی بھی مجھے عطا کر دے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مکمل فراخی عطا کی۔ (بخاری شریف کتاب الادب)

اللہ تعالیٰ نے پتھر کو ہٹا دیا یہ مسافر غار سے باہر نکل آئے والدین کی خدمت کی برکت کی وجہ سے اللہ کریم نے مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔

والدین کی خدمت اور عزت و تکریم سے اللہ تعالیٰ بندے پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے ساری زندگی والدین کی خدمت کرتا رہے تو حق ادا نہیں کر سکتا۔

کندھوں پر ماں کو سات حج کروائے

ایک شخص اپنی معذور والدہ کو ساتواں حج کندھوں پر اٹھا کر وا رہا تھا کہ دل میں

خیال آیا کہ اب تو میری ماں کا حق ادا ہو گیا ہو گا کہ اچانک ہاتف نے آواز دی کہ ابھی تک ایک رات کا بھی حق ادا نہیں ہوا جب تیری والدہ رات بھر گیلے بستر پر سوتی اور تجھے خشک جگہ پر سلاتی (تبلیغی نصاب فضائل حج)

ماں کا حق ادا کرنا بہت مشکل ہے ماں اپنے بچے کے لئے بے حد تکلیفیں جھیلتی ہے مشقتیں برداشت کرتی ہے اور صبر کرتی ہے۔

تو اور تیرا مال باپ کا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیاری صحابی حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے والد کی شکایت کی کہ میرا باپ مجھ سے میرا سارا مال لینا چاہتا ہے تو آپ نے فرمایا:

اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ

تو اور تیرا سارا مال تیرے باپ ہی کا ہے۔ (ابن ماجہ)

والدین اولاد کے لئے ہر قسم کی قربانی دیتے ہیں اپنا مال اولاد پر خرچ کرتے ہیں اولاد کے لئے وقت کی قربانی بھی دیتے ہیں اپنا آرام بھی اولاد پر قربان کرتے ہیں لیکن جب اولاد کمانے کے قابل ہو جاتی ہے تو والدین کو بھول جاتی ہے والدین پر کچھ بھی خرچ نہیں کرتی سب کچھ اپنی ذات پر اور اپنی اولاد پر خرچ کرتی ہے والدین ایک ایک روپے کو ترستے ہیں اولاد شاہانہ زندگی بسر کرتی ہے ماں باپ کو چاہئے کہ اولاد کو دین کی تعلیم دیں انگریزی کی تعلیم بے ادب بناتی ہے گستاخ بناتی ہے۔

انگریزی کی تعلیم نے چھوڑا نہ کہیں کا
نہ مذہب وملت کا نہ دنیا کا نہ دین کا

ابھی تو ایک سانس کا بھی حق ادا نہیں ہوا

ایک شخص نے اپنی والدہ کو کمر پر اٹھائے ہوئے بیت اللہ شریف کا طواف کرا رہا تھا اسے خیال آیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں کیا میری ماں کا حق ادا ہو گیا ہے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اپنی ماں کو کمر پر اٹھا کر طواف کرایا ہے کیا میں نے ماں کا حق ادا کر دیا ہے اس پر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابھی تو ایک سانس کا بھی حق ادا نہیں ہوا چہ جائیکہ ماں کا پورا حق ادا ہو گیا ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

آج ہمارے معاشرے میں ماں قدر و عزت نہیں ہے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا احساس نہیں ہے

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ماں کی قدر کرو عزت کرو زندگی میں یہ موقع پھر نہیں آئے گا پھر پچھتاؤ گے۔

حضرت جبرائیل السلام نے تین بد دعائیں کیں

حضرت کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ حاضر ہو گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا: ''آمین'' جب دوسرے درجے پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا ''آمین'' جب تیسرے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا ''آمین'' جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی

نہیں سنی تھی آپ نے ارشاد فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے۔ جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا: ''آمین'' پھر جب دوسرے درجے پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا: ''آمین'' جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے کہا: ''آمین''

اس حدیث شریف میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تین بددعائیں کی ہیں اور حضور رحمۃ للعالمین نے ان تینوں پر آمین فرمائی ہے حضرت جبرائیل جیسے فرشتے کی بددعا ہی کیا کم ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر آمین فرمانا آپ کی آمین نے بددعا جتنی سخت بنادی ہے وہ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ان تینوں گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے حبیب کے صدقے ہم پر اپنا فضل وکرم فرمائے۔

بیوی کو طلاق دیدی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میری ایک بیوی تھی جس کے ساتھ مجھے بہت محبت تھی مجھے پسند تھی لیکن میرے والد محترم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے ایک دن مجھے فرمایا اسے طلاق دے دو میں نے طلاق نہ دی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ میں نے عبداللہ کو کہا تھا اپنی بیوی کو طلاق دے دو مگر اس نے طلاق نہیں دی۔ تو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عبداللہ اپنی بیوی کو طلاق دو یعنی اپنے والد کا حکم مانو اور ان کی محبت کو بیوی کی محبت پر ترجیح دو۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

والدین کے لئے دعائے مغفرت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں اولاد کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہیں پر اولاد کو والدین کے لئے دعا کرنے کا بھی حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝

اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بڑی محبت و پیار مجھے پالا تھا جب میں بچہ تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝

حضرت نوح علیہ السلام نے قوم سے مایوس ہو کر یہ دعا کی۔ میرے رب بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہو اور بخش دے سب مومن مردوں اور عورتوں کو اور کفار کی کسی چیز میں اضافہ نہ کر بجز ہلاکت و بربادی کے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَاب

(سورۃ ابراہیم)

اے ہمارے رب! بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب

مومنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ایک شخص کا درجہ بلند کرے گا قبر میں (قبر کی جنت میں) وہ بندہ عرض کرے گا کہ میرا درجہ کس وجہ سے بلند ہوا یعنی عمل سلسلہ تو بند ہو چکا ہے' تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیری نیک اولاد کی وجہ سے۔ (شرح الصدور مشکوٰۃ ص ۳۰۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی آمنہ کی قبر انور پر جانا

آخر میں برکت کے لئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا ذکر کروں گا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَکٰی وَاَبْکٰی مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ اِسْتَاْذَنْتُ رَبِّیْ فِیْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ وَاسْتَاْذَنْتُهٗ فِیْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاُذِنَ لِیْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَکِّرُ الْمَوْتَ ۔

(رواہ مسلم مشکوٰۃ باب زیارت القبور)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو روئے اور اپنے اردگرد والوں کو رلایا پھر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی اور ان کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت مانگی اس کی مجھے اجازت دی گئی قبروں کی زیارتیں کیا کرو کہ یہ موت یاد دلاتی ہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب مرأۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی تشریح

فرماتے ہوئے لکھتے ہیں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی قبر انور مقام ''ابواء'' میں ہے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پرانے رستہ پر واقع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے دو ماہ پہلے وفات پا گئے تھے چھ سال تک آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے آپ کی پرورش فرمائی بی بی آمنہ ایک مرتبہ اپنے ننھیال مدینہ شریف گئیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ تھے مدینہ سے واپس مکہ آنے کے لئے جب روانہ ہوئیں مقام ''ابواء'' پر بیمار ہو گئیں اور وفات پا گئیں وہاں ہی مدفون ہوئیں۔ اس بیماری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا سر دباتے تھے اور روتے جاتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو آپ کے چہرے پر گرے تو آنکھ کھولی اور اپنے دوپٹے سے آپ کے آنسو صاف کر کے بولیں دنیا مرے گی مگر میں کبھی نہیں مروں گی کیونکہ تم جیسا فرزند میں چھوڑ رہی ہوں جس کی وجہ سے مشرق و مغرب میں میرا چرچا رہے گا اس ولیہ وقت کا یہ قول نہایت درست ثابت ہوا۔

یہ زیارت قبر انور کا واقعہ صلح حدیبیہ میں ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہزار صحابہ کرام تھے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کر کے روئے والدہ کی جدائی اور فراق میں روئے کہ آج میری والدہ زندہ ہوتی تو میری شان دیکھ کر مسرور ہوتیں اور دل ٹھنڈا کرتیں صحابہ کرام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کو یاد کر کے رونے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا مجھے رب تعالیٰ نے والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مرحمت فرما دی ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اجازت مانگی تو مجھے مغفرت کی دعا کی

اجازت نہ دی گئی۔

حضرت آمنہ مومنہ تھیں

اس جملہ کی وجہ سے بعض لوگوں نے سمجھا کہ حضرت آمنہ بی بی کافرہ تھیں اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے لئے دعائے مغفرت سے منع کر دیا گیا مگر یہ غلط ہے یہ بری تاویل ہے یہ خود گمراہ ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اس تاویل میں تضاد ہے اور تضاد اس لئے ہے کہ کافر کی قبر پر جانے کی اجازت ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰى قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۝ (سورۃ التوبہ آیت ۸۴)

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک اللہ اور رسول کے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

اگر حضرت آمنہ بقول ان کے کافرہ ہیں تو قبر پر جانے کی اجازت ہی نہ ملتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضور کو والدہ کی قبر انور پر جانے کی اجازت عطا فرمائی اس سے حضرت آمنہ کا ایمان ثابت ہو جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائے مغفرت کی اجازت نہیں دی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو دعائے مغفرت کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ وہ بے گناہ ہیں طیبہ اور طاہرہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو گناہوں کی کثافت سے دور رکھا۔ وہ جنتی ہیں بلکہ ان کے صدقے اللہ تعالیٰ بے شمار مسلمانوں کی مغفرت اور بخشش فرمائے گا۔ دعائے مغفرت سے منع کرنے میں یہ حکمت ہے حضرت آمنہ کا مقام بہت بلند و بالا ہے دعائے مغفرت کی ضرورت نہیں۔

جو گستاخ اور بے ادب یہ کہتے ہیں حضرت آمنہ نے دین اسلام قبول نہیں کیا تھا ان سے یہ پوچھا جائے کہ جب حضرت آمنہ کا انتقال ہوا اس وقت حضور کی عمر کتنی تھی چھ سال عمر تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی حضرت آمنہ نے تو فطرت کا زمانہ پایا ہے فطرت کا زمانہ اسے کہتے ہیں جس میں کوئی نبی موجود نہ ہو جو کہتے ہیں حضرت آمنہ کافرہ تھیں انہیں اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے دوسری بات یہ ہے کہ کسی پر اسلام پیش کیا جائے اور وہ اسلام کا انکار کرے تو وہ کافر ہوگا اور تیسری بات یہ ہے کہ وہ بت پرست ہو جو بتوں کو سجدہ کرتا رہا ہو تو وہ مشرک ہوگا۔ اور حالت شرک میں مرے گا آج تک گستاخ بے ادب لوگ ایک روایت سے بھی حضرت آمنہ کی بت پرستی ثابت نہیں کر سکے۔

حضرت آمنہ بی بی کا ایمان قرآن سے ثابت ہے

حضرت آمنہ کا ایمان قرآن سے ثابت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۔ (سورۃ البقرہ)

اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار ہو۔ (کنز الایمان)

اور پھر فرمایا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ (سورۃ بقرہ)

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے۔ (کنز الایمان)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد مومن ہیں اور حضرت آمنہ بی بی بھی مومنہ ہیں۔

ایصال ثواب

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسِ .

لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کو زیادہ نفع پہنچائے زندگی میں جس طرح ہم ایک دوسرے کو نفع پہنچاتے ہیں وہ ہم سب جانتے ہیں، لیکن مرنے کے بعد ہم کس طرح نفع پہنچا سکتے اس کا طریقہ ہے ایصال ثواب دعائے مغفرت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کی: یا رسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اگر میں اپنی والدہ کے لئے صدقہ وخیرات کروں تو کیا میری والدہ کو اس کا ثواب پہنچے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تم اپنی والدہ کے لئے پانی کا کنواہ کھدوا دو جب تک لوگ پانی پیتے رہیں گے تمہاری والدہ کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا اگر مرنے والے کے لئے صدقہ وخیرات کیا جائے تو اسے ثواب ملتا ہے اس لئے اولاد کو چاہئے کہ اپنے والدین کے لئے ایصال ثواب کرے ان کے لئے مغفرت کی دعا کرے تا کہ والدین کی بخشش ہو جائے۔

حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ إِلَّا مَنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْا لَهُ . رواہ مسلم

(مشکوۃ کتاب العلم)

جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے عمل بھی ختم ہو جاتے ہیں سوا تین اعمال کے ایک دائمی خیرات (جیسے مسجد، مدرسہ) یا وہ علم جس سے نفع پہنچتا رہے۔ یا وہ نیک بچہ

جو اس کے لئے دعائے خیر کرتا رہے حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تین چیزوں کا اجر اور ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے صدقہ جاریہ جیسے مسجد مدرسہ باغ وغیرہ جو کہ وقف کئے گئے جن سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں مرنے کے بعد ثواب ملتا رہتا ہے علم سے مراد دین کا علم ہے نیک شاگرد جس سے فیض آگے پہنچتا رہے اس کا بھی مرنے کے بعد ثواب ملتا رہے گا نیک اولاد سے مراد عالم باعمل بیٹا ہے بیٹے کو چاہئے والدین کے لئے دعائے خیر کرتا رہے۔ تا کہ والدین کی بخشش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کا احترام کرنے کی توفیق دے ان کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت ایصال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



خطبات صمدانی

(جلد چہارم)

خطبات ماہ ذیقعدہ



نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مدینے کو جائیں یہ جی چاہتا ہے
مقدر بنائیں یہ جی چاہتا ہے

جہاں دو عالم ہیں محو تمنا
وہاں سر جھکائیں یہ جی چاہتا ہے

محمد کی باتیں محمد کی سیرت
سنیں اور سنائیں یہ جی چاہتا ہے

مدینے کے آقا دو عالم کے مولیٰ
تیرے پاس آئیں یہ جی چاہتا ہے

پہنچ جائیں بہزاد جب ہم مدینے
تو خود کو نہ پائیں یہ جی چاہتا ہے

(بہزاد لکھنوی)

پہلا خطبہ توبہ کی اہمیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الشَّيْطٰنَ قَالَ وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَا أَبْرَحُ أُغْوِي عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَارْتِفَاعِ مَكَانِي لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِي

رواہ احمد (مشکوٰۃ ص۲۰۴)

”کہ شیطان نے عرض کیا یارب تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو اس وقت تک بہکاؤں گا جب تک ان کی جانیں ان کے جسموں میں رہیں رب عزوجل نے فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال اور بلندی درجات کی قسم میں انہیں بخشتا ہی رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے“ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے انسان کو آخری وقت تک بہکاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے شر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

توبہ کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ (تحریم آیت ۸)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو!

قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو امید ہے تمہارا

رب دور کر دے تم سے تمہاری برائیاں اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن میں نہریں بہ رہی ہوں گی۔

حضرات گرامی: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو ہدایت کی ہے کہ اگر جہالت کی وجہ سے یا بشری کمزوری کی وجہ سے تم سے غلطیاں اور گناہ ہوتے رہے ہیں تو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔لوگو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرو۔تا کہ رحیم وکریم خدا تمہارے گناہوں کو اس طرح چھپالے کہ کسی کو بھی اس کا پتہ بھی معلوم نہ ہو سکے۔قیامت کے دن معصوم فرشتے بھی تمہارے اعمال نامے سے کوئی ایسی چیز پیش نہ کرسکیں جو تمہاری ذلت، شرمندگی اور رسوائی کا باعث بن سکے توبہ کا معنی ہے رجوع کرنا (یعنی بندے کا گناہ سے اطاعت کی طرف لوٹ جانا) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں توبۃ نصوح کرو۔

توبہ نصوح کا مفہوم زبانِ نبوت سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت معاذ بن جبل نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا التَّوْبَةُ النَّصُوْحُ!

اے اللہ کے رسول توبہ نصوح کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا:

اَنْ يَّنْدِمَ الْعَبْدُ عَلَى الذَّنْبِ الَّذِىْ اَصَابَ فَيَعْتَذِرُ اِلَى اللهِ تَعَالٰى ثُمَّ لَا يَعُوْدُ اِلَيْهِ كَمَا لَا يَعُوْدُ اللَّبَنُ اِلَى الضَّرْعِ ۔

یعنی جو گناہ بندے سے سرزد ہوا اس پر نادم اور شرمسار ہو، بارگاہ الٰہی میں میں معذرت طلب کرے جس طرح دودھ تھیری میں دوبارہ داخل نہیں ہو سکتا پھر اس سے یہ گناہ صادر نہ ہو۔

شیخ محی الدین ابوزکریا امام نووی فرماتے ہیں یچی توبہ وہ ہے جس میں تین چیزیں ہوں۔

1۔اس گناہ کوترک کردے

2۔جوگناہ کربیٹھا ہے اس پر دل میں ندامت اور شرمندگی محسوس کرے

3۔پختہ عزم کرے کہ پھر یہ گناہ نہیں کرے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک اعرابی کوسنا کہ وہ کہہ رہا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

یااللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں

فرمایا: اے اعرابی یہ تو جھوٹوں کی توبہ ہے عرض کیا فرمایئے سچوں کی توبہ کیا ہے آپ نے فرمایا: جس توبہ میں یہ چھ چیزیں پائی جائیں وہ سچوں کی توبہ ہوتی ہے۔

1۔جوگناہ پہلے ہو چکے ہیں ان پر ندامت

2۔جوفرض ادانہیں ہوئے ان کی قضا

3۔کسی کا حق غصب کیا ہے تو اسے لوٹادے

4۔جس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کیا ہے اس سے معافی لے لے

5۔پختہ عزم کرے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا۔

6۔جس طرح پہلے تو نے اپنے نفس کو بدکاریوں سے فربہ کیا ہے اب اطاعت الٰہی میں اس کو گلادے یہ سچوں کی توبہ ہے یہ کاملین کی توبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقہ ہمیں سچے دل سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ضیاء القرآن پ ۲۸ سورۃ التحریم)

جب سچے دل سے پکی توبہ کی جائے تو اللہ کریم گناہ معاف کردے گا اور جنت میں داخل کردے گا جس میں مومن ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے گناہ ہو جانا تعجب کی بات نہیں مگر گناہ پر قائم رہنا اور گناہ پر اصرار کرنا یہ تعجب کا باعث ہے بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑائے۔ روئے معافی مانگے اللہ کی مغفرت بخشش کا دروازہ دعا کی قبولیت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو معاف فرمادے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○

(پ ۱۸ سورۃ النور)

اور اللہ کی طرف توبہ کرواے مسلمانوں سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے اور پھر یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میں اپنے فضل وکرم سے تمہاری توبہ قبول کروں گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا:

وَهُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ○ (پ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت ۲۵)

اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی خوشی اور رضا اسی میں ہے کہ بندہ نافرمانی نہ کرے گناہ نہ کرے اگر بتقاضائے بشریت نافرمانی کر بیٹھے فوراً توبہ کرے تاکہ اللہ کریم اس کے گناہوں کو بخش دے کیونکہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے جس کا جی چاہے آئے اگر وہ سچے دل سے توبہ کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالے گا۔

تو میرا بندہ اور میں تیرا رب. بہت خوشی سے بندہ خطا کر گیا۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ باب الاستغفار والتوبہ)

یعنی جیسے اس شخص کو نا اُمیدی کے بعد انتہائی خوشی ہوتی ہے جو بیان میں نہیں آسکتی۔ اور جتنی خوشی ہم کو اپنی جان بچنے سے ہوتی ہے اس سے زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو بندے کے ایمان بچنے سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ بندے پر بڑا مہربان ہے' لیکن ہمارا دل اتنا سخت ہے کہ ہم توبہ کی طرف مائل نہیں ہوتے ہمیں تو کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ ہم توبہ کرلیں ہم علی الاعلان گناہ کرتے ہیں چھپ کر بھی گناہ کرتے ہیں۔

دن تو بھی گناہ کرتے ہیں

رات کو بھی گناہ کرتے ہیں

صبح گناہ کرتے ہیں شام گناہ کرتے ہیں

ہر وقت گناہوں میں زندگی گزارتے ہیں

حالانکہ اللہ کے نیک بندے دن رات نیکیاں کرنے کے باوجود ہر وقت توبہ اور استغفار کرتے رہتے ہیں

ہم کہتے ابھی جوانی ہے اور گناہ کرلو پھر دیکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ۔

(متفق علیہ' مشکوۃ باب الاستغفار والتوبہ)

بیشک بندہ جب اعتراف کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بندے کو بار بار معاف فرماتا رہتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

بندہ جب کوئی گناہ کر لیتا ہے پھر کہتا ہے مولیٰ میں نے گناہ کر لیا مجھے معافی دیدے ربّ فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے۔ جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی لیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جتنا رب چاہے بندہ ٹھہرا رہتا ہے پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے کہتا ہے یا رب میں نے گناہ کر لیا بخش دے۔ رب فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس کو پکڑ بھی لیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر بندہ ٹھہرا رہتا ہے جتنا رب چاہے پھر گناہ کر بیٹھتا ہے عرض کرتا ہے یا رب میں نے گناہ کر لیا مجھے معافی دے تو رب فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے وہ پکڑ بھی لیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا جو چاہے کرے۔ (متفق علیہ) (مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ)

یعنی توبہ کے وقت تو اس کا ارادہ یہی تھا کہ کبھی گناہ نہ کروں گا مگر پھر کر بیٹھا تو جب تک بندہ معافی مانگتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف کرتا رہے گا۔ توبہ کے ارادے سے گناہ کرنا کفر ہے کہ چلو گناہ میں حرج ہی کیا ہے کل توبہ کر لیں گے۔ یہ تو یہ نہیں ہے بلکہ شریعت کا مذاق ہے سچے دل سے توبہ کی جائے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ مغفرت کی بشارت سن کر گناہوں پر جرات کرنا اس خیال سے کہ مرنے سے پہلے توبہ کر لیں گے حماقت ہے کیونکہ آئندہ کا حال کسی کو معلوم نہیں کہ کب موت آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔

بہترین گناہ گار توبہ کرنے والا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

كُلُّ بَنِىْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ

(رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی)

ہر انسان خطا کار ہے بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔

گناہوں سے دل سیاہ ہو جاتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتا ہے:

کہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں سیاہ داغ لگ جاتا ہے اگر توبہ کرے اور معافی مانگ لے تو اس کا دل صیقل ہو جاتا ہے اور اگر گناہ زیادہ کرے تو سیاہی زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ دل پر چھا جاتی ہے یہی وہ زنگ ہے جس کا رب تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ ان کے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دی۔

(احمد) (ترمذی' ابن ماجہ' مشکوۃ باب الاستغفار والتوبہ)

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (رواہ ابن ماجہ، مشکوۃ ص ۲۰۶)

گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے کہ جس نے گناہ نہیں کیا

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَالَ وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِىْ عِبَادَكَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِىْ اَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِىْ

وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ (مشکوٰۃ ص۲۰۴)

کہ شیطان نے عرض کیا یا رب تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو اس وقت تک بہکاؤں گا جب تک ان کی جانیں ان کے جسموں میں رہیں رب عز وجل نے فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال اور بلندی درجات کی قسم میں انہیں بخشتا ہی رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے انسان کو آخری وقت تک بہکاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے شر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہاتھوں کو خالی لوٹانے سے حیا فرماتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارا رب تبارک وتعالیٰ حیادار کریم ہے جب اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹانے سے حیا فرماتا ہے۔ (ترمذی شریف حدیث ۳۵۵۶)

سو آدمیوں کے قاتل کی مغفرت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا اس کے دل میں خوف خدا پیدا ہوا اور پھر لوگوں سے یہ پوچھنے کے لئے نکلا کہ اگر میں توبہ کرلوں تو وہ توبہ قبول ہوگی چنانچہ وہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ کیا اتنے بڑے گناہ کرنے والے کے لئے

توبہ ہے؟ یعنی کیا اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں اس راہب صاحب نے کہا: نہیں تم یہاں سے نکل جاؤ کہیں ہماری بستی پر بھی عذاب نہ آجائے اس شخص نے سوچا کہ توبہ تو قبول ہوگی نہیں کیوں نہ اس کو بھی قتل کردوں۔ اس نے یہ سنتے ہی اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔

(سو پورے کر دیئے چند دنوں کے بعد) پھر لوگوں سے پوچھنے لگا کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ کسی اللہ والے نے کہا: تم فلاں بستی میں جاؤ (وہاں کچھ اللہ والے رہتے ہیں) جو تمہیں توبہ کی قبولیت کا مژدہ سنائیں گے۔

چنانچہ وہ شخص اللہ والوں کی بستی کی طرف چل پڑا ابھی آدھے راستے پر ہی پہنچا تھا کہ اسے موت آگئی تو اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف کر دیا پھر روح قبض کرنے کے وقت رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے ملک الموت سے جھگڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جس کی طرف وہ توبہ کرنے کی نیت سے جا رہا تھا حکم فرمایا وہ میت کے قریب آجائے اور اس بستی کو جہاں سے وہ قتل کر کے آرہا تھا حکم دیا کہ وہ میت سے دور ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا تم دونوں بستیوں کے درمیان پیمائش کرو۔ اگر میت اس بستی سے قریب ہے جہاں وہ توبہ کرنے جا رہا تھا تو اسے رحمت کے فرشتے لے جائیں۔ اور اگر اس بستی کے قریب ہو جہاں سے وہ قتل کر کے آرہا تھا تو عذاب کے فرشتے لے جائیں۔ جب فرشتوں نے زمین کی پیمائش کی تو وہ توبہ کے لئے جس بستی کی طرف جا رہا تھا اس سے ایک بالشت قریب پایا گیا پس اللہ

تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص203)

رحمت حق بہانہ می جوید بہانی جوید

(رب تعالیٰ جب بندے سے راضی ہو جاتا ہے' تو اپنے حقوق خود معاف فرما دیتا ہے اور بندوں کے حقوق حق والوں سے معاف کرا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو بندوں سے بے حد پیار ہے مگر گناہوں سے نفرت ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم توبہ کرتے رہیں۔

ایک گناہ گار نے اولاد کو کہا مرنے کے بعد مجھے جلا دینا

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

ایک گناہ گار شخص تھا اس نے موت کے وقت اپنے بچوں سے کہا کہ میں بہت گناہ گار ہوں مجھے بخشش کی امید نہیں ہے اس لئے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد مجھے جلا کر میری راکھ کو دریاؤں میں بہا دینا اور جنگلوں میں پھینک دینا اس کی اولاد نے اس کے مرنے کے بعد ویسے ہی کیا جیسے باپ نے وصیت کی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دریاؤں اور جنگلوں کو حکم دیا کہ اس کی راکھ کو اکٹھا کریں جب اس کی راکھ جمع ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر کے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا تو اس نے کہا: یا رب تجھ سے ڈر کر تو اللہ نے فرمایا:

جا تجھے میں نے بخش دیا۔ (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبہ)

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہ رو منزل ہی نہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی کی توبہ قبول ہوگئی بارش شروع ہوگئی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک مرتبہ بارش نہ ہوئی آپ نے اپنی قوم کو ارشاد فرمایا چلو نماز استغفار پڑھیں۔ نماز کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی لیکن بارش نہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے موسیٰ! تمہارے اس اجتماع میں میرا ایک باغی ہے جب تک وہ نکل نہیں جائے گا' بارش نہیں ہوگی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام منبر پر تشریف لائے خطبہ دیا فرمایا کون ہے وہ روح سیاہ انسان جس کی وجہ سے بارش نہیں ہو رہی وہ اس قوم سے نکل جائے ورنہ بے عزت کر کے نکال دوں گا وہ باغی انسان شرابی اور سیاہ کار گناہ گار انسان نہ نکلا۔ موسیٰ علیہ السلام جلال میں آگئے ہاتھ میں عصا تھا چہرے پر جلال تھا۔ آنکھوں میں رعب تھا وہ گناہ گار سمجھ گیا میں ہی گناہ گار ہوں لیکن اگر باہر جاتا ہوں تو ساری قوم میں رسوا ہوتا ہوں۔

ذلیل ہوتا ہوں

بدنام ہوتا ہوں

اگر یہیں بیٹھا رہتا ہوں تو موسیٰ علیہ السلام کے جلال کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

یہ سوچ کر سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ عرض کی اے اللہ مجھے معاف کر دے آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔

شراب نہیں پیوں گا۔

چوری نہیں کروں گا۔

بدکاری نہیں کروں گا۔

میری توبہ قبول کرلے۔

بندہ وہ کون سا ہے جو گناہ سے بے قصور ہے
اگر بخش دے تو کیا تیری رحمت سے دور ہے

اللہ کی بارگاہ میں توبہ قبول ہوگی۔ بارش برسنا شروع ہوگئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اس اجتماع سے باہر کوئی نہیں گیا اور بارش شروع ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس کی وجہ سے بارش نہیں ہورہی تھی اب اس کی توبہ قبول ہونے کی وجہ سے بارش ہورہی ہے۔

توبہ کا دروازہ

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی راہ ہے یہ دروازہ توبہ کا ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو گا تب تک وہ دروازہ بند نہ ہوگا۔ (مشکوۃ ص ۲۰۲)

یعنی توبہ کا دروازہ قریب قیامت ہی بند ہوگا۔

برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرنا

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝

(پ ۱۹ سورۃ الفرقان)

مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہر بان ہے۔

اللہ تعالیٰ توبہ کی وجہ سے نیکی کی توفیق دیتا ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ توبہ کی برکت سے اللہ کریم برائیوں کو مٹا دے گا اور ان کی جگہ نیکیاں لکھ دے گا۔ (مدارک)

توبہ کا مستحب وقت یہ ہے کہ بندے میں جب گناہ کی طاقت ہو اس وقت توبہ کرے مجبور کی تو اگرچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہے مگر طاقت والے آدمی کی توبہ کا درجہ بہت بلند ہے۔

در جوانی توبہ گردن شیوہ پیغمبری
امت وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار

توبہ اور استغفار کے فائدے

بندہ جب توبہ اور استغفار کرتا ہے تو اس کے لئے بخشش اور رحمت کے دروازے کھل جاتے۔ صرف آخرت کی نعمتیں ہی نہیں ملتی بلکہ دنیا کی نعمتوں کی بھی بارش شروع ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ (آیت ۱۰ تا ۱۲ سورۃ النوح)

تو میں نے کہا: اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے تم پر شراٹے کا مینہ بھیجے گا، مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بنائے گا۔

سورۃ النوح کی ان آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ استغفار کے درج ذیل فائدے ہیں:

۱۔ آسمان سے بارش برستی ہے اور قحط سالی دور ہو جاتی ہے۔

۲۔ مال اور رزق بڑھتا ہے اور تنگدستی دور ہو جاتی ہے۔

۳۔ اولاد بڑھتی ہے۔

۴۔ زمین کی پیداوار میں ترقی ہوتی ہے۔

۵۔ گناہ معاف ہوتے ہیں۔

حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:
جو شخص استغفار کو لازم کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بناتا ہے اور ہر غم سے خلاصی دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے کوئی گمان بھی نہیں کر سکتا۔

ایک عورت کی توبہ

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک عورت قبیلہ جہینہ کی حاضر ہوئی۔ وہ زنا کرنے کی وجہ سے حاملہ ہو چکی تھی۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ مجھ سے جرم سرزد ہو گیا ہے جو حد کا تقاضا کرتا ہے اس لئے مجھ پر حد قائم کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلایا اور ارشاد فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو جب بچہ جنے تو میرے پاس لے آنا تو اس کے ولی نے ایسا ہی کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیئے گئے۔ پھر آپ نے حکم فرمایا تو اسے رجم کر دیا گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی تو حضرت عمر نے عرض کی: یا رسول اللہ اس نے اتنا بڑا جرم کیا پھر بھی

آپ اس کی نماز جنازہ ادا کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اس عورت نے ایسی خالص توبہ کی ہے کہ اگر شہر کے ستر آدمیوں پر تقسیم کردی جائے تو انہیں کافی ہو کیا اس سے بہتر کوئی بات ہے کہ اس نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنی جان پیش کر دی۔ (ترمذی شریف ج ۲ حدیث نمبر 1435)

یہ ہے خالص توبہ

یہ ہے سچی توبہ

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اپنی جان دے دی۔

حضرت کعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں کی توبہ قبول ہوگئی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں غزوہ تبوک کے سوا کسی دوسرے غزوہ سے غیر حاضر نہیں ہوا تھا۔ البتہ غزوہ بدر میں شریک نہیں تھا' لیکن بدر کی غیر حاضری پر اللہ تعالیٰ کسی کو عتاب نہیں فرمایا۔ حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں غزوہ تبوک کے موقع پر میں جسمانی لحاظ سے صحت مند تھا اور مالی لحاظ سے بھی خوشحال تھا اس طرح کی صحت اور تو نگری مجھے کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت میرے پاس سواری کے لئے ایک کی بجائے دو اونٹ تھے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف معمول اس غزوہ کے بارے میں تمام مجاہدین اسلام کو بتا دیا تھا تا کہ مسلمان لمبے سفر اور کثیر تعداد دشمن سے ٹکرانے کے لئے پوری طرح تیاری کرلیں مجاہدین اسلام کی تعداد دس ہزار سے زائد تھی (مسلم کی روایت کے مطابق) سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ کے لئے اس وقت روانہ ہوئے جب پھل پکے ہوئے تھے۔ سخت گرمی تھی درختوں کے ٹھنڈے سائے میں آرام کرنے کے دن تھے مجھے ان چیزوں کا بہت شوق تھا آخر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مجاہدین اسلام نے تیاری کر لی میں صبح کے وقت اسی ارادے سے گھر سے نکلا تا کہ سفر کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے ان کو جمع کرلوں۔ وہ دن سارا گزر گیا۔ میں دوسرے کاموں میں لگا رہا۔ غزوہ کے لئے تیاری کا وقت نہ ملا میں نے سوچا کوئی بات نہیں آج نہیں تو کل تیاری کرلوں گا۔

ہر چیز میرے پاس موجود ہے چنانچہ دوسرا دن آیا اس روز بھی میں اس نیت سے باہر نکلا کہ جنگ کے لئے تیاری کروں لیکن یہ دن بھی گزر گیا۔ اس سلسلہ میں کچھ بھی نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ جمعرات کا دن آگیا اور حضور پرنور شافع یوم النشور حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین اسلام کو اپنے ساتھ لے کر تبوک کے لئے روانہ ہو گئے میں نے اپنے آپ کو سمجھایا کوئی بات نہیں ایک دو دن میں تیاری مکمل کرلوں گا۔ میرے پاس تیز رفتار اونٹ ہیں، ان پر سوار ہو کر مجاہدین اسلام سے جا ملوں گا لشکر اسلام کی روانگی کے بعد بھی کئی دن گزر گئے۔ دوسرے کاموں میں مصروف رہا لیکن جہاد کی تیاری نہ کر سکا پھر خیال آیا کہ اب تو لشکر اسلام بہت دور نکل گیا ہو گا اب، ان سے ملنا مشکل ہے چنانچہ میں نے جہاد کے لئے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اب میں بازار جاتا تو مجھے کوئی سچا مسلمان نظر نہ آتا۔ وہ لوگ تھے جن پر منافق ہونے کا گمان تھا یا معذور، ضعیف اور ناتواں تھے یہ منظر دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے دوران سفر یاد نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ تبوک پہنچ گئے۔ وہاں ایک دن جب سرکار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان جلوہ افروز تھے تو آپ نے مجھے یاد کرتے ہوئے فرمایا:

مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنِ مَالِكٍ ''کعب بن مالک نے کیا کیا ہے؟''

ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ اس کو تو اس کی دو قیمتی چادروں نے آنے

نہیں دیا ان کو اپنے کندھوں پر ڈال لیتا ہے اور ان کو اپنے کندھوں پر پھیلا ہوا دیکھتا ہے۔ تو اس میں مگن رہتا ہے اس چیز نے اسے آنے نہیں دیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کہا تم نے غلط بات کی ہے اے اللہ کے رسول بخدا میں تو اس کے بارے میں خیر ہی جانتا ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

خبر پہنچی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ انداز سے تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں

حضرت کعب فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی حضور تبوک سے واپس فاتحانہ انداز سے تشریف لا رہے ہیں تو میرا رنج بڑھ گیا۔ میں ایسا عذر تلاش کرنے لگا جو سرکار کے آنے پر اپنے متعلق پیش کرسکوں اس سلسلہ میں ہر ایک عقلمند سے مدد لینا شروع کی اپنے گھر والوں میں سے۔

جب مجھے یہ خبر ملی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لا چکے ہیں۔ تو ہر غلط خیال میرے ذہن سے ختم ہو گیا۔ اور مجھ پر یہ بات واضح ہو گئی کہ میں جھوٹ اور غلط بیانی سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ میں نے یہ طے کیا کہ میں سرکار کی خدمت اقدس میں صرف سچ بولوں گا مجھے یہ یقین ہو گیا کہ سچ بول کر ہی نجات پا سکتا ہوں۔

صبح کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جب آپ سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر لوگوں سے ملنے کے لئے بیٹھتے۔ جب آپ یہ کر چکے تو جہاد سے پیچھے رہ جانے والے آئے قسمیں کھا کھا کر عذر بہانے پیش کرنے لگے۔ ان کی تعداد اسی اور بیاسی کے قریب تھی۔ جو شخص عذر پیش کرتا حضور اس کے عذر کو قبول فرما لیتے۔ ان سے بیعت کی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی ان کی نیت کو خدا کے سپرد کیا۔

حضرت کعب بن مالک حاضر خدمت ہوئے

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں پھر میں حاضر خدمت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا حضور نے تبسم فرمایا: لیکن اس تبسم میں سرکار کی ناراضگی چھلک رہی تھی۔ فرمایا آگے آؤ، میں آگے بڑھا فرمایا تو جہاد سے کیوں پیچھے رہ گیا تونے تو سواری بھی خرید لی تھی میں نے عرض کی بے شک میں نے سواری کا جانور بھی خرید لیا تھا۔ اگر اس وقت مین کسی دنیا دار کے سامنے بیٹھا ہوتا تو آپ دیکھتے کس طرح میں چرب زبانی سے کام لیتا اور اس کا غصہ ختم ہو جاتا اور وہ مجھے غلطی سے بری قرار دیتا لیکن میں جانتا ہوں میں اللہ کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہوں اگر میں نے جھوٹ کہا تو اللہ تعالیٰ اس پر آپ کو مطلع کر دے گا۔

اور آپ مجھ پر اور زیادہ ناراض ہو جائیں گے اگر میں نے سچ کہا تو آپ مجھ پر ناراض تو ہوں گے لیکن مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے گا۔ یہ بات سوچنے کے بعد میں نے عرض کی: یا رسول اللہ سچ بات یہ ہے کہ اس غیر حاضری کے لئے میرے پاس کوئی عذر نہیں اس دن جس قدر میں تندرست اور خوش حال تھا ایسا پہلے کبھی نہ تھا۔ جب حضرت کعب نے یہ عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے سچ کہا ہے فرمایا کعب تم اب گھر چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ تیرے بارے میں اللہ کا حکم نازل ہو۔ چنانچہ میں کھڑا ہوا اور اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔

بنو سلمہ کے چند آدمی دوڑ کر میرے پیچھے آئے۔ انہوں نے کہا: ہمیں علم ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسی غلطی تجھ سے نہیں ہوتی۔ اگر تم بھی کوئی عذر پیش کر دیتے تو تجھے بھی معافی مل جاتی اور سرکار جب تمہارے لئے مغفرت طلب کرتے معافی

بھی مل جاتی۔ میرے قبیلے والے مجھے جھڑکتے رہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ واپس جاؤں اور سرکار کی خدمت میں عذر پیش کر دو۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کسی اور کا بھی ایسا حال ہوا ہے جو میرا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں دو شخص اور ہیں انہوں نے بھی وہی کہا جو تو نے کہا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے وہی فرمایا جو تجھ سے فرمایا میں نے پوچھا: وہ دو شخص کون ہیں انہوں نے کہا: مرارہ بن ربیع العمری اور ہلال بن امیہ واقفی ان لوگوں نے ایسے دو شخصوں کا نام لیا جو نیک تھے اور بدر کی لڑائی میں موجود تھے۔

پیچھے رہنے والے دو ساتھیوں کا حال

حضرت مرارہ رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا اس کے پھل پکے ہوئے تھے حضرت مرارہ نے خیال کیا کہ پہلے میں تمام غزوات میں شریک ہوتا رہا ہوں اگر اس غزوہ میں شریک نہ ہوا تو کوئی حرج نہیں۔ پھر جب میرے نفس نے مجھے ملامت کی کہ تم نے غلطی کی ہے کہ تم سرکار کے ساتھ نہیں گئے۔ تو اس وقت آپ کی زبان سے یہ جملہ نکلا ''اے اللہ میں تجھے اس بات پر گواہ بناتا ہوں جس باغ کی وجہ سے میں تیرے رسول کے ساتھ نہیں گیا اس باغ کو تیری راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔'' ہلال بن امیہ اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ جس وقت غزوۂ تبوک کے لئے جانے کا وقت آیا میرے اہل وعیال ادھر ادھر تھے جب وہ آ گئے تو میں نے خیال کیا اگر اس سال ان کے پاس قیام کروں تو کوئی حرج کی بات نہیں' لیکن پھر ندامت کی وجہ سے میرا برا حال ہو گیا اور میری زبان سے یہ جملہ نکلا ''یا اللہ! میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں جس اہل وعیال اور مال کی وجہ سے میں اس نیکی سے پیچھے رہا ہوں اب میں لوٹ کر ان کے پاس ہرگز نہیں جاؤں گا۔''

مسلمانوں نے ہمارے ساتھ بائیکاٹ کردیا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب مجھے یہ علم ہوا کہ میرے ساتھ دو ایسے آدمی بھی ہیں جو بہت نیک ہیں پیروی کے قابل ہیں تو میرے دل میں کچھ اطمینان ہوگیا اور میں ان کی ملاقات کے لئے گیا۔ امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء نے تمام مسلمانوں کو ہمارے ساتھ گفتگو سے منع فرمادیا۔

سرکار مدینہ کا یہ حکم ملتے ہی تمام مسلمان ہم سے بالکل کنارہ کش ہو گئے ہم جب بھی گھر سے باہر نکلتے تو کوئی شخص نہ ہمارے ساتھ بات کرتا اور نہ ہمارے سلام کا جواب دیتا مسلمان ہمارے لئے اجنبی بن گئے۔ گویا نہ ہم ان کو جانتے ہیں اور نہ وہ ہمیں جانتے ہیں یہاں تک کہ مدینہ کے درو دیوار بھی ہمیں اجنبی لگنے لگے۔ یہاں تک کہ زمین بھی گویا بدل گئی۔ وہ زمین ہی نہ رہی جس کو میں پہنچانتا تھا۔ ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ مکان یہ دیواریں اور یہ راستے اس شہر کے نہیں ہیں جس میں رہتے ہیں ہر چیز اجنبی ہوگئی۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس حالت میں میری موت آجائے اور سرکار مدینہ میری نماز جنازہ پڑھانے سے بھی انکار فرمادیں۔

اس بے چینی میں پچاس راتیں گزر گئیں۔ میرے دو ساتھی تو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور روتے رہتے تھے۔ میں کم عمر تھا اور طاقتور تھا اس لئے نماز کے بعد میں حضور کی مجلس میں آکر بیٹھتا تھا۔ جب میں حاضر ہوتا تو سلام عرض کرتا میں دیکھتا رہتا کہ سرکار کے لب ہلے ہیں یا نہیں۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی نماز پڑھتا۔ چوری چوری حضور کی طرف دیکھتا رہتا۔ جب میں نماز میں مصروف ہوتا تو حضور میری طرف متوجہ ہوتے جب میں سرکار کی طرف متوجہ ہوتا تو سرکار اپنا رخ

انور پھیر لیتے۔

لوگوں کی بے رخی جب بہت لمبی ہوگئی تو میں اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہ کے گھر کی دیوار پھاند کر ان کے پاس چلا گیا۔ سب لوگوں سے زیادہ مجھے ان سے محبت تھی۔ میں نے انہیں سلام کیا قسم خدا کی ابوقتادہ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے انہیں کہا: اے ابوقتادہ! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ ابوقتادہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

پھر دوبارہ میں نے سوال دہرایا پھر بھی وہ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر میں نے یہی سوال کیا۔ پھر بھی انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی صرف اتنا کہا ''اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ''۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ اس وقت میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے میں واپس آ گیا۔

غسان کے بادشاہ کا خط اور کعب بن مالک

اسی حالت میں میں مدینہ طیبہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ اچانک ملک شام کے کسانوں میں سے ایک کسان جو مدینہ شریف میں اناج فروخت کرنے کے لئے آیا تھا وہ کہہ رہا تھا تم میں سے کون ہے جو مجھے کعب بن مالک کا گھر بتائے۔ اتنے میں میں وہاں پہنچ گیا لوگ میری طرف اشارہ کر کے اس کو بتا رہے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جس کو تم تلاش کر رہے ہو وہ آدمی میرے پاس آیا اور غسان کے بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ''مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تمہارے صاحب نے (یعنی رسول اللہ نے) تم پر جفا کی ہے اور تمہیں اپنے پاس سے نکال دیا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شہر میں تجھے نہ رکھے۔ جہاں تیرے جیسے آدمی کی توہین کی جاتی ہے اگر تو چاہتا ہے، تو

ہمارے پاس آجا۔ ہم تیری دلجوئی کریں گے۔

میں نے یہ خط پڑھا اور حیران ہو گیا کہ کافر بھی مجھ سے یہ توقع کرتے ہیں کہ میں اتنی سی بات پر اپنے نبی کا دامن چھوڑ کر ان سے جاملوں گا۔ میں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا سامنے ایک تنور میں آگ جل رہی تھی۔ میں نے وہاں جا کر اس خط کو اس تنور میں پھینک دیا اور بتا دیا کہ بادشاہوں کی مراعات کو آگ میں پھینک سکتے ہیں اسے بتا دیا کہ ہم سب کو چھوڑ سکتے ہیں' لیکن نبی کی وفاداری میں کوئی سمجھوتہ نہیں' نبی کا دامن نہیں چھوڑ سکتے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جب پچاس دن میں سے چالیس دن گزر گئے

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دیکھا کہ سرکار مدینہ تو دیکھا سرکار مدینہ کا قاصد خریمہ بن ثابت میری طرف آرہے ہیں یہی حضور کا پیغام لے کر حضرت مرارہ اور ہلال کے پاس بھی گئے تھے کعب فرماتے ہیں: اس قاصد نے آکر مجھے پیغام دیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے الگ رہو۔ میں نے پوچھا: کیا حضور نے اسے طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا: حضور نے طلاق کا حکم نہیں دیا صرف ان سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے اور اس کے قریب جانے سے منع کر دیا ہے یہی پیغام حضور نے میرے ان دو ساتھیوں کی طرف بھیجا میں نے اپنی بیوی کو بلایا اور اسے کہا تم اپنے میکے چلی جاؤں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اس معاملہ میں کوئی فیصلہ فرمائے۔

ہلال بن امیہ کی بیوی یہ سنکر رسول اللہ کے پاس گئی اور عرض کی: یا رسول اللہ

ہلال بن امیہ ایک بوڑھا بیکار شخص ہے۔اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں تو کیا آپ برا سمجھتے ہیں اگر میں اس کی خدمت کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: میں خدمت کو برا نہیں سمجھتا لیکن وہ تجھ سے صحبت نہ کرے وہ بولی خدا کی قسم اس کو کسی کام کا خیال نہیں اور قسم خدا کی وہ اس دن سے اب تک رو رہا ہے کعب کہتے ہیں میرے گھر والوں نے کہا: کاش تم بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کے پاس رہنے کی اجازت لے لو۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال بن امیہ کی بیوی کو اس کی خدمت کرنے کی اجازت دی ہے میں نے کہا: میں کبھی اجازت نہ لوں گا۔اور پتہ نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمادیں اس کے بعد پھر مزید دس راتیں گزر گئیں اور پوری بچاس راتیں ہو گئیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رات کے تیسرے حصہ کے گزرنے کے بعد ہماری توبہ کی قبولیت کے بارے میں اپنے محبوب پر آیات نازل کیں۔ حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں کعب بن مالک کو یہ خوشخبری نہ سناؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ جب سنیں گے تو یہاں آنا شروع ہو جائیں گے اور ساری رات تمہیں سونے نہیں دیں گے۔حضرت کعب فرماتے ہیں: جب بچاسویں رات کی صبح کی نماز میں نے ادا کی تو میں اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔میری یہ حالت تھی کہ میں اپنی جان سے بھی بیزار ہو چکا تھا اور زمین کشادہ ہونے کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی تھی میں نے سنا کوئی شخص بلند آواز سے منادی کر رہا ہے اعلان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کعب بن مالک کی توبہ قبول کر لی ہے۔اے کعب تمہیں خوشخبری ہو تمہیں مبارک ہو۔

میں اسی وقت سجدے میں گر پڑا۔

اور خوشی سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں کی توبہ قبول کر لی ہے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام سے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تے تیری ماں نے تجھے جنا ہے تیری زندگی میں اس سے بہتر کوئی دن نہیں گزرا''، تمہیں مبارک ہو۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ یہ ارشاد آپ کی طرف سے ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا رسول اللہ میں اپنی توبہ کی قبولیت میں ساری جائیداد صدقہ کرتا ہوں حضور نے فرمایا: کچھ مال اپنے لئے رکھ لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے عرض کی نصف مال فرمایا نہیں عرض کی تیسرا حصہ صدقہ کر دوں فرمایا ہاں کعب نے عرض کی خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہ اپنے لئے رکھ لیتا ہوں۔ باقی مال اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ حضرت کعب ہلال بن امیہ مرار بن ربیعہ کے لئے آیت نازل ہوئی۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۠ (پ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۸)

اور ان تینوں پر بھی (نظر رحمت) فرمائی جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادگی کے اور بوجھ بن گئیں ان پر ان کی جانیں اور جان لیا انہوں نے کہ نہیں کوئی جائے

پناہ اللہ تعالیٰ سے مگر اس کی ذات تب اللہ تعالیٰ ان پر فائل بہ کرم ہوا تا
کہ ابھی وہ بھی رجوع کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت توبہ قبول فرمانے
والا اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



رحمتِ عالم ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (پ ۱۷،ع ۷،سورۃ الانبیا آیت ۱۰۷)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات محبت کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن کریم کی جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے“ قرآن کریم کی اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت کا ذکر فرمایا ہے اس لئے آج مختصر وقت میں حضور کی شان رحمت کے متعلق بیان ہوگا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علامہ اقبال کیا خوب فرماتے ہیں

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل
جس نے غبارہ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یسٰیں وہی طٰہٰ

حضرات محترم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے رحمت ہیں باقی نبی اپنی اپنی امت کے لئے رحمت تھے۔

اپنے اپنے زمانے کے لئے رحمت تھے،
اور اپنے اپنے علاقے کے لئے رحمت تھے
لیکن حضور سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں
انبیاء کے لئے رحمت ہیں انسانوں کے لئے رحمت ہیں
جوانوں کے لئے رحمت ہیں جمادات کے لئے رحمت ہیں
نباتات کے لئے رحمت ہیں
مسلمانوں کے لئے بھی رحمت ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: محبوب میں نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت کافروں کے لئے بھی رہی بنا کر بھیجا ہے سرکار سراپا رحمت ہیں

سراپا رحمت وہی ہو سکتا ہے، جن کے صدقے مصیبتیں، پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں، مصیبتیں ٹل جاتی ہیں، بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

یہ سچ ہے حق تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، تو
سارے عالم کے لئے رحمت ہے، تو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور کا رحمت ہونا عام ہے۔ ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا ہو مومن کے لئے تو آپ دنیا اور آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت عذاب میں تاخیر ہوئی اور خسف (زمین میں دھنسانے کا عذاب) اور مسخ (شکل بدل دینے کا عذاب) اور استیصال (کسی قوم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا) کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔ (حاشیہ کنزالایمان ص ۵۳۱)

اس آیت کے علاوہ قرآن پاک کی اور آیات میں بھی حضور کی رحمت کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ (آل عمران آیت ۱۵۹)

سو اللہ کی عظیم رحمت سے آپ مسلمانوں کے لئے نرم ہو گئے اور اگر آپ بد مزاج اور سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸)

بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک عظیم رسول آگئے ہیں تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر بہت شاق ہے، تمہاری فلاح پر وہ بہت حریص ہیں اور مومنوں پر بہت شفیق نہایت مہربان ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ،

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں۔ جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے کیا معنی محبوب میں سارے جہانوں کا پالنے والا رب ہوں اور تو سارے جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ رحمت نہ ہو تو پرورش نہیں ہو سکتی۔ ماں کے پاس رحم نہ ہو تو بچہ پرورش نہیں پاسکتا پرورش کے لئے رحم کا ہونا نہایت ضروری ہے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ساری خدائی کو پال رہا ہے لیکن محبوب کی رحمت کے صدقے پال رہا ہے۔ ساری مخلوق محتاج ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم کی۔

آنکہ آدم ونہ فلک معراج او
انبیاء واولیاء محتاج او

انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے رحمت

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی رحمت سے انبیاء کرام کا سلسلہ جاری ہوا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ترا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

پہلے ''لفظ ڈالی'' سے مراد شاخ ہے سرکار کا وجود رحمت کی ایک شاخ ہے اور دوسرے لفظ ''ڈالی'' سے مراد رحمت کا ڈالنا ہے۔ یعنی سرکار مدینہ کا وجود رحمت کی ایک شاخ ہے اور سلسلہ نبوت کی بنیاد اللہ نے حضور کے وجود سے ڈالی ہے حضور ہی اس سلسلہ کے اوّل ہیں اور حضور ہی اس سلسلہ کے آخر ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے جب دانہ گندم کھا لیا تو جنتی لباس اتر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم اب تم زمین پر اتر جاؤ آپ زمین پر تشریف لے آئے اور تین سو سال روتے رہے اور گڑگڑاتے رہے اور عرض کرتے رہے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ○

دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان پانے والوں میں ہو گئے۔

ایک دن حضرت آدم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دیا۔ یا اللہ اپنے محبوب کے صدقے میری لغزش معاف فرما دے۔ حضرت آدم کا حضور کے نام کا وسیلہ دینے کی دیر تھی رحمتوں کے دروازے کھل گئے۔

وہی عظمتیں وہی شانیں

وہی تخت وتاج سب کچھ مل گیا اب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں اکیلے نہیں جائیں گے محبوب پاک کے صدقے کروڑوں کو ساتھ لے کر جائیں گے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی تو حضور کے وسیلہ سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگی تو حضور کے وسیلہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار گلزار ہوئی تو حضور کے وسیلہ سے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری جا کر کند ہو گئی تو حضور کے وسیلہ سے۔

عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سارے پیغمبروں کے لئے رحمت ہیں۔

امت کے لئے رحمت

امت کے لئے راتوں کو بیداری فرمائی اور دعائیں فرمائیں امت کو مصائب سے نجات دی جہنم سے بچایا جنت عطا فرمائی امت کے لئے مالِ غنیمت حلال کیا ساری زمین امت کے لئے مسجد بنا دی غلام جہاں چاہیں کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیں پہلی امتیں علی الاعلان توبہ کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو فرمایا تم خفیہ توبہ کر لو ندامت کے آنسو بہا دو تمہاری توبہ قبول ہو جائے گی۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کیساتھ ماں سے بھی زیادہ محبت ہے۔ قبر میں جب ماں باپ بھائی عزیز واقارب سب اکیلا چھوڑ جائیں گے تو وہاں بھی حضور تشریف لائیں گے اور غلاموں کو آغوشِ رحمت میں لے لیں گے ہم زندہ ہیں حضور ہمارے لئے رحمت ہیں۔

ہم مر جائیں حضور ہمارے لئے رحمت ہیں۔
قبر میں بھی حضور ہمارے لئے رحمت ہیں۔
سب قبر میں تنہا چھوڑ کر جا رہے ہوں گے۔
رحمۃ للعالمین آ رہے ہوں گے۔
اپنے غلام پر کرم فرما رہے ہوں گے۔

قبر میں تین سوال

قبر میں تین سوال ہوں گے۔ من ربک تیرا رب کون ہے۔ دوسرا سوال مَا دِیْنُكَ تیرا دین کیا ہے تیسرا سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا کے کیا جائے گا۔ وَمَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ، اس ہستی پاک کے متعلق تو کیا

کرتا تھا۔ ان بے ادبوں کی تو زبانیں گنگ ہو جائیں گی۔ آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ اور کہیں گے ھـا ھـا لا ادری میں نہیں جانتا یہ کون ہیں یاد رکھو قبر میں سرکار کو پہچانے گا وہی جو زندگی بھر حضور کا ادب کرتا رہا جس کے پاس ایمان کی دولت ہوگی ادب ہوگا عقیدہ درست ہوگا تو جب سرکار کی قبر میں جلوہ نمائی ہوگی ہم فوراً سرکار پر درود سلام پڑھنا شروع کر دیں گے اور فرشتوں کو کہیں گے یہ تو میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں!

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

وہ موت حیات سے بہتر ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو۔ سرکار تشریف لائیں گے قبر میں اندھیرا ختم ہو جائے گا نور کی بارش شروع ہو جائے گی۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں ہمارے لئے رحمت ہیں
حضور حشر میں بھی ہمارے لئے رحمت ہیں۔
میدانِ محشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں گے۔

میدانِ قیامت میں جسے کوئی نہ پوچھے
اس کا خریدار ہمیں تو نظر آیا

بے ادبوں کی قبروں میں اندھیرا ہوگا اس لئے کہ حضور کے نور کو تو مانتے نہیں

پھر قبریں منور کیسے ہوں۔ باادب غلام کو جب زیارت ہوگی تو انوار کی بارش شروع ہو جائے گی۔ قبر قیامت تک کے لئے منور ہو جائے گی۔

اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

میرا آقا قیامت کے دن بھی ہمارے رحمت ہوں گے۔ ہر شخص نفسی نفسی پکار رہا ہوگا ہر طرف افراتفری ہوگی باپ بیٹے سے بھاگ رہا ہوگا ایک عجیب منظر ہوگا اس وقت رحمت کا نشان آمنہ کا لال ہوگا۔ سرکار فرمائیں گے گھبراؤ مت میں جو ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کی شفاعت فرمائیں قبر میں سرکار تشریف لا کر ڈھارس بندھائیں گے میدان محشر میں گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔

میدان محشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سبز جوڑا پہنے ہوئے عرش کے نیچے تشریف فرما ہوں گے اور اپنی اولاد کو ملاحظہ فرمارہے ہوں گے۔ جنت میں کون جاتا ہے اور دوزخ میں کون اتنے میں حضرت آدم علیہ السلام کی نگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی پر پڑ جائے گی۔ جسے فرشتے دوزخ کی طرف لے جارہے ہوں گے یا احمد یا احمد آپ جواب دیں گے

لَبَّیْکَ یَا اَبَا الْبَشَرِ

حضرت آدم علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے تمہارے ایک امتی کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جارہے ہیں فرشتے زنجیروں میں جکڑ کر دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ یہ سن کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کو ارشاد فرمائیں گے اے

فرشتوں ٹھہرو فرشتے عرض کریں گے ہم سخت فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔ اس کی اطاعت کریں گے حضور اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے یا اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے تیری امت کے بارے میں شرمندہ نہیں کروں گا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی

"اَطِیْعُوْا مُحَمَّدٍ" "میرے حبیب کی اطاعت کرو"۔

اس بندے کو واپس میزان عدال پر لے جاؤ اسے واپس لے جایا جائے گا سرکار مدینہ فرشتوں کو ارشاد فرمائیں گے امتی میرا ہے اس کے اعمال میرے سامنے تو لو

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُمُّہٗ ھَاوِیَۃٌ ۔

جن کی نیکیاں کم ہوں گی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے"۔

فرشتے فوراً حکم کی تعمیل کریں گے۔ میزان پر اعمال تولیں گے نیکیاں کم ہو جائیں گی۔ برائیاں زیادہ ہو جائیں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نیکیوں کے پلڑے میں ایک سفید کاغذ رکھ دیں گے۔ تو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر غالب آ جائیں گی۔ ایک ندا آئے گی یہ بندہ نیک بخت بن گیا ہے اس کو جنت میں لے جاؤ جب فرشتے جنت کی طرف لے جائیں گے۔ تو اس کی خوشی کا عالم کیا ہوگا۔ جو دوزخ کی طرف جا رہا تھا اب اسے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ وہ بندہ کہے گا ذرا ٹھہرو فرشتو! وہ بندہ حضور کی بارگاہ میں عرض کریگا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ یہ بتائیں آپ ہیں کون۔ حضور ارشاد فرمائیں گے:

"میں تیرا نبی محمد رسول اللہ ہوں"۔

یہ سفید کاغذ وہ درود پاک ہے جو تو نے پڑھا تھا۔ میں نے اسے محفوظ کر لیا تھا۔

قیامت کے دن بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہمارے کام آئیگی۔

مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی

وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

آپ کی رحمت سے کافر بھی محروم نہ رہے

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے لئے بھی رحمت بن کر تشریف لائے۔ مسلمانوں کے لئے تو حضور دونوں جہانوں میں رحمت ہیں، لیکن کافروں کے لئے صرف اس جہاں میں رحمت ہیں کہ دنیا میں حضور کی رحمت سے ان سے عذاب ٹل گیا پہلے انبیاء کرام علیہ السلام کو جھٹلانے کی وجہ سے کافروں پر عذاب نازل ہوتا تھا کافر تباہ و برباد ہو جاتے تھے۔ صورتیں مسخ ہو جاتی تھیں، لیکن حضور کی رحمت کافروں پر اس طرح ہوئی کہ یہ لوگ یہاں اللہ کے عذاب سے بچ گئے قرآن کریم میں آتا ہے کافروں نے خود اللہ تعالیٰ بارگاہ میں دعا کی:

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (پ۹ ع۱۸ آیت۳۲)

"اور جب بولے کہ اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا"۔

(کنزالایمان)

دیکھیں کافروں نے خود ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ قرآن کریم سچا ہے اور ہم جھوٹے ہیں۔ تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا کوئی اور دردناک عذاب لے آ۔ مگر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی وجہ سے بچ گئے۔

اللہ تعالیٰ کا جواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں!

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (پ۹ع۱۸)

''اور اللہ تعالیٰ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو''۔(کنز الایمان)

کافروں نے خود اللہ تعالیٰ سے عذاب کی درخواست کی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ان کافروں پر عذاب نازل نہ کروں گا۔ کیونکہ رحمۃ للعالمین ان میں موجود ہیں۔

سلام اس پر کہ جس نے دشمنوں کو بھی قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس پر جو دشمن پر بھی رحم و فضل فرمائے۔ سلام اس پر جس نے رحمتوں کے پھول برسائے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دوست دشمن کے لئے رحمت ہیں حضور کی رحمت سے عالم کا ذرہ ذرہ فیض یاب ہو رہا ہے۔

حضرت جبرائیل کے لئے رحمت

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سید الملائکہ روح القدس حضرت جبرائیل حاضر ہوئے تو حضور نے ارشاد فرمایا: جبرائیل اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے تجھے بھی میری رحمت سے کوئی فائدہ پہنچا ہے۔ حضرت جبرائیل عرض کرتے ہیں حضور میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے حسین اور عظیم سجدے کئے ہیں۔ بڑے مقبول اور محبوب سجدے کئے ہیں اور حضرت

آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش ہر نبی کی بارگاہ میں حاضری دی ہے وحی لے کر آیا ہوں۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتا رہا کہیں کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے کہ میرا حشر بھی وہی ہو جو شیطان کا ہوا ہے میں ہمیشہ ڈرتا رہا۔ لرزتا رہا۔ اپنے خاتمہ کی طرف سے مطمئن نہ تھا۔ لیکن اے اللہ کے محبوب جب آپ کی خدمت اقدس میں وحی لانے لگا تو اللہ نے میرے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ (۳۰ع۶)

"جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے۔ امانت دار ہے"۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد مجھے اپنے خاتمہ بالخیر کا یقین ہو گیا۔ آپ کی رحمت سے مجھے بھی یہ حصہ مل گیا۔ میرے لئے یہ سب رحمتوں سے بڑھ کر ہے۔ میرے سب خطرے ختم ہو گئے۔

رحمت آئے تو زحمت ختم ہو جاتی ہے......

حارث کے زخم ٹھیک ہو گئے

حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو ایک جنگ میں سر اور ٹانگوں میں تلوار کے زخم آ گئے۔ صحابہ کرام اسے اٹھا کر سرکار کی بارگاہ میں لے آئے۔ حضور نے اس کے زخموں پر تھوک مبارک لگایا تو وہ زخم ٹھیک ہو گئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۴)

ٹانگ ٹھیک ہو گئی

حضرت عبداللہ ابن عتیک رضی اللہ عنہ کے مکان کی چھت سے گر جانے کی وجہ سے ٹانگ ٹوٹ گئی عبداللہ بن عتیک فرماتے ہیں: میں نے اپنی تکلیف کی

شکایت سرکار مدینہ سے کی حضور نے فرمایا: ٹانگ پھیلاؤ۔ میں نے ٹانگ پھیلائی تو سرکار نے اپنا دست رحمت پھیرا ٹانگ اس طرح ٹھیک ہوگئی کہ کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۵)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ ٹھیک ہوگئی

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ احد میں حضور کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا تھا۔ تاکہ اگر دشمن کا کوئی تیر آئے تو میرے جسم میں پیوست ہو جائے سرکار مدینہ تک نہ پہنچے۔ چنانچہ دشمن کی طرف سے ایک تیر آیا اور میری آنکھ میں آکر پیوست ہوگیا ڈھیلا باہر آگیا۔ میں نے ڈھیلا ہتھیلی پر رکھا اور سیدھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ حضور نے مجھے دیکھا تو چشمان مبارک میں آنسو آگئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی ''اے اللہ! بے شک قتادہ نے اپنے چہرے کے ساتھ تیرے نبی کے چہرے کی حفاظت کی ہے اس لئے اس کی آنکھ خوبصورت اور تیز بین بنا دے اس وقت آنکھ ٹھیک ہوگئی اور دوسری آنکھ سے بھی زیادہ دیکھنے لگی رحمت آئے تو زحمت دور ہو جاتی ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۹۷)

صحابہ پر مصیبت آئے تو حضور کی بارگاہ میں آئے ہیں۔

پیاسے قافلے کو پانی پلایا

مولانا رومی رحمت اللہ علیہ نے مثنوی شریف عرب کے ایک پیاسے قافلے کا ذکر فرمایا ہے عرب کے ایک جنگل میں ایک بڑا قافلہ تھا۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہوگیا تھا قافلے والوں کے پاس پانی ختم ہوگیا تھا وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ کہ اچانک ان لوگوں کی مدد کے لئے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے۔ قافلہ جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے مر رہا تھا۔

پنا... پر نثار کرنے لگا۔ قافلے والوں کی جان میں جان آگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس حالت پر رحم آگیا۔ اور فرمایا چند آدمی اس ٹیلے کی طرف جائیں ٹیلے کی دوسری طرف ایک سیاہ رنگ کا حبشی غلام پانی کی ایک مشک اونٹ پر رکھ کر لا رہا ہے اور اپنے آقا کی طرف جا رہا ہے فرمایا اس حبشی کو اونٹ سمیت میرے پاس لے آؤ۔ اگر خوشی سے آئے تو بہتر ورنہ پکڑ کر لیں آؤ۔ چنانچہ چند آدمی ٹیلے کی دوسری طرف گئے تو دیکھا واقعی ایک حبشی غلام پانی کی مشک لئے اونٹ پر سوار جا رہا ہے انہوں نے اس حبشی سے کہا کہ تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں حبشی غلام بولا میں نہیں جانتا وہ کون ہیں۔ وہ بولے کہ حضور چاند کے چہرے والے اور میٹھی عادت والے ہیں۔ صحابہ نے تعریفیں کیں۔ مگر وہ بولا شاید وہی جادوگر ہے۔ جس کے چرچے ہر طرف ہو رہے ہیں میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ صحابہ اکرام زبردستی اسے پکڑ کر سرکار کے پاس لے آئے۔ سرکار مدینہ نے اسے تسلی دی گھبراؤ مت تمہیں تکلیف نہیں دی جائے گی۔ تمہارا پانی چھینا نہیں جائے گا۔ تم مشک میرے حوالے کرو حبشی غلام سے مشکیزہ لے کر حضور نے اپنا دست مبارک اس مشکیزے پر پھیرا۔ اور پھر قافلے والوں سے فرمایا آؤ اور پانی پی لو۔ خود بھی پیو۔ جانوروں کو بھی پلاؤ۔ برتن بھی بھر لو۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو سیراب کیا۔ سب نے پیٹ بھر کر پانی پیا۔ لیکن مشک کے پانی سے ایک قطرہ بھی کم نہ ہوا حبشی غلام سرکار کا یہ معجزہ دیکھ کر بہت حیران ہوا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے پر اپنا دست رحمت پھیرا تو حبشی غلام کا رنگ بالکل سفید ہو گیا۔ چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔ پھر وہ حبشی غلام کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اپنے مالک کے گھر پہنچا۔ تو مالک نے پوچھا تو

کون ہے؟ حبشی غلام بولا۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ مالک بولا میرا غلام تو سیاہ ہے حبشی غلام بولا مگر میں اس کے پاس سے ہو کر آیا ہوں جس نے ساری کائنات کو روشن کر دیا ہے۔

اس کے بعد حبشی غلام نے اپنا سارا واقعہ مالک کو سنایا جسے سن کر مالک بھی مسلمان ہو گیا رحمت آئے تو زحمت دور ہو جاتی ہے حضور تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت بن کر آئے ہیں۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔"

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔"

قصیدہ بردہ شریف والے فرماتے ہیں

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

"اے بہترین خلائق صلی اللہ علیہ وسلم میں مصیبتوں کے وقت آپ کے سوا اور کس کی پناہ میں جاؤں یعنی اہل مصائب کی جائے پناہ صرف ایک آپ ہی کی ذات ہے"۔

جانوروں کے لئے رحمت

حدیث پاک میں آتا ہے ایک ہرنی جنگل میں شکاری کے جال میں پھنس گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنگل میں تشریف لے آئے۔ تو حضور نے سنا کوئی پکارنے والا پکار رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے یا رسول اللہ حضور نے توجہ فرمائی تو ہرنی جال میں پھنسی ہوئی سامنے نظر آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے مجھے کیوں پکارا۔ تو ہرنی بولی:

اُدْنُ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِﷺ

آقا میرے پاس تشریف لائے۔

حضور آگے تشریف لے گئے۔ اور ارشاد فرمایا:

مَا حَاجَتُکَ تمہاری کیا حاجت ہے؟

عرض کی سرکار میرے دو بچے ہیں انہیں دودھ پلانے جارہی تھی کہ جال میں پھنس گئی۔ حضور میرے بچے میری راہ تک رہے ہوں گے۔ بھوک سے بے چین ہو گے۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں مجھ پر رحم فرمایئے۔ تھوڑی دیر کے لئے اپنی ضمانت پر مجھے اس جال سے رہا کرا دیجئے۔ تا کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں سرکار میں بچوں کو دودھ پلا کر پھر واپس آجاؤں گی۔

سرکار نے فرمایا: اچھا جاؤ۔ اور بچوں کو دودھ پلا آؤ۔ دودھ پلا کر جلدی واپس آجانا۔ ہرنی نے عرض کی بہت اچھا ہرنی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی۔ شکاری نے جب معجزہ دیکھا تو حیران رہ گیا۔ حضور نے پھر اس شکاری کو فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دو۔ شکاری نے کہا: اچھا اور اس ہرنی کو چھوڑ دیا۔ ہرنی دوڑتی ہوئی نکل گئی اور یہ کہتی گئی کہ میں گواہی دیتی ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۶۱)

چڑیا کی فریاد

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم ایک سفر میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے۔ اس درخت پر ایک چڑیا کے دو بچے تھے ہم نے وہ پکڑ لئے۔ ان بچوں کی ماں چڑیا نے دیکھا تو اڑتی ہوئی سرکار کے قدموں میں آگری۔ اور فریاد کرنے لگی۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے پوچھا اس کے بچوں کو کس نے پکڑا ہے۔ ہم نے عرض کی ہم نے یا رسول اللہ۔ فرمایا جاؤ بچوں کو اپنی جگہ رکھ آؤ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۶۶)

......جانور بھی آ کر فریاد کرتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔

اونٹ کی فریاد

ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اس باغ میں ایک اونٹ تھا اس اونٹ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فریادی بن کر حضور کی خدمت میں آیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے اس اونٹ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ رو رو کر حضور سے فریاد کرنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس اونٹ کا مالک کون ہے ایک نوجوان نے عرض کیا۔ حضور یہ اونٹ میرا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس جانور کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۵۸)

جانور بھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ کر فریادیں سناتے ہیں۔ اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں اور اپنے دل کی مرادیں پاتے ہیں۔

افسوس

افسوس صد افسوس کہ آج کل ہم نے حضور رحمۃ للعالمین کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے ہمارے دلوں سے رحمت دور ہو گئی ہے۔ اسلامی اخوت اور بھائی چارہ ختم ہو گیا ہے آج ہم نہ غریبوں کا خیال رکھتے ہیں نہ یتیموں اور بیواؤں کا ہم پڑوسیوں سے ہر وقت لڑتے ہیں بچوں پر سختی کرتے ہیں ہمیں جانوروں پر بھی کبھی رحم نہیں آیا پھر ہم رحمۃ للعالمین کی اپنے آپ کو امت بھی کہتے ہیں۔ کتنے افسوس کی

بات ہے ہمیں چاہئے کہ ہم حضور کے اسوہ حسنہ پر پوری طرح عمل کریں۔

کچھ لوگ ملک میں غریبوں کی ہمدردی کا نعرہ لگاتے ہیں مگران کی حالت یہ ہے کہ قوم کے ساتھ ان کو کسی قسم کی محبت نہیں ہے۔ وہ خود عظیم الشان کوٹھیوں میں رہتے ہیں بہترین قسم کا کھانا کھاتے ہیں۔ اعلیٰ قسم کا لباس پہنتے ہیں انہیں خبر تک نہیں کہ ان کے غریب بھائی ننگے اور بھوکے رہتے ہیں ان کے بچوں کو کپڑا پہننے کے لئے نہیں ملتے کھانے کے لئے روٹی نہیں ملتی۔ غریب کے ساتھ ہمدردی نہیں ہوتی۔

غلاموں پر رحمت

ملک عرب میں بلکہ پوری دنیا میں غلاموں اور لونڈیوں کو جانوروں سے بھی کمتر سمجھا جاتا تھا اور جانوروں کی طرح ان کی خرید وفروخت ہوتی تھی مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں اور لونڈیوں پر بھی رحم فرمایا اور ان کو عزت دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں اور لونڈیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:
اے لوگو: یہ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا لہٰذا خبردار تم ان کے حقوق کا خیال رکھو جو تم خود کھاتے ہو انہیں بھی کھلاؤں جو لباس تم پہنتے ہو اسی قسم کا لباس ان کو بھی پہناؤ۔ اور ان سے کسی ایسے کام فرمائش نہ کرو جو ان کی ہمت سے باہر ہو اگر تم ایسے مشکل کاموں کی فرمائش کرو تو خود بھی ان کی مدد میں لگ جاؤ اور ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ (بخاری شریف ج ا ص ۹)

حضرت زید بن حارثہ سے محبت

حضرت زید بن حارثہ کو بچپن میں جب عمر آٹھ سال تھی ڈاکوؤں نے اغواء کر کے مکہ میں لاکر فروخت کر دیا حضرت حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا حضرت خدیجہ نے حضرت زید کو

حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت زید بن حارثہ حضور کے غلام بن کر خدمت کرنے لگے۔ زید کے والدین زید کی جدائی میں ہر وقت تڑپتے رہتے تھے۔ کئی سال تلاش کرتے رہے۔ حاجیوں کے ایک قافلہ والوں نے حارثہ کو بتایا تیرا بیٹا مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہے یہ سنتے ہی حارثہ اپنے بھائی کعب کو ساتھ لے کر مکہ آیا اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹے زید کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا پہلے تو باپ بیٹا گلے مل کر خوب روتے رہے۔ پھر حارثہ نے عرض کی حضور زید میرا بیٹا ہے مجھ سے بچھڑ گیا تھا ہم اس کی جدائی کا صدمہ برداشت نہیں کر سکتے اس کی والدہ بھی بے چین اور بے قرار ہے۔ جتنی قیمت چاہیں لے لیں میرا لختِ جگر مجھے عنایت فرما دیں۔ حارثہ کی یہ درد بھری داستان سن کر حضور کا دل جوش میں آ گیا اور ارشاد فرمایا: حارثہ مجھے قیمت کی ضرورت نہیں ہے میں اجازت دیتا ہوں اگر زید تمہارے ساتھ جانا چاہے تو چلا جائے۔ پھر آپ نے زید کو بلایا فرمایا زید دیکھو یہ تمہارے باپ ہیں کعب تمہارے چچا ہیں۔ یہ تمہیں لینے آئے ہیں میں خوشی سے تمہیں اجازت دیتا ہوں تم ان کے ساتھ چلے جاؤ اور اپنے عزیز و اقارب میں جا کر زندگی گزارو۔ زید بن حارثہ حضور کا فرمان سن کر آبدیدہ ہو گئے اور حضور کی خدمت اقدس میں عرض کی: یا رسول اللہ میں اپنے والد کو چھوڑ سکتا ہوں چچا کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن دامن مصطفےٰ ہرگز نہیں چھوڑ سکتا آپ کی برداشت نہیں کر سکتا۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں جچے دیکھ کے تلوا تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈالا
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدمہ تیرا

والد اور چچا وطن چلے گئے

والد اور چچا وطن چلے گئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر زید کی محبت کا اثر ہوا فوراً زید کا ہاتھ پکڑا اور حرم کعبہ میں جا کر حطیم کے اندر تشریف لے گئے بھرے مجمع میں اعلان فرمایا:

یَا مَنْ حَضَرَ اِشْهَدُوْا اَنَّ زَيْدًا اِبْنِیْ۔

اے حاضرین حرم شریف! تم سب گواہ ہو جاؤ کہ آج سے زید میرا غلام نہیں رہا بلکہ میں نے اس کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔

مکہ والے سالہا سال انہیں زید بن محمد کہتے رہے۔ جب قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی:

"اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ" (احزاب آیت ۵)

لے پالک بچوں کو ان کے اصلی باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو۔

اس کے بعد لوگوں نے ان کو زید بن حارثہ کہہ کر پکارنا شروع کر دیا حضور نے اپنی باندی ''ام ایمن'' کے ساتھ نکاح بھی کر دیا جب ان کا بیٹا اسامہ پیدا ہوا تو ان سے اتنی محبت فرماتے رہے کہ ان کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر صحابہ کرام کے سامنے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

غلاموں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کہ غلام کے بیٹے کو کندھے پر بٹھا کر صحابہ کرام کے سامنے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

بچوں اور عورتوں پر رحمت

اسلام سے پہلے معاشرے میں عورتوں کا کوئی مقام نہیں تھا وراثت میں ان کو حصہ نہیں ملتا تھا بے گناہ معصوم بچیوں کو زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم تشریف لائے تو عورت اور بچیوں پر بھی رحمت فرمائی۔ وراثت میں حصہ مقرر کیا گیا۔ اسلام میں عورت کے حقوق مقرر کئے گئے۔ زندہ درگور کی جانے والی بچیاں محبت وشفقت کا مرکز بن گئیں۔ حضور نے اتنی رحمت فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بسا اوقات میں نماز شروع کرتا ہوں اور یہ ارادہ کرتا ہوں کہ نماز لمبی پڑھاؤں مگر کسی بچے کی رونے کی آواز میرے کانوں میں آجاتی ہے' تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ بچے کے رونے اور اس کی ماں کی بے چینی پر جو نماز میں شامل ہے مجھے رحم آجاتا ہے (شروع اسلام میں عورتیں مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرتی تھیں)۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۸)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب کے ساتھ ہمدردی کی ہے اور ہمیں بھی غریب کے ساتھ ہمدردی کرنے کی ہمیں تعلیم دی ہے۔

رحمت کی تعیم

سرکار مدینہ رحمت بن کر آئے اور ہمیں رحمت کی ہی تعلیم دی آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم فرمانے کی تاکید کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لَا يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کرے گا کسی شاعر نے اسی حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا (ترمذی)

ایک مومن دوسرے مومن کے لئے دیوار کی مانند ہے۔

جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے بخاری شریف میں ہے کہ آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا کہ کیسے ایک حصے سے دوسرا حصہ مضبوط ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس طرح دیوار کی ایک اینٹ دوسری اینٹ سے مل کر مضبوط ہو کر نا قابل تسخیر حصار بن جاتی ہے اسی طرح امت مسلمہ ایک قلعہ ہے جس کی ایک ایک اینٹ ایک ایک مسلمان ہے۔ یہ قلعہ اسی وقت مضبوط رہ سکتا ہے جب تک اس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ سے ملی ہوئی ہے۔

جب یہ اینٹ اپنی جگہ سے کھسک جائے گی تو پوری دیوار زمین پر گر جائے گی۔

آج کل جس قدر بھی مشکلات ہیں تکلیفیں ہیں پریشانیاں ہیں ان سب کی وجہ یہی ہے کہ ہم سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ آؤ ہم پھر دامن رحمت کو مضبوطی سے پکڑ لیں تا کہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہو جائیں کامیابی کا راز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ (مشکوٰۃ ص ۴۲۳) (باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے تم ان پر رحم کرو جو زمین میں ہیں تم

پر وہ رحم کرے گا جو آسمان میں ہے یعنی تم زمینی مخلوق پر رحم کرو انسانوں پر جانوروں پر تم پر وہ رحم کریگا جس سلطنت آسمانوں میں بھی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (مشکوۃ ص ۴۲۳ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

”وہ ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے منع نہ کرے۔“

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



حقوقِ ہمسایہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ لا وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ط (پ ۵ سورۃ النساء آیت ۳۶)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن کریم کی جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور

محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے حسن سلوک کرو بھلائی کرو۔

حضرات گرامی! اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کا ذکر ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت کا ذکر کیا گیا ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس لئے حکم ہوا تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو شرک سے اگر سچی توبہ نہ کی گئی تو آخرت میں یہ گناہ ہرگز معاف نہ ہوگا اللہ ہمیں اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے اور شرک سے ہمیں محفوظ فرمائیں۔

حقوق العباد

حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق بندوں میں سب سے پہلا حق ماں باپ کا ہے دوسرا حق رشتہ داروں کا ہے اور تیسرا حق یتیموں کا ہے اور چوتھا حق مسکینوں کا ہے اور پانچواں حق ہمسایہ قریب کا ہے اور چھٹا حق ہمسایہ دور کا ہے ساتواں حق رفیق دوست کا ہے اور آٹھواں حق مسافر کا ہے نواں حق لونڈیوں اور غلاموں کا ہے یعنی مسلمان کے مال میں ان سب لوگوں کا حق ہے ان سب سے حسن سلوک کا حکم ہے آج جمعۃ المبارک کے خطبہ میں صرف حقوق ہمسایہ بیان کروں گا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے مجھے آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پڑوسی کسے کہتے ہیں

ہمسایہ اور پڑوسی وہ دو آدمی ہیں جو ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں اور بستے ہیں اس دنیا میں ہر انسان دوسرے انسان کی مدد کا محتاج ہے اگر ایک بھوکا ہے تو

دوسرے پر لازم ہے کہ اپنے کھانے میں سے اس کو بھی کھلائے۔ اگر ایک بیمار ہے' تو جو تندرست اور صحت مند ہے۔ اس کو چاہئے کہ بیمار کی عیادت کرے ایک پر اگر کوئی مصیبت آئے تو دوسرا اس کا ہمدرد بنے۔ معاشرے میں انسان کو اسی سے تکلیف پہنچنے کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے جو ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اس لئے ان کے باہمی تعلقات خوشگوار اور ایک کو دوسرے سے ملائے رکھنا سچے دین کا سب سے بڑا فرض ہے۔ تاکہ برائیاں ختم ہو جائیں اور پڑوس دوزخ کی بجائے جنت کا منظر پیش کرے جَارِ ذِی الْقُرْبٰی یعنی قریبی پڑوسی قریبی ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کرو بیمار ہو تو بیماری پرسی کرو اگر ضرورت مند ہو تو مالی امداد کرو۔ اگر ہو سکے تو تحفہ بھی بھیج دیا کرو تکلیف ہرگز نہ پہنچاؤ۔ پڑوسی قریب ہو

یا دور

رشتہ دار ہو

یا غیر۔

مسلمان ہو

یا غیر مسلم

بہر حال اس کا حق ہے ہمت کے مطابق اس کی امداد اور اعانت لازم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بعض پڑوسی وہ ہیں جن کا صرف ایک حق ہے۔

بعض وہ ہیں جن کے دو حق ہیں۔

بعض وہ ہیں جن کے تین حق ہیں۔

ایک پڑوسی غیر مسلم ہے' تو اس کا ایک حق ہے۔

پڑوسی کا پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلمان بھی ہے تو اس کے دو حق ہیں۔
ایک پڑوس کا دوسرا مسلمان ہونے کا۔
تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہے مسلمان بھی ہے اور رشتہ دار بھی ہے۔

دور کے پڑوسی سے حسن سلوک کرو

جَارِ الْجُنُبِ، یعنی دور کے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو پڑوس کا حکم کہاں تک ہے اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے بعض علماء نے کہا: ہمسائیگی کا حکم چالیس گھر چاروں طرف ہے۔ بعض نے کہا: محلّہ والے سارے ہمسائیگی کے حکم میں ہیں۔
صَاحِبِ بِالْجَنْبِ، یعنی ساتھی اور ہم مجلس کے ساتھ حسن سلوک کرو اب یہ ساتھی خواہ سفر میں ہو یا فیکٹری میں ساتھ کام کرتا ہے یا سکول میں ساتھ پڑھتا ہے یا شاگرد ہو یا مرید ہو ایک مدرسہ کے دو طالبعلم ہوں۔ یا مجلس میں بیٹھنے والا ساتھی ہو دوست ہو بس جہاز ریل میں بیٹھنے والے سب شامل ہیں۔ جہاں اسلام نے دور اور نزدیک کے مستقل پڑوسی کے حقوق واجب فرمائے ہیں اسی طرح اس شخص کا بھی حق لازم کر دیا جو تھوڑی دیر کے لئے کسی محفل یا مجلس میں برابر بیٹھا ہو مسلمان غیر مسلمان، رشتہ دار غیر رشتہ دار سب برابر ہیں سب کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے تمہارے قول اور فعل سے تھوڑی دیر کے ساتھی کو بھی تکلیف نہ پہنچے۔ یہ اسلام کی تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

کامل مومن کون ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ يَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِهٖ ۔

(مشکوٰۃ ص ۴۲۴)

وہ کامل مومن نہیں کہ جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔ ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، اور صحابہ کرام بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص دلنشیں انداز میں فرمایا:

وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ تَابَعَهٗ شَبَابَةُ

(بخاری شریف کتاب الادب حدیث نمبر 5670)

اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے عرض کی گئی کون شخص؟ یا رسول اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تاکید کے لئے یعنی وہ کامل مومن نہیں ہے اگر چہ ہر مسلمان کو اپنے شر سے بچانا ضروری ہے مگر پڑوسی کو بچانا نہایت ضروری ہے کہ اس سے ہر وقت کام رہتا ہے وہ ہمارے اچھے اخلاق کا زیادہ مستحق ہے، لیکن ہم اپنے پڑوسی کو ہی زیادہ ستاتے ہیں تکلیف دیتے ہیں بات بات پر اس سے جھگڑا کرتے ہیں اسے پریشان کرتے ہیں۔

پڑوسی کو اذیت نہ پہنچاؤ

ایک مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ

بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ (بخاری شریف حدیث نمبر 5672)

جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ پہنچائے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی خدمت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

پڑوسی کا معمولی تحفہ حقیر نہ سمجھو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

(بخاری شریف حدیث نمبر 5671)

اے مسلمان خواتین: کوئی عورت اپنی پڑوسن کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا ایک پایہ ہی ہو۔

تحفے دینے کا زیادہ موقع چونکہ عورتوں کو پیش آتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر عورتوں کو فرمایا پڑوسن کی طرف سے چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی آئے تو اسے حقیر نہ سمجھو اسے قبول کرلو! اسلام میں حق ہمسایہ پر بڑا زور دیا گیا ہے اور ہمسائے سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے لیکن آج کل ہمارے معاشرے میں جہاں اور بہت سی بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں ایک یہ بھی بیماری پیدا ہو چکی ہے کہ ہم اپنے ہمسائے سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ پتنگ اڑاتے وقت نوجوان چھتوں پر چڑھ کر ہمسائے کے گھر جھانکتے ہیں ٹی وی اور ڈیک کی آواز اونچی کر دیتے ہیں تا کہ ہمسائے کو تکلیف پہنچے اسی طرح گھر کا کوڑا ہمسائے کے دروازے پر پھینک

دیتے ہیں جس سے ہمسائے کو تکلیف ہوتی ہے۔ ہمسائے کے بچوں کو مارتے ہیں گالیاں دیتے ہیں یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔

ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

(مشکوۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے امن میں نہ ہو یعنی صالحین کے ساتھ وہ جنت میں نہ جائے گا۔ سزا پا کر جائے گا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے پیارے صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی کہ:

''اے ابوذر جب تم شوربا پکاؤ تو پانی زیادہ ڈال دو اور اس سے اپنے ہمسائے کی خبر گیری کرتے رہو''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَا زَالَ جِبْرَائِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ،

(رواہ مسلم، مشکوۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ہمسایہ کے بارے میں وصیت کرتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ اس کو میرا وارث بنا دیں گے۔ (بخاری شریف کتاب الادب)

جس پڑوسی کا دروازہ قریب ہو تحفہ اس کو دو

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض

کی میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے کس کو میں تحفہ بھیجوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دروازہ تمہارے دروازے کے قریب ہو آپس میں تحفوں کے تبادلے سے محبت بڑھتی ہے۔ تعلقات کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کو تاکید فرماتے تھے۔

(بخاری شریف باب حق الجوار فی قرب الابواب)

جس نے ہمسائے کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی

حضور پرنور شافع یوم النشور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جس نے اپنے ہمسایہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا کو تکلیف دی۔ اور جس نے اپنے ہمسائے سے لڑائی کی اس نے میرے ساتھ لڑائی کی اور جس نے میرے ساتھ لڑائی کی اس نے اپنے خدا کے ساتھ لڑائی کی۔ (کشف الغمہ ص ۲۱۴)

ہمسائے کی شکایت

ایک شخص سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں اور اپنے ہمسائے کی شکایت کی کہ میرا ہمسایہ مجھے تکلیف دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے گھر کا سامان نکال کر سڑک پر رکھ دو اس نے گھر کا سامان نکال کر راستے میں ڈال دیا گزرنے والے لوگ اس سے پوچھتے کہ تو نے سامان راستے میں کیوں رکھا ہے' تو یہ اپنے ہمسائے کی بداخلاقی ان کے سامنے بیان کر دیتا لوگ اس پر لعنت کرتے وہ لوگوں کی لعنت وملامت سے تنگ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی مجھے جو بھی ملتا ہے لعنت وملامت کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کی لعنت وملامت سے پہلے اللہ تعالیٰ

نے تجھ پر لعنت کی ہے اس نے عرض کیا۔ اب میں ہمسائے کو تکلیف نہ دوں گا۔ پھر وہ پہلا شخص شکایت کرنے والا آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنا سامان اٹھا کر گھر میں رکھ لے تیری کفایت ہو گئی یعنی آئندہ وہ تجھے تنگ نہیں کرے گا۔ (زواجر ص ۲۰۷)

یعنی کوئی پڑوسی اگر برائی کرے تو گھر چھوڑ کر دوسرا بہتر پڑوسی تلاش کرنا چاہئے مگر اس کے برائی کے بدلے میں برائی نہیں کرنی چاہئے یہ بات اس کو شرمندہ ہونے پر مجبور کرے گی۔

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ دین خیر خواہی کا نام ہے

کامل دین یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کرے اور دوسروں کی فلاح و بہبود کے لئے سب سب کچھ قربان کر دے۔ لیکن صد افسوس کہ آج کل مسلمان دوسروں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتا اپنے عیش و آرام کے لئے پیسہ پانی کی طرح بہاتا ہے۔ لیکن دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے لئے پیسہ خرچ کرنا عذاب سمجھتا ہے۔ یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ اگر بندوں کے حقوق ادا نہ کئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دینا پڑے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف امت کو ہی تعلیم نہیں دی بلکہ خود بھی عمل کر کے دکھایا۔

پڑوسی کے بچے کے ہاتھ پر کچھ رکھ دو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ اگر پڑوسی کا بچہ آجائے تو اس کے ہاتھ میں کچھ رکھ دو کہ اس سے محبت بڑھے گی۔ پڑوسی کے بچے کو اگر کچھ دے دیا جائے تو بچہ خوش ہو جائے گا جب بچہ خوش ہوگا تو اس کے والدین بھی خوش ہو جائیں گے اس طرح آپس میں محبت

بڑھے گی اور نفرت ختم ہو جائے گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان پر عمل کرنے کی وجہ سے معاشرہ جنت نظیر بن جائے گا۔

پڑوسی میوے خرید کر لائے

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو کوئی میوہ بازار سے خرید کر لائے تو بطور ہدیہ اپنے ہمسائے کے گھر بھیج دے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو چپکے سے اسے گھر میں لے آ اور تیرا لڑکا وہ میوہ لے کر باہر نہ نکلے کہ کہیں ہمسایہ کا لڑکا دیکھ کر تنگ نہ ہو۔ (کشف الغمہ ۲۱۵)

یعنی وہ لڑکا اپنے غریب اور نادار مفلس والدین کو اس پھل کے خریدنے پر مجبور نہ کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی گوشت خریدے تو ہانڈی پکاتے وقت پانی زیادہ ڈال کر شوربا زیادہ بنائے اور اس میں سے کچھ چمچ اپنے ہمسائے کے گھر بھیج دے۔ (کشف الغمہ ص ۲۱۵)

وہ عورت جنت میں جائے گی

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت بہت نمازیں پڑھتی ہے اور کثرت سے روزے رکھتی ہے اور صدقہ وخیرات کرتی ہے مگر اپنی زبان سے ہمسائے کو تکلیف دیتی ہے سرکار نے فرمایا:

هِیَ فِی النَّارِ   وہ دوزخ میں جائے گی۔

اس شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت روزے کم

رکھتی ہے (نفل روزے) اور نفل نماز میں بھی کم پڑھتی ہے اور خیرات بھی تھوڑی کرتی ہے۔ مگر اپنی زبان سے ہمسائے کو تکلیف نہیں دیتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هِيَ فِي الْجَنَّةِ وہ جنت میں جائے گی۔

(مشکوۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق ص ۴۲۴)

یعنی یہ کام دوزخیوں والا ہے تیز زبان عورت اگر توبہ نہ کرے گی تو پہلے دوزخ میں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ زبان کی بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

ہمسائے کے گھر میں چوری کرنے کا گناہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مرد کا دس گھروں کا چوری کرنا زیادہ آسان ہے اپنے ہمسائے کے ایک گھر میں چوری کرنے سے یعنی غیر ہمسایہ کے دس گھروں سے چوری کرنا اتنا گناہ نہیں کہ جتنا اپنے ہمسائے کے ایک گھر سے چوری کرنے کا گناہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرد کا دس عورتوں سے زنا کرنا زیادہ آسان ہے اپنے ہمسائے کی ایک عورت سے زنا کرنے سے یعنی غیر ہمسایہ کی دس عورتوں سے زنا کرنے کا اتنا گناہ نہیں ہے کہ جتنا گناہ اپنے ہمسایہ کی ایک عورت سے زنا کرنے کا ہے۔ (ادب المفرد امام بخاری باب حق الجوار)

دوستو گناہ گناہ ہی ہے جہاں بھی کیا جائے لیکن اگر وہ گناہ اس جگہ کیا جائے جہاں لازمی نیکی ہونے چاہیے تھی تو ظاہر ہے کہ اس گناہ کا درجہ عام گناہوں سے زیادہ ہے انسان چوری ہر جگہ کر سکتا ہے مگر پڑوسی کے مکان میں چوری کرنا بہت برا ہے۔ انسان سے بدکاری ہر جگہ ممکن ہے مگر پڑوسی کے گھر یہ اخلاقی خیانت بہت ہی شرمناک ہے۔ بہت بڑا گناہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جس کو یہ پسند ہو کہ خدا اور اس کا رسول اس کو پیار کریں یا جس کو خدا اور اس کے رسول کی محبت کا دعویٰ ہو۔ تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی پڑوسی کا حق ادا کرے۔ (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے پہلے وہ دو مدعی اور مدعا علیہ پیش ہوں گے۔ جو پڑوسی ہوں گے۔

(احمد بن حنبل)

نیکی اور برائی کا پتہ کیسے چلے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیسے جانوں کہ میں نے نیکی کی یا برائی کی؟ تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو اپنے ہمسائے کی زبان سے یہ سنے کہ تو نے اچھا کیا تو سمجھ لینا کہ تو نے نیکی کی اور جب تو ان سے سنے کہ تو نے برا کیا تو واقعی تو نے برا کیا۔

(مشکوٰۃ ص ۴۲۳)

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث پر عمل کر کے ہم معاشرے کو بہتر بنا سکتے ہیں اور زندگی امن سے گزار سکتے ہیں انسان کے خوش اخلاق اور بد اخلاق ہونے کا سب سے بڑا معیار یہ ہے کہ اس کو وہ اچھا کہے جو اس کے سب سے زیادہ قریب ہو۔

اپنے ہمسائے کے ساتھ احسان کرو

ایک مرتبہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے اور صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم وضو سے گرتے ہوئے پانی کو اٹھا کر اپنے چہروں پر اور اپنے سینوں پر مل

رہے تھے تاکہ برکت حاصل ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا یہ عمل دیکھ کر ارشاد فرمایا: کس چیز نے تمہیں اس عمل پر ابھارا اور برانگیختہ کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے خدا اور رسول سے محبت کرتا ہے تو اس کی باتوں کی تصدیق کرے اور اس کی امانت کو ادا کرے اور اپنے ہمسائے کے ساتھ احسان کرے۔ (مشکوۃ ص ۴۲۴)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا اپنے یہودی پڑوسی سے حسن سلوک

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہمسایہ ایک یہودی تھا اس کے بیت الخلاء کی دیوار میں سوراخ ہو گیا جس کی وجہ سے نجاست اور غلاظت حضرت امام حسن کے گھر میں گرتی۔ یہودی کو اس کا علم نہ تھا کچھ دن گزرے کہ ایک دن اس یہودی کی عورت حضرت امام حسن کے گھر آئی کسی کام سے اور دیکھا کہ آپ کے گھر میں گندگی کا ڈھیر لگا ہوا ہے اس نے جا کر اپنے شوہر کو خبر دی یہودی اس بات کی معذرت کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت امام حسن نے فرمایا: کوئی بات نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ ہم اپنے ہمسایہ کا احترام کریں اور اس سے حسن سلوک کریں۔ یہودی آپ کے حسن خلق کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

حضرت بایزید بسطامی اور یہودی پڑوسی

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا پڑوسی ایک یہودی تھا۔ وہ کہیں سفر پر چلا گیا۔ غربت کی وجہ سے اس کی بیوی رات کو گھر میں چراغ تک روشن نہیں کر سکتی تھی۔ گھر میں تاریکی اور اندھیرے کی وجہ سے اس کا بچہ ساری رات روتا رہتا تھا۔ سوتا نہیں تھا ساری رات بے چین رہتا بچہ کی وجہ سے ماں بھی بے چین رہتی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو جب پتہ چلا کہ پڑوسی کا بچہ گھر میں اندھیرے

کی وجہ سے رات بھر سوتا نہیں اور روتا رہتا ہے' تو اپنا چراغ ہر رات پڑوسی کے گھر رکھ آتے۔ بچہ روشنی کی وجہ سے ساری رات آرام سے سوتا۔ جب یہودی سفر سے واپس گھر آیا۔ تو بیوی نے سارا واقعہ سنایا۔ جس کو سن کر اس نے کہا: کس قدر افسوس ہے کہ اتنا عظیم بزرگ ہمارا پڑوسی ہو اور ہم گمراہی میں زندگی! ۔ میاں بیوی دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی جس نے ہمارے گھر کو روشن کیا ہے کلمہ پڑھا کر ہمارے دلوں کو بھی روشن کر دیں۔ دونوں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

یہ ہمارے بزرگ تھے جن کے اخلاق کو دیکھ کر کافر مسلمان ہو جاتے تھے۔
ایک ہم ہیں کہ ہماری بداخلاقی کو دیکھ کر مسلمان بھی اسلام کا دامن چھوڑ جاتے ہیں۔
(تذکرۃ الاولیا صفحہ ۹۴)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



حج بیت اللہ شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ .

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْهِ اٰیٰتٌ ۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (پ۴ سورۃ آل عمران)

تمام حضرات درود شریف پڑھیں!

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! یہ ذوالحج کا مہینہ ہے اس لئے آج حج کا بیان ہوگا قرآن حکیم کی جو آیہ کریمہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کا مقرر ہوا وہ مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا رہنما (پ۴ ع۱ سورۃ آل عمران)

پہلے سب جگہ پانی ہی پانی تھا اور عرش الٰہی اسی پانی پر تھا قرآن پاک میں آتا ہے:

وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ جس پانی پر اللہ تعالیٰ کا عرش تھا وہاں پر جھاگ پیدا ہوئی۔ پھر اس جھاگ کو ہر طرف بچھایا گیا وہی جھاگ زمین بن گئی جہاں سب سے پہلے جھاگ پیدا ہوئی تھی اسی جگہ بیت اللہ شریف بنایا گیا بیت اللہ شریف تمام زمین کے درمیان میں ہے اگر بیت اللہ شریف سے چاروں طرف خط کھینچے جائیں تو سب برابر ہوں۔ (معارج النبوت رکن اول ص ۳۶۳)

بیت اللہ سب سے پہلا گھر

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا اپنی عبادت کے لئے ان میں فرشتے پیدا فرمائے۔ تو آسمانوں میں فرشتوں کی عبادت کے لئے بیت المعمو بنایا آسمان والے فرشتے اس کا طواف کرتے تھے اور اس میں عبادت کرتے تھے یہ دیکھ کر زمین کے رہنے والے فرشتوں کو بھی شوق ہوا انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے اللہ ہمارے لئے بھی زمین پر ایک ایسا گھر ہو جس کا ہم طواف کریں اور تیری رضا حاصل کریں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور حکم دیا زمین پر بیت المعمور کے عین مقابل ایک گھر تیار کریں فرشتوں نے زمین پر سفید اور چمدار موتیوں سے ایک گھر تیار کیا جبکہ روئے زمین پر کوئی گھر ابھی نہیں بنا تھا بلکہ ابھی زمین پر انسان کا وجود بھی نہیں تھا حضرت آدم علیہ السلام اس بیت اللہ شریف کے دو سو سال بعد دنیا میں تشریف لائے۔ (تفسیر صاوی ۱۵۰)

حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کو تعمیر کیا

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے جب زمین پر تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے

آپ کو حکم دیا بیت اللہ کو از سرنو بناؤ اور فرشتوں کو حکم دیا اس تعمیر میں حضرت آدم علیہ السلام کی امداد کرو۔ فرشتوں نے بڑے بڑے پتھر جمع کئے۔ کہ پتھر کو تیس آدمی بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خانہ کعبہ تیار کیا گیا۔

کعبہ شریف اور طوفان نوح

حضرت آدم علیہ السلام کا بنایا ہوا خانہ کعبہ طوفان نوح تک باقی رہا جب طوفان نوح آیا تو کعبہ کی عمارت کو آسمان پر اٹھایا گیا طوفان نوح کے بعد کعبہ شریف ایک سرخ ٹیلا سا رہ گیا۔ لیکن لوگ آتے اور اس کا طواف کرتے دعائیں مانگتے برکت حاصل کرتے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بیت اللہ کو تعمیر کیا

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی تعمیر کرو۔ طوفان نوح کی وجہ سے تمام بنیادیں ختم ہو گئیں تھیں۔ حضرت جبرائیل آئے اور انہوں نے جگہ کا تعین کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا یہ جگہ ہے جہاں پہلے بیت اللہ شریف تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ بادل بھیجا گیا کہ جہاں تک اس کا سایہ ہوگا وہاں تک بیت اللہ شریف کی حد ہوگی۔

(مدارج النبوت ص ۳۶۴)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک بتا دیا۔ (پ ۱۷، ع ۱۱ سورۃ الحج)

جب بیت اللہ کی بنیادیں ظاہر کر دی گئیں اور مقام بھی متعین ہو گیا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے ساتھ لیا اور کعبہ کی تعمیر شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ
یعنی محبوب وہ وقت یاد کرو جبکہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پتھروں سے خانہ کعبہ کی دیوار بنا رہے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لا کر دے رہے تھے جب کعبہ شریف کی تعمیر مکمل ہوگئی تو کعبہ کی دیواروں کے سائے میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝
اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی سنتا جانتا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝
اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا۔ اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بیشک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (اور آخر میں یہ دعا کی)

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝
اے رب ہمارے بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے اور انہیں پختہ علم سکھائے تیری کتاب کا اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بے شک تو ہی غالب حکمت والا۔

یعنی بیت اللہ کو میں نے بنا دیا ہے اب اگر آباد کرانا چاہتا ہے تو حبیب

اللہ کو بھیج دے حضور تشریف لائے تو قیامت تک کے لئے کعبہ شریف آباد ہو گیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے حج کا اعلان کیا

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کعبہ شریف کی تعمیر سے اور دعا مانگنے سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ سب جہان والوں کو اللہ تعالیٰ کے گھر میں آنے کی دعوت دیں۔ اس عالمگیر دعوت اور پکار کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۝ (سورہ حج آیت ۲۲)

اور (اے ابراہیم علیہ السلام) لوگوں میں حج کا اعلان کر دو لوگ تمہارے پاس پیدل اور دبلے پتلے جانوروں پر دور دراز سے چلے آئیں گے۔

حدیث شریف میں بھی حضرت ابراہیم کی دعوت کے بارے بیان ہوا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوقبیس نامی پہاڑ پر چڑھ گئے جو کہ کعبہ کے سامنے ہے۔ اور تمام عالم کے رہنے والوں کو بیت اللہ میں حاضر ہونے کے لئے ندا دی

"یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ وَحُجُّوْا بَیْتَہٗ"

اے اللہ کے بندو! اس کے بلانے والے کو جواب دو۔ اور اس کے گھر کا حج کرو۔

یہ آواز تمام عالم میں گونجی جو جاگ رہا تھا اس نے بھی سنی جو سو رہا تھا اس نے بھی سنی جو عالم ارواح میں تھا اس نے بھی سنی جس نے ایک دفعہ لبیک کہی اسے ایک دفعہ حج کرنا نصیب ہوا جس نے دو دفعہ لبیک کہی۔ اسے دو دفعہ حج کرنا نصیب ہوا

جس نے تین بار لبیک کہا اسے تین بار حج کی سعادت نصیب ہوئی جو اس وقت خاموش رہا۔ وہ حج کی سعادت سے محروم رہا۔ (معارج النبوت)

خانہ کعبہ کا ادب

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو اپنے گھر کے آداب کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی۔

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۝

(سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵)

"میرے گھر کو طواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھیں۔"

اس آیت مقدسہ میں اللہ نے انسانوں کو بیت اللہ کی حاضری کے آداب بتائے ہیں کہ اسے ہر قسم کی نجاست اور آلائش سے پاک وصاف رکھا جائے خدا تعالیٰ کا یہ گھر شرق تا غرب رہنے والے انسانوں کی عبادت 'طواف' اور قیام سجود کے لئے ہمہ وقت وقف ہے اور روز و شب کی کوئی گھڑی ایسی نہیں جب پرستاران توحید اس میں محوِ عبادت نہ ہوں۔

کعبہ کو بتوں سے پاک کیا

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو اس وقت کعبے میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے کافران کی پوجا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں تشریف لے گئے۔ تو اس کو بتوں سے پاک صاف کرنا شروع کیا۔ آپ کے دست اقدس میں ایک چھڑی تھی اس سے بت کو توڑتے اور ساتھ پڑھتے جاتے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ط

ایک روایت میں ہے کچھ بت اونچی جگہ رہ گئے۔ جہاں دست اقدس نہیں پہنچ سکتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ میرے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو توڑ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی تو بار نبوت نہیں اٹھا سکتا۔ تم میرے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو توڑ دو۔ حکم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ سرکار مدینہ کے کندھوں پر چڑھے اور بت توڑ دیئے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے کندھوں پر سوار تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا علی بتا اب کیا حال ہے حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میری آنکھوں سے تمام پردے ہٹ گئے ہیں میرا سر ساق عرش تک پہنچ گیا ہے۔ اگر میں اپنا ہاتھ دراز کرتا تو وہ عرش تک پہنچ جاتا۔ حضرت علی بتوں کو توڑنے کے بعد نیچے زمین پر آگئے تو تبسم فرمایا۔ سرکار مدینہ نے حضرت علی سے تبسم کی وجہ پوچھی تو عرض کی: یا رسول اللہ میں اتنے بلند مقام سے چھلانگ لگا کر زمین پر آیا ہوں مجھے کوئی چوٹ وغیرہ نہیں لگی اس لئے مسکرا رہا ہوں حضور نے فرمایا: علی جسے اٹھانے والے محمد ہوں اتارنے والے جبرائیل ہوں۔ اسے بھلا چوٹ کیسے لگ سکتی ہے۔

(مدارج النبوت ج دوم ص ۳۸۵)

بتوں کو توڑنے کی حکمت

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بت توڑنے کا حکم کیوں دیا علماء نے اس کی وجہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط

یعنی تم اور تمہارے معبود بت سب دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

اس سے پتہ چلا کہ بت دوزخ میں جائیں گے۔ اور اس کا ایندھن بنیں گے۔

اگر بتوں کو توڑتے ہوئے سرکار مدینہ کا دست اقدس بتوں کو لگ جاتا تو بت بھی دوزخ میں نہ جلتے۔

کیونکہ جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگ جائے اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی۔ اس لئے آپ نے حضرت علی المرتضیٰ کو ارشاد فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور میں روٹیاں لگانا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری اور چہیتی بیٹی حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ اس وقت حضرت فاطمہ تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں۔ حضور نے دیکھا کہ خاتون جنت کو گرمی لگ رہی ہے کپڑے پسینے سے شرابور ہیں ادھر سے سورج کی گرمی ادھر تنور کی آگ خاتون جنت کی گرمی کو دور کرنے کے لئے شفقت فرماتے ہوئے خود اپنے دست رحمت سے تنور میں چند روٹیاں لگائیں۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت فاطمہ نے دیکھا کہ حضور کی لگائی ہوئی روٹیاں کچی ہیں تنور کی آگ کی تپش ان پر کوئی اثر نہیں کر رہی لیکن خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ عنہا نے جو روٹیاں لگائیں تھیں وہ سب پک چکی ہیں۔ یہ بات حضور کی خدمت اقدس میں عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ روٹیاں نہیں پک سکتیں کیونکہ انہیں میرا ہاتھ لگ گیا ہے یہ تو دنیا کی آگ ہے اگر دوزخ کی بھی آگ ہو تو وہ بھی ان پر اثر نہیں کرے گی۔ (مدارج النبوت ج دوم ۳۸۵)

کلید کعبہ

عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہجرت مکہ سے پہلے ایک روز سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی حضور نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔

میں نے کہا: یا محمد آپ کیسی عجیب وغریب باتیں کر رہے ہیں؟ آپ مجھ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ میں آپ کا غلام بن جاؤں۔ حالانکہ آپ نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا دین بنالیا ہے عثمان بن طلحہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور تشریف لائے تاکہ لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں۔ میں نے آپ کے ساتھ بد خلقی کا مظاہرہ کیا اور نہایت ناشائستہ انداز میں گفتگو کی۔ لیکن حضور نے کسی قسم کی برہمی کا اظہار نہ کیا بلکہ بڑے حلم اور بردباری سے میری بدکلامی اور بد اخلاقی کو برداشت کیا۔ البتہ بڑی نرمی سے مجھے فرمایا:

يَا عُثْمَانُ لَعَلَّكَ سَتَرٰى هٰذَا الْمِفْتَاحَ يَوْمًا بِيَدِىْ اَضَعُهٗ حَيْثُ شِئْتُ ۔

اے عثمان یاد رکھ ایک دن آنے والا ہے جب تو دیکھے گا کہ یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا عطا کروں گا۔ یہ سنکر میرا برا حال ہو گیا میں نے کہا کیا اس روز قریش کی عزت خاک میں مل گئی ہوگی حضور نے فرمایا: اے عثمان جس دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اس دن قریش ذلیل وخوار نہیں ہونگے بلکہ ان کی عزت وشوکت کا آفتاب نصف النہار پر چمک رہا ہوگا۔ قریش کی شان بلند ہوگی عثمان کہتے ہیں سرکار کا یہ فرمان میرے قلب پر نقش ہو گیا مجھے یقین ہو گیا ایسا ہو کر رہے گا۔ آپ کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ ہو کر رہتی ہے۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کر رہی
دن کو جو رات کہا تو شب ہو کر رہی

جس روز مکہ فتح ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا عثمان چابی لاؤ۔ میری کیا مجال تھی کہ میں انکار کرتا فوراً گھر سے چابی لے آیا اور حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عثمان تمہیں وہ دن یاد ہے۔ جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ ایک دن یہ چابی میرے ہاتھ میں ہو گی اور میں جس کو چاہوں گا عطا کر دوں گا۔ میں نے عرض کی بیشک آپ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چابی مجھے عطا فرمائی ساتھ ہی فرمایا:

خُذُوْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزَعُهَا مِنْكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ ۔

یعنی یہ چابی لے لو اور میں یہ تمہیں ہمیشہ کے لئے دے رہا ہوں اور جو تم سے یہ چابی چھینے گا وہ ظالم ہو گا۔ (مدارج النبوت ج دوم)

بیت اللہ شریف کی فضیلت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے مُبَارَكًا ۔ یعنی بیت اللہ برکت والا ہے چونکہ ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے اس لئے مبارک کہا۔ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ سارے جہانوں کا رہنما ہے۔ یہ انسانوں کو جنت کی ہدایت دیتا ہے اس لئے هُدًى فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ بیت اللہ میں کھلی اور واضح نشانیاں ہیں جو کہ اسلام کی حقانیت پر واضح دلیل ہیں۔ ایک مقام ابراہیم ہے یہ ایک پتھر ہے۔ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی دیواریں اونچی کی تھیں۔ جس قدر دیوار اونچی ہوتی جاتی تھی۔ یہ پتھر بھی اونچا ہوتا جاتا تھا اور شام کو اترتے وقت نیچا ہو جاتا تھا۔ یہ پتھر آپ کے قدم کی جگہ ریت یا گارے کی طرح اس طرح نرم ہو گیا تھا کہ اس میں نشان قدم واقع ہو گئے۔ جو اب تک اس میں موجود ہیں۔ باقی آس پاس کا حصہ سخت ہی رہا کعبہ شریف کی تعمیر کے بعد اسی پتھر پر کھڑے ہو کر جبل بو

قبیس پر آپ نے آواز دی کہ اللہ کے بندو اس گھر کی طرف آ جاؤ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَنَادِ فِی النَّاسِ لِلْحَجِّ ۔ اسی پتھر پر قدم رکھ کر آپ نے بہو یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی سے اپنا سر مبارک دھلوایا تھا۔ یہ پتھر ہزار ہا سال گزرنے کے باوجود اب تک ویسے ہی محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ فرمایا: مقام ابراہیم پر نماز پڑھو۔ جو حرم شریف داخل ہو گیا وہ امن میں ہے اللہ کے عذاب سے پرندے کعبہ شریف کے اوپر سے نہیں گزرتے احترام کی وجہ سے جو بالمقابل آتے ہیں ادھر ادھر ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی پرندہ بیمار ہو جاتا ہے' تو اپنا علاج اس طرح کرتا ہے کہ وہ ہوائے کعبہ سے گزرتا ہے' تو اسے شفا مل جاتی ہے۔ تمام مسلمانوں کے دل کعبہ کی طرف کھچے ہوئے ہیں کعبہ شریف کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں جو بھی کعبہ شریف کی بے حرمتی کرتا ہے تباہ وہ برباد ہو جاتا ہے۔

حج کیا ہے (فضیلت کے بعد لکھنا ہے)

حج نام ہے سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی چند اداؤں کا اور عشق ومحبت کا شعائر اللہ کی تعظیم کا (اللہ کی نشانیاں) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فرمانبرداری کا اور وفاداری کا حضرت ہاجرہ کے صبر کا تکلیفیں جھیلنے کا اور دعاؤں کا خدا کے محبوبوں کی اداؤں کا حج میں آنکھیں برسات کا منظر پیش کرنے لگتی ہیں آنسوؤں کی جھڑی سے جذبہ عشق ومستی کی تسکین محسوس ہوتی ہے خانہ خدا میں قدم رکھتے ہی بندہ پتھروں سے بنی ہوئی عمارت کے گرد دوڑنا شروع کر دیتا رونا گڑگڑانا شروع کر دیتا ہے۔ دعائیں مانگنا شروع کر دیتا ہے آج پکا یقین ہے۔ پاک پروردگار کوئی دعاء رد نہیں فرمائے گا اپنے محبوب اور مقبول بندوں کے صدقے ہر دعا قبول فرمائے گا۔

زمزم شریف

زمزم شریف ہے یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں سے جاری ہوا ہزاروں گیلن پانی نکلتا ہے حاجی پیتے بھی ہیں ساتھ بھی لے جاتے ہیں اب مدینہ شریف بھی پہنچا دیا گیا۔ لیکن کبھی پانی میں کمی نہیں آئی منیٰ ہے عرفات ہے۔ مزدلفہ ہے یہ صفا اور مروہ ہے جن کے متعلق قرآن پاک میں آتا ہے:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ ۔

بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

حج کرنا فرض ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۹۷)

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو۔ تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے بیت اللہ کے فضائل اور مناقب بیان فرمائے اس کے بعد حج بیت اللہ کی فرضیت بیان فرمائی اس آیت مقدسہ میں لوگوں پر حج کا فرض ہونا بیان فرمایا ہے' لیکن حج ہر ایک پر فرض نہیں بلکہ اس پر فرض ہے جو راستے کی طاقت رکھتا ہے۔ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ط حج کی شرائط۔

مسلمان ہو۔ آزاد ہو۔ مکلف ہو۔ صحیح البدن ہو۔ بینائی ٹھیک ہو اس کے پاس حج کے لئے جانے سفر حج تک کے قیام حج سے واپس آنے اور اس دوران جن کے خرچ کا وہ ذمہ دار ہے ان سب کا خرچ ہو اس کے پاس سواری ہو یا سواری کا خرچ

ہو اور راستہ امن والا ہو اور اگر عورت حج کرنے والی ہے' تو اس کے ساتھ اس کا خاوند ہو یا عاقل بالغ محرم ہو۔

حج کی فضلیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو ایک شخص نے عرض کی کیا ہر سال یا رسول اللہ! حضور نے سکوت فرمایا: انہوں نے یہ کلمہ تین بار کہا۔ ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا پھر فرمایا جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروتم مجھ سے سوال نہ کرو اگلے لوگ کثرت سوال اور پھر انبیاء کی مخالفت سے ہلاک ہو گئے۔ لہٰذا میں کسی بات کا حکم دوں جہاں تک ہو سکے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کر دوں اسے چھوڑ دو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج میرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور فحش کلام اور گناہ نہیں کیا جب واپس لوٹے گا تو اس دن کی طرح ہوگا جس میں اس کی ماں نے اسے جنا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو حاجی سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اسے کہہ کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تیرے لئے استغفار کرے۔ کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک ان کے درمیان کے گناہ مٹا دیتا ہے اور حج مقبول کی جزا فقط جنت ہی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۱)

ان احادیث کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اگر حج اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے منظور ہو جائے تو حاجی کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور حاجی ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور جنت ہی اس کی جزا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے اس دن کے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو حج کے لئے نکلا اور مر گیا تو قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا اس کے لئے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔
(مشکوٰۃ کتاب المناسک)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کرنے والے اللہ کی جماعت ہیں اگر یہ خدا سے دعا کریں۔ ان کی قبول کرے اور اگر اس سے مغفرت مانگیں تو انہیں بخش دے۔ (مشکوٰۃ کتاب المناسک)

حج نہ کرنا سخت گناہ ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ○

اور جو حج کا انکار کرے تو اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

یعنی حج نہ کرنے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ حج کی فرضیت کا انکار کفر ہے۔ اگر حج کا انکار نہیں کرتا مگر استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو فاسق ہے۔ اس کی شہادت غیر مقبول ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو حاجت ظاہری یا ظالم بادشاہ یا خطرناک مرض حج سے نہ روکے وہ مرجائے اور حج نہ کیا ہو پس وہ یہودی ہو کر مرے یا چاہے نصرانی ہو کر مرے۔ (مشکوۃ ص ۲۲۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو زادِ راہ اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے اور حج نہ کرے تو اس پر اس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔ (مشکوۃ ص ۲۲۲)

انبیاء کرام علیہم السلام اب بھی حج کرتے ہیں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے۔ جب ہم وادی ازرق میں پہنچے (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو اس وادی میں تلبیہ پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں۔ جب ہم ایک گھاٹی میں پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون سی گھاٹی ہے؟ ہم نے عرض کیا: یہ گھاٹی ہرشی ہے۔ تو سرکار مدینہ نے فرمایا: حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہوئے بیت اللہ شریف کی طرف جا رہے ہیں۔ (مشکوۃ ص ۵۰۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی

عسفان سے گزرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس وادی سے حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام اونٹنیوں پر چڑھے ہوئے بیت اللہ کا حج کرنے کے لئے تشریف لے جارہے ہیں (کشف الغمہ ج اول ص ۳۱۶)

معلوم ہوا جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں وہ دوسرے نہیں دیکھ سکتے اور انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور اب بھی حج کرتے ہیں۔

دُوسرے کی طرف سے نفلی حج کرنے میں دونوں کوثواب ملتا ہے

اگر کوئی شخص نفلی حج کرے اور اس کا ثواب اپنے والد یا والدہ کو یا کسی دوسرے کو بخش دے تو اس کو اس حج کا اجر وثواب ملتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں کیا ان کو پہنچتا ہے۔ فرمایا ہاں بے شک ان کو پہنچتا ہے۔ اور بیشک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ جیسے تمہارے پاس طبق میں کوئی شی ہدیہ کی جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔ (بہار شریعت حصہ ششم)

حج بدل کرنا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک عورت قبیلہ خثعم نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے بوڑھے باپ پر حج فرض ہو چکا ہے جو سواری پر ٹھہر نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ فرمایا ہاں کر سکتی ہو اور یہ واقعہ حجۃ الوداع میں ہوا۔ (مشکوۃ ص ۲۲۱)

اگر کوئی استطاعت کے باوجود حج نہ کرے

اب وہ شخص ایسا بوڑھا ہو گیا کہ حج نہیں کر سکتا یا فوت ہو گیا ہے تو اس کی اولاد

یا کوئی رشتہ دار اس کی طرف سے حج بدل کرے تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ اور اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس حدیث شریف سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے۔

ارکان حج حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ کی یادیں ہیں

اگر ہم حج کا جائزہ لیں تو ہم پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ارکان حج کا تعلق حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ اور حضرت ہاجرہ کی ذات سے ہے۔

مثلاً رمی ہے یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا یہ اس واقعہ کی یادگار ہے جب باپ بیٹا دونوں قربانی کے لئے جا رہے تھے۔ راستے میں شیطان نے آکر بہکانے کی کوشش کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریاں ماریں۔ تاکہ شیطان کو پتہ چل جائے ہمارے ارادے کو متزلزل نہیں کر سکتا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا پسندیدہ ٹھہرا قیامت تک حاجیوں کے لئے لازم کر دیا گیا۔ اس طرح لباس ہے کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام سادہ چادریں زیب تن کئے ہوئے تھے یہ لباس جو بہت سادہ تھا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ حاجیوں کیلئے قیامت تک لازم کر دیا گیا کہ وہ ان سلی دو چادریں پہنیں۔ جنہیں احرام کا نام دیا گیا ہے احرام باندھ کر تمام حاجی ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ

وہ مقام جہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے قدم مبارک لگے تھے اسے جائے نماز بنانے کا حکم ہوا:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى۔

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

جب تک دو رکعت نفل نہ پڑھے جائیں طواف مکمل نہیں ہوتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کی جگہ پر روئے زمین کے مسلمانوں کو سر بسجود ہونے کا حکم دیا۔

صفا و مروہ کی سعی

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (سورۃ البقرہ)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

دنیا میں بڑے بڑے پہاڑ ہیں صفا اور مروہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں انہیں شعائر اللہ کہا گیا (اللہ کی نشانیاں) اس میں کیا راز ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور دودھ پیتے بچے جناب اسمٰعیل کو یہاں جنگل میں چھوڑ کر چلے گئے تھے جب حضرت اسمٰعیل کو پیاس لگی تو ماں کی مامتا بے قرار ہو گئی۔ حضرت ہاجرہ حضرت اسمٰعیل کو زمین پر لٹا کر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے لگیں کہ شاید کہیں پانی مل جائے دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی بندی کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کو حاجی کے لئے لازم قرار دے دیا۔

آب زم زم

حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے پیاس کی شدت سے زمین پر اپنی ایڑیاں رگڑنا شروع کر دیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانی کا چشمہ جاری کر دیا جو آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا لوگ اس سے سیراب ہوتے رہیں گے یہ چشمہ زم زم کے نام سے مشہور ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باقی پانی بیٹھ کر پیو

لیکن آب زم زم باوضو کھڑے ہو کر پیو۔ جو دعا مانگو گے قبول ہو گی حضرت اسمٰعیل کی ایڑیوں سے نسبت ہونے کی وجہ سے آب زم زم کو دنیا کے تمام پانیوں پر فضیلت حاصل ہو گئی۔

حجرِ اسود

حجر اسود ایک پتھر ہے عام پتھروں کی طرح لیکن چونکہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے کعبہ کے اندر نصب فرمایا ہے اور مقدس لبوں سے چوما ہے اس لئے حجر اسود کو دنیا کے تمام پتھروں پر فضیلت حاصل ہو گئی۔

قربانی کے جانور

اللہ تعالیٰ کے نام پر ہر جگہ جانور ذبح کئے جاتے ہیں لیکن مقام منیٰ میں جو قربانی کی جاتی ہے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ سے نسبت ہونے کی وجہ سے جانوروں کی حیثیت منفرد ہو گئی۔ شعائر اللہ کا درجہ دیا گیا۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ۔

ہم نے ان جانوروں کو تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کیا۔ (الحج پ ۱۷)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



مدینہ شریف کی حاضری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ○

(پ۱۴ ع ۱۲ سورۃ النحل آیت ۴۱)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو!

قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا اس کا ترجمہ یہ ہے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔ اور بے شک آخرت کا ثواب بہت

بڑا ہے کسی طرح لوگ جانتے۔ میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو آج مختصر وقت میں مدینہ شریف کا ذکر ہوگا دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامعین حضرات مدینہ شریف تمام شہروں سے زیادہ محبوب شہر ہے کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہے اور حضور کو وہ بہت محبوب ہے۔ پیارا ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ تو نے مجھے اس شہر کو چھوڑنے کا حکم دیا جو مجھے محبوب تھا اب مجھے ایسی جگہ سکونت عطا فرما جو تجھے زیادہ محبوب ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا مسکن مدینہ شریف بنایا۔ (جذب القلوب ص ۲۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ پیارا ہے

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کے لئے دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ۔

الٰہی! میرے لئے مدینہ محبوب بنادے جیسا کہ ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ مکہ سے زیادہ محبوب بنا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۳۹ باب حرم المدینہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ''اِلَیْنَا'' ہم سب کے لئے مدینہ محبوب بنادے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا ہر مسلمان کے دل میں مدینہ کی محبت پیدا فرمادی ہر مسلمان مدینہ کی زیارت کے لئے بے قرار رہتا ہے مکہ میں حج سے فارغ ہونے کے بعد فوراً مدینہ آجاتا ہے اور اپنے آقا کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے بلکہ بار بار حاضری دیتا ہے۔ بندہ ناچیز حقیر پر تقصیر 209ء میں حج کے لئے گیا تو حج سے پہلے ہی مدینہ کی حاضری کا موقع ملا۔

مسجد نبوی شریف میں تہجد کے وقت پہنچ جاتا تھا تہجد کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو مزہ اور سرور مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھنے کا اور دعا مانگنے کا آیا ہے ساری زندگی کہیں نہیں آیا یہی حال خانہ کعبہ شریف میں ہوتا تھا کہ آنسو تھمے رکنے کا نام نہیں لیتے تھے خانہ کعبہ میں حطیم کعبہ میں نماز تہجد کا موقع مل جاتا تھا۔ مسجد نبوی شریف میں فجر کی نماز کے بعد مواجہہ شریف میں حضور کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام عرض تا دوسری مرتبہ پھر لائن میں لگ جاتا پھر صلوٰۃ وسلام عرض کرتا جتنا بھی موقع مل جاتا نماز سے فارغ ہونے کے بعد ریاض الجنۃ میں وقت گزارتا نوافل پڑھتا سلام کرنے والوں کی لائن میں لگ جاتا اور سرکار کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام عرض کرتا۔ بات طویل ہو جائے گی آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں میرے لئے دعا کر دیں اللہ کریم مجھ پر کرم کر دے اور مجھے دوبارہ حضور کی بار گاہ میں لے جائیں زہے عزو شرف۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

....

لے رضا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

حضرت امام مالک کا عشق مدینہ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو مدینے سے اتنی محبت تھی کہ مدینہ سے باہر نکلنا پسند نہ کرتے تھے۔ اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس شہر سے باہر جاؤں اور مجھے موت آجائے مدینے میں مرنے اور قبر کی سعادت سے محروم ہو جاؤں آپ نے

ساری عمر میں ایک ہی فرض حج ادا کیا۔ اور اپنی پوری عمر مدینے میں گزار دی آخر مدینہ میں موت آئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت امام مالک اتنا احترام کرتے تھے کہ قضائے حاجت کے لئے شہر سے باہر دور چلے جاتے جب مدینے میں چلتے تو گلی کے درمیان میں نہ چلتے کہ کہیں ایسا نہ ہو حضور کے قدم پر میرا قدم آجائے دیواروں کو ہاتھ لگا کر چومتے ہوئے جاتے۔ کہ کبھی حضور کا ہاتھ دیوار کو لگا ہوگا روتے ہوئے جاتے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

مدینہ میں مرنے والے کی شفاعت

اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّىْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا (مشکوٰۃ ۲۴۰ باب حرم المدینہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اس میں مرے بیشک میں مدینہ میں مرنے والوں کی شفارش کروں گا اسی لئے حضور کے غلام مدینے میں مرنے کو سعادت سمجھتے ہیں

مدینے میں مرنے کی دعا کرتے ہیں
مدینے میں مرنے کی تمنا رکھتے ہیں

سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

دعا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ رْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ ۔

اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما میری موت اپنے رسول کے شہر میں مقرر فرما۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت فاروق اعظم کی دعا قبول فرمائی آپ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدفون ہوئے۔ مدینہ منورہ اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب ہے

اللہ تعالیٰ کے رسول کو بھی محبوب ہے

حضرت فاروق اعظم کو بھی محبوب ہے

صدیق کو محبوب ہے

اسی لئے حضور کو اور تمام مسلمانوں کو محبوب ہے۔ اور بہت خوبصورت ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں جو دل کو موہ لیتی ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر پاسے رحمت وسدی اے   جتھ جتھ کے بہاراں کھلیاں نے
سارے جگ توں مدینہ سوہنا ایں   سوہنے دیاں سونیاں گلیاں نے

اہل مدینہ کا احترام ضروری ہے

اہل اسلام پر ضروری ہے مدینہ میں رہنے والوں کا احترام کریں۔ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دیں۔ اگر کسی نے اہل مدینہ کو تکلیف دی تو سرکار مدینہ ناراض ہو جائیں گے۔ دنیا اور آخرت برباد ہو جائے گی حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں مکر کرتا مدینے والے سے کوئی مگر گل جاتا

ہے جیسا کہ نمک پانی میں گل جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۴۰)

جس نے بھی مدینہ والوں پر ظلم کیا وہ برباد ہو گیا اس کا نام ونشان مٹ گیا۔ یزید نے مدینہ والوں پر ظلم کیا تو تباہ وبرباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ والوں کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مدینہ شریف میرا گھر ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَدِيْنَةُ مُهَاجِرَتِيْ فِيْهَا بَيْتِيْ وَفِيْهَا مَضْجَعِيْ وَفِيْهَا مَبْعَثِيْ وَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ زِيَارَتُهٗ ۔ (جذب القلوب ص ۳۲)

مدینہ میری ہجرت گاہ ہے۔ اس میں میرا گھر ہے اس میں میری خوابگاہ (قبر انور) ہے اور اس میں میرا مبعث ہے (یعنی قیامت کے دن اٹھنا) ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ اس کی زیارت کرے۔

حضرت حسن رضا فرماتے ہیں:

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ　　کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

مدینہ منورہ کے پہریدار فرشتے ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنْقَابَ الْمَدِيْنَةِ مَلٰٓئِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ

(مشکوٰۃ ص ۲۴۰)

مدینہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں یعنی ان کے پہرے ہیں۔ مدینہ میں نہ طاعون داخل ہوگا اور نہ ہی دجال دجال اور طاعون مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔

مدینہ شریف پاک ہے دجال ناپاک ہے فرشتوں کا پہرا ہے اس لئے داخل نہ ہو سکے گا طاعون بھی مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا کیونکہ اب مدینہ یثرب (بیماریوں کی جگہ) نہیں رہا بلکہ مدینہ طیبہ ہے اب اس کی مٹی میں بھی شفا ہے کیونکہ حضور کے قدم مبارک لگ چکے ہیں حضور تو شفا خانہ کائنات ہیں مدینہ شریف خوب صاف ستھرا ہے مدینہ میں کوئی وبائی بیماری داخل نہیں ہو سکتی اور نہ پیدا ہو سکتی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خوابوں کے بارے میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ایک عورت سیاہ رنگ والی پراگندہ بالوں والی (بکھرے ہوئے بالوں والی) دیکھی جو مدینہ منورہ سے نکلی اور مھیعہ میں (جگہ کا نام) داخل ہو گئی۔ میں نے اس کی تاویل (تعبیر) یہ کی کہ مدینہ کی وبائی بیماریاں مھیعہ کی طرف چلی گئی ہیں اور مھیعہ جُحفہ ہے (جو شرک کا گھر ہے)

(رواہ البخاری مشکوٰۃ ۲۳۹)

مدینہ کی برکتیں اور عظمتیں

مکہ معظمہ کے لئے سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دعائیں مانگیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے لئے دعائیں مانگیں۔ ''اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے شہر میں برکت فرما اور ہمارے صاع میں برکت فرما اور مد میں برکت فرما اے اللہ بے شک ابراہیم تیرا بندہ اور تیرا خلیل اور تیرا نبی ہے بے شک میں بھی تیرا بندہ ہوں اور نبی ہوں بیشک انہوں نے مکہ کے لئے تجھ سے دعائیں مانگیں۔ اور میں تجھ سے مدینہ پاک کے لئے دعا مانگتا ہوں اس قدر جتنا کہ ابراہیم نے مکہ شریف کے لئے مانگی ہے اور اس کی مثل اور بھی''۔

(مشکوٰۃ ص ۲۳۹)

غبارِ مدینہ

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"غُبَارُ الْمَدِیْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ" (جذب القلوب ص ۳۲)

مدینہ شریف کی خاک مبارکہ ہر قسم کے برص کے لئے شفاء ہے۔ حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

میری خاک یا رب نہ برباد جائے
پس مرگ کر دے غبارِ مدینہ

مدینہ شریف کی ہوائیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی ہواؤں کے متعلق فرمایا:

"هٰذِهٖ اَرْوَاحٌ طَيِّبَةٌ۔ یہ پاکیزہ ہوائیں ہیں۔ (جذب القلوب ص ۲۸)

مسجد نبوی شریف کی شان

مَنْ صَلّٰى فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوةً لَا تَفُوْتُهٗ صَلٰوةٌ كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ مَرَّاۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ

(راحت القلوب ب ص ۱۳۲)

"جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھے اس طرح پڑھے کہ اس کی درمیان میں کوئی نماز فوت نہ ہو تو اس کی جزا یہ ہے کہ دوزخ کی آگ عذاب آخرت اور علت نفاق سے بری ہو جاتا ہے"۔

سرکار مدینہ کے غلام حج سے فارغ ہو کر یا حج سے پہلے مدینے جاتے ہیں اسی طرح عمرہ کرنے والے مدینے جاتے ہیں اور مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازیں پڑھتے ہیں۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. (بخاری شریف)

میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (پ۵ ع۶ آیت ۶۴)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

دوستو قرآن کریم کی اس آیت میں

سیاہ کاروں

گنہگاروں

عاصیوں

کے لئے بخشش اور مغفرت کی بشارتیں ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اور بخشش کے خزانے ہیں۔

حضور کی امت کی بخشش کا انتظام ہے۔

محبوب اگر وہ اپنے جانوں پر ظلم کر بیٹھیں اور تیرے پاس آجائیں پھر اللہ

تعالیٰ سے معافی چاہیں اور

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلَ

پھر رسول اللہ بھی ان کے لئے بخشش کی دعا مانگیں۔

لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝

تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے محبوب اگر گناہ کرنے کے بعد تیری بارگاہ میں آجائیں تو ان کے لئے رحمت اور مغفرت کے دروازے کھل جائیں گے۔ محبوب کی بارگاہ میں آنے کا حکم دیا ہے گنہگارو آؤ میرے محبوب کی بارگاہ آجاؤ۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں:

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بنایا

حضرت محمد بن حرب ہلالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں سرکار مدینہ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور حاضری دینے کے بعد روضہ رسول کے سامنے بیٹھ گیا ایک اعرابی آیا اور اس نے حضور کی بارگاہ میں حاضری دی پھر سرکار کی بارگاہ میں نہایت عاجزی سے عرض کرنے لگا: اے خیر الرسل اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب آپ نازل فرمائی اور اس میں ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ الآیۃ[1]

یارسول اللہ میں گنہگار ہوں۔

سیاہ کار ہوں اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے آپ کو اپنا سفارشی بناتا ہوں اور پھر اس نے چند اشعار پڑھے۔ اور چلا گیا اتنے میں مجھے نیند آگئی۔ خواب میں

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگئی آپ نے مجھے حکم دیا اس مرد کو جا کر میری طرف سے بشارت سنا دو کہ خدائے غفار نے تیرے گناہوں کو میری شفاعت کی برکت سے بخش دیا ہے۔ (راحۃ القلوب ص ۲۲۶)

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں تاجدار مدینہ کو وصال فرمائے ہوئے صرف تین دن ہی گزرے تھے کہ ایک اعرابی قبر انور پر زیارت کے لئے حاضر ہوا اور قبر انور سے چمٹ گیا اور خاک سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ آپ نے جو خدا سے سنا ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے خدا سے لیا ہم نے آپ سے لیا اس میں یہ آیت بھی ہے:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الاٰیۃ"

میں نے بھی اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ میری سفارش فرمائیں اعرابی جذبہ شوق سے یہ کلمات عرض کرتا ہے اور ادھر قبر انور سے آواز آتی ہے جاؤ تمہاری بخشش ہوگئی۔ (راحت القلوب ص ۲۲۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے جب تک امتی اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہیں گے محبوب خدا کی بارگاہ میں جاتے رہیں گے۔ معافی ملتی رہے گی جب تک بیماری رہے گی علاج ہوتا رہے گا۔ جب تک ظلم ہوتے رہیں گے۔ گناہ ہوتے رہیں گے آیت مقدسہ کا حکم نافذ رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مدینہ شریف میں حاضر ہوں اور عرض کریں اللہ کے حبیب مجھ پر نظر کرم فرمائیں سیاہ کار گناہوں میں ڈوبا ہوا آیا ہے مجھ پر نظر کرم فرمائیں میری سفارش فرمائیں اس آیت پر صحابہ کرام نے بھی عمل کیا تابعین، تبع تابعین، اولیاء کرام غوثوں قطبوں نے بھی عمل کیا اب تک اس آیت پر عمل ہے اور قیامت تک عمل ہوتا رہے گا۔

آپ نے آتے ہی عرض کی:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔

حضور کے روضہ انور سے آواز آئی:

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا موقع نصیب ہو تو بڑے ادب سے حاضری دو اور یہ سمجھو کہ حضور روضہ اقدس میں زندہ ہیں۔ ہمیں آتے جاتے دیکھ رہے ہیں اور ہمارا درود وسلام سن رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کھانے حرام کر دیئے ہیں اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

قبر انور کی زیارت کے متعلق حضور کا فرمان

بڑا خوش نصیب ہے وہ حضور کا غلام جو مدینہ شریف میں حاضر ہو کر قبر انور کی زیارت کرے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرے سرکار مدینہ اپنی قبر انور کی زیارت کے متعلق فرماتے ہیں:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ ۔

جو میری قبر کی زیارت کریگا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ ۔

جو میری قبر کی زیارت کریگا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہے۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہم تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

خدا کی قسم خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بارگاہ میں حاضری کے لئے بلایا اور وہ روضہ اقدس پر حاضر ہو گئے اللہ کریم ہمیں بھی یہ سعادت بار بار نصیب فرمائے

کچھ بے ادب کہتے ہیں روضہ انور کی زیارت شرک ہے

یہ جو صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین، اولیاء کرام، بزرگان دین زیارت کرتے رہے ہیں یہ شرک کرتے رہے ہیں تمہاری عقل پر پردہ پڑ گیا ہے۔

حضور کے روضہ انور پر فرشتوں کی حاضری

اوہ دی ذات اتے ہر ویلے پھل چڑھ دے دروداں دے
چرچا میرے آقا دا پیا شام وسحر ہووے

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے روضہ انور پر حاضری دینے کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح آتے ہیں اور ستر ہزار شام کو آتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں کیا یہ معصوم فرشتے شرک کرتے ہیں۔ فرشتے خود نہیں آتے اللہ تعالیٰ ان کو بھیج رہا ہے ایک لائن لگی ہوئی جو فرشتہ ایک مرتبہ آ گیا ہے اسے قیامت تک دوبارہ پھر آنے کا موقع نہیں ملے گا۔ جب تک فرشتے حاضری دے نہیں لیں گے قیامت نہیں آئے گی۔ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ (راحت القلوب ص ۲۶۹)

حضرت امام اعظم کی حضور کے روضہ انور پر حاضری

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضور کے روضہ پر جب حاضر ہوئے تو

آپ نے آتے ہی عرض کی:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔

حضور کے روضہ انور سے آواز آئی:

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا موقع نصیب ہو تو بڑے ادب سے حاضری دو اور یہ سمجھو کہ حضور روضہ اقدس میں زندہ ہیں۔ ہمیں آتے جاتے دیکھ رہے ہیں اور ہمارا درود و سلام سن رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کھانے حرام کر دیئے ہیں اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

قبر انور کی زیارت کے متعلق حضور کا فرمان

بڑا خوش نصیب ہے وہ حضور کا غلام جو مدینہ شریف میں حاضر ہو کر قبر انور کی زیارت کرے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرے سرکار مدینہ اپنی قبر انور کی زیارت کے متعلق فرماتے ہیں:

مَنْ زَارَ قَبْرِىْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ ۔

جو میری قبر کی زیارت کریگا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرِىْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ ۔

جو میری قبر کی زیارت کریگا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہے۔

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ۔

جو حج کرے پس میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے تو اس نے گویا میری زیارت میری زندگی میں کی۔

جس نے میری زیارت نہ کی

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ ۔

جو شخص بیت اللہ کا حج کرے اور میری زیارت نہ کرے تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (راحت القلوب باب چودھواں ص ۲۰۲)

سرکار مدینہ ہر آنے والے غلام کو خوشخبری دے رہے ہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے جس نے میری ظاہری زندگی میں زیارت کی وہ صحابی بن گیا جو میری زیارت نہیں کر سکا اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں وہ میری قبر کی زیارت کرے جنت میں ساتھ لے کر جاؤں گا۔ میری شفاعت اس کے لئے واجب ہوگئی سرکار تو اپنے غلاموں کو بلاتے ہیں بعض لوگ حج کے بعد قبر انور پر حاضری نہیں دیتے کہتے ہیں حج کے لئے آئے ہیں قبر و کو دیکھنے نہیں آئے ان کے لئے مسئلہ ہے' لیکن قدرت کی طرف سے انتظام ہے۔ قدرت کہتی ہے خبر دار بے ادب وہاں جا ہی نہیں سکتا سرکار فرماتے ہیں:

اَلْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ میرا مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔

لوہے کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں تو میل صاف ہو جائے گا۔ کتنا گناہ گار ہو جب مدینے پہنچے گا ہوا لگتے ہی گناہوں سے پاک ہو جائے گا صاف ہو جائے گا بے ادبوں کی قسمت میں ہی نہیں ہے پاک ہونا یہ ناپاک ہی رہنا چاہتے ہیں۔

حج مکہ میں ہوتا ہے لیکن حج کی قبولیت کی مہر مدینے میں لگتی ہے

سچی بات تو یہ ہے مدینے جاتے ہی وہ ہیں جن کا حج قبول ہوتا ہے بے ادبوں سے مت پوچھو عرشیوں سے پوچھو گنبد خضریٰ کی شان کیا ہے جو صبح سے لے کر شام تک شام سے صبح تک درود شریف کا نذرانہ پیش کرتے رہتے ہیں۔

قبر انور کی زمین کعبہ سے افضل ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''تمام علماء کرام کا اس پر اجماع ہے مشائخ کا اتفاق ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ کی قبر مبارک کی جو جگہ جسد اطہر سے ملی ہوئی ہے وہ کعبہ شریف سے افضل ہے بلکہ بعض علماء فرماتے ہیں وہ جگہ تمام آسمانوں سے بلکہ عرش سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ اس میں تمام مخلوق سے افضل اور اعلیٰ رونق افروز نہیں۔

(جذب القلوب ص ۱۷)

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

جنت کی کیاری

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

یعنی میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنتی باغوں میں سے ایک باغ ہیں۔ (مسلم کتاب الحج باب فضل ما بین قبری و منبری)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کلام اپنی حقیقت پر معمول ہے۔ واقعی روضہ شریف جنت کا ٹکڑا ہے کل قیامت کے دن روضہ رسول کو جنت الفردوس میں لا جائے گا۔ (جذب القلوب ص ۱۳۱)

جنت کی دعائیں مانگنے والو اگر تم جنت جانا چاہتے ہو تو سیدھے مدینہ پہنچ کر جنت کی کیاری میں حاضر ہو جاؤ یقیناً تم جنت میں حاضر ہو جاؤ گے تمہیں در مصطفےٰ سے جنت مل جائے گی۔

روضہ اطہر پر بلال حبشی کی حاضری

گنبد خضریٰ کی زیارت کے لئے سفر کرنا صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور بزرگان دین سے ثابت ہے۔ عاشق رسول موذن رسول حضرت بلال حبشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مدینہ چھوڑ کر ملک شام چلے گئے تھے وہاں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ایک رات خواب میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلال یہ کیا جفا ہے کہ تو ہماری زیارت کے لئے نہیں آتا۔ حضرت بلال حبشی یہ سن کر تڑپ گئے صبح ہوتے ہی دیار محبوب کی طرف روانہ ہو گئے قدم قدم صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے۔

نعتیں پڑھتے ہوئے۔

آنسو بہاتے ہوئے۔

دور دراز کا سفر کر کے مدینہ طیبہ پہنچے۔

سیدھے حضور کے روضہ پر آئے،

حاضری دی سلام عرض کیا دیر تک اپنے آقا کی یاد میں روتے رہے۔

آنسو بہاتے رہے۔

تڑپتے رہے۔

اور زبان حال سے کہتے رہے

وہ اے عاشق توں جنت توں دریاردا
او دریار توں دو جہاں واردا
جہڑا منگتا اے سوہنے دے در بار دا
اوس لیاں کی جنت دی گلزار توں
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اتنے میں دیکھا دونوں شہزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما تشریف لا رہے ہیں حضرت بلال ان سے لپٹ گئے ان کو گود میں لے کر پیار کرتے رہے سروچشم کو چھومتے رہے ادھر مدینہ کے لوگوں کو جب بلال کے آنے کا علم ہوا تو جوق در جوق آپ کی ملاقات کے لئے آئے۔ اور ملاقات کی اہل مدینہ یہ چاہتے تھے کہ آج بلال اذان دیں تو ہم سنیں بلال کی اذان سنے ہوئے عرصہ دراز ہوگیا ہے اہل مدینہ کو یہ علم تھا کہ سرکار کے جانے کے بعد بلال نے اذان دینا چھوڑ دی ہے اہل مدینہ کو یہ بھی علم تھا کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو اذان دینے کی فرمائش کی تھی تو بلال نے جواب دیا تھا کہ ابوبکر صدیق جب تم نے مجھے خرید کر آزاد کیا تھا کیا اپنے واسطے آزاد کیا تھا یا خدا تعالیٰ کے لئے۔ آپ نے جواب دیا خدا کے لئے تب حضرت بلال نے کہا: جب تم نے مجھے خدا کے لئے آزاد کیا ہے تو خدا کے لئے ہی مجھے اذان کی فرمائش نہ کرو۔ کیونکہ سرکار مدینہ کے وصال کے بعد مجھے طاقت نہیں کہ کسی دوسرے کے لئے

اذان دوں۔ اس کے بعد آپ ملک شام چلے گئے اس لئے مدینہ کے لوگوں نے دونوں شہزادوں حسنین کریمین سے کہا کہ بلال کو اذان دینے کی فرمائش کریں تو بلال ضرور اذان دیں گے۔

شہزادوں نے حضرت بلال کو اذان دینے کا حکم دیا اب حضرت بلال شہزادوں کے حکم کو ٹال نہیں سکتے تھے۔ اب اذان دینے پر مجبور تھے۔

حضرت بلال کی اذان

حضرت بلال اذان دینے کے لئے اس مقام پر چڑھے جہاں حضور کی ظاہری زندگی میں اذان دیا کرتے تھے اذان شروع کی وہ اذان جس کے بارے میں علامہ اقبال کہتے ہیں۔

اذان ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

(بانگ دراص ۹۷)

اب تو حال یہ ہے کہ

رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

اذان شروع کی: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ تو مدینہ میں ایک شور برپا ہو گیا۔ سب لوگ رونے لگ گئے۔ لوگ گھروں سے باہر نکل آئے۔ حضور کے وصال کے دن کی یاد تازہ ہو گئی۔ لوگ تڑپ اٹھے اور بے قرار ہو گئے جب بلال نے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً

رَسُوْلُ اللّٰهِ کہا اور سامنے سرکار نظر نہ آئے۔ حضرت بلال کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اگلے کلمات اذان ادا ہی نہ کر سکے۔ اور روتے ہوئے بے چینی کے عالم میں نیچے اتر آئے۔ (جذب القلوب ص ۲۱۵)

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری بہت بڑی سعادت ہے منکر نہ خود جاتے ہیں نہ دوسروں کو جانے دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے عقیدے سے بچائے۔ ہم تو دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کی حاضری نصیب فرمائے۔ بلکہ ہم تو کہتے ہیں

وقت آخر مدینے جے میں پہنچ جاں
روح میرے جسم توں چھوڑ جاوے جدوں
تسیں میرا جنازہ میرے ساتھیو
لے کے لنگھنا مدینے دے بازار چوں

یارسول اللہ میں آپ کا مہمان ہوں

حضرت ابوبکر قطع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ روضہ انور کی حاضری کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوا اتفاقاً وہاں مجھے پانچ روز تک کھانا نہ ملا چھٹے دن مجبور ہو کر حضور کی بارگاہ میں حاضری دی اور عرض کی:

اَنَا ضَیْفُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔

اے اللہ کے رسول میں آپ کا مہمان ہوں۔

یہ عرض کرنے کے بعد سو گیا۔ خواب دیکھا کہ سرکار مدینہ تشریف لا رہے ہیں اور آپ کی دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق ہیں اور آپ کی بائیں طرف فاروق اعظم ہیں اور آگے آگے حضرت علی تشریف لا رہے ہیں حضرت علی میرے پاس آئے

فرمایا اٹھو حضور تشریف لا رہے ہیں۔ میں اٹھا اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا سرکار مدینہ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی اور خود واپس تشریف لے گئے میں نے وہ روٹی کھانا شروع کر دی جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک ٹکڑا روٹی سے بچا ہوا میرے ہاتھ میں موجود تھا۔ (جذب القلوب ص ۲۲۳)

یارسول اللہ میں بھوکا ہوں

حضرت امام ابوبکر مقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اور طبرانی اور ابوشیخ تینوں روضہ انور پر حاضر ہوئے۔ بھوک بڑی لگ گئی اور پورے دو دن گر گئے۔ آخر کار جب عشاء کا وقت ہوا تو روضہ انور پر حاضری دی اور حضور کی بارگاہ میں عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الْجُوْعِ ۔ یارسول اللہ بھوک لگی ہے۔

بھوک کی شکایت کر کے میں واپس آگیا اور میں اور ابوشیخ دونوں ساتھی سو گئے۔ اور تیسرا ساتھی طبرانی انتظار میں بیٹھ گیا کھانے کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ وقت گزرا۔ ایک علوی صاحب تشریف لائے اور دروازے پر دستک دی دروازہ کھولا ان کے ساتھ ان کے دو غلام تھے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک عدد تھیلی تھی۔ ہر تھیلی میں عمدہ کھجوریں اور کھانا تھا۔ ہمارے سامنے پیش کیا ہم سب کھانے بیٹھ گئے اور انہوں نے ساتھ کھایا جو کھانا بچ گیا وہ ہمیں دے دیا علوی صاحب ہمیں کہتے کہ تم لوگوں نے اپنی بھوک کی شکایت سرکار مدینہ سے کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت خواب میں مجھے حکم دیا کہ جاؤں اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔

(جذب القلوب ص ۲۲۲)

عمر سے کہہ دو بارش ہوگی

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دو جہاں کی نعمتیں ملتی ہیں۔

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا تو ایک شخص حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ!

اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا.

یا رسول اللہ امت ہلاکت کے قریب پہنچ چکی ہے۔ ان کے لئے بارش کی دعا فرمائیں اس کے بعد وہ شخص خواب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا آپ نے اسے فرمایا جاؤ عمر کو کہہ دو کہ بارش ہوگی۔ (جذب القلوب ص ۲۲۱)

سرکار کے قدموں میں جائیں
تو دو جہاں کی نعمتیں ملتی ہیں

....

واہ کیا جود و کرم ہے شاہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

مدینہ منورہ بہت خوبصورت ہے

عمارتیں بہت اونچی ہیں اللہ تعالیٰ محبوب کے شہر کو ہمیشہ آباد رکھے۔ اس کی عزت و ناموس کو سلامت رکھے، زادہا اللہ شرفا و تعظیما مدینہ شریف اس کے شرف کو اور عزت کو بلند رکھے۔ ستر ہزار فرشتے سرکار کے روضے پر صبح کو آتے ہیں ستر ہزار شام کو آتے ہیں درودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں نچھاور کرتے ہیں۔ روئے زمین پر اللہ کے محبوب کا روضہ اور مسجد نبوی شریف آباد ہیں روئے زمین پر رہنے والوں کا ہجوم ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اگر اللہ ہمیں دل کی آنکھیں عطا

کرے تو ہم دیکھیں عرش الٰہی سے لے کر فرش زمین تک فرشتے قطار اندر قطار روضہ انور پر حاضر ہو رہے ہیں۔ یہ مرتبہ اور مقام صرف حضور کو ملا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



خطبات صمدانی

(جلد چہارم)

(خطبات ماہ ذوالحجہ)



نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

ملک کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پہلا خطبہ

ولادت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَغْلِقْ بَابَکَ وَاذْکُرِاسْمَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَاَطْفِیْ مِصْبَاحَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ وَخَمِّرْ اِنَاءَکَ وَلَوْ بِعَوْدٍ تَعْرُضُہٗ عَلَیْہِ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ وَاَوْکِ سِقَاءَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے گھر کا دروازہ بند کیجئے تو عزت وجلال والے اللہ تعالیٰ کا نام لیجئے کیونکہ شیطان اس دروازہ کو نہیں کھول سکتا جسے اللہ کا نام لے کر بند کیا گیا ہو۔ اپنا چراغ بجھایئے تو اللہ کا نام لیجئے۔ اپنے برتن کو ڈھانپئے اگرچہ لکڑی ہی اس کے ڈھانے پر دے دیجئے تو اللہ تعالیٰ کا نام لیجئے۔ اور اپنے پانی والے مشکیزے کا منہ بند کیجئے تو اللہ کا نام لیجئے۔

(بخاری شریف رقم الحدیث ۳۳۱۶)

ولادت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَ اُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(البقرہ:۲۵۸)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ۔

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو

قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

کیا نہ دیکھا آپ نے اے حبیب اسے جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں اس وجہ سے کہ دی تھی اسے اللہ نے بادشاہی جب کہ کہا ابراہیم (علیہ السلام) نے اسے کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اس نے کہا: میں بھی جلا سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نکالتا ہے سورج کو مشرق سے تو تو نکال اسے مغرب سے (یہ سن کر) ہوش اڑ گئے اس کافر کے اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ولادت باسعادت ملک بابل کے شہر اُر میں موجودہ ملک عراق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے نمرود کے دور حکومت میں ہوئی۔ نمرود بڑا ظالم جابر اور سرکش بادشاہ تھا ایمان اور اسلام کا دشمن تھا دہریہ بادشاہ تھا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ چار بادشاہ ایسے ہوئے ہیں جن کی بادشاہی پوری دنیا پر تھی ان میں سے دو مومن ہیں اور دو کافر حضرت سکندر ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علیہ السلام مومن تھے۔ بخت نصر اور نمرود کافر تھے نمرود کو جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بادشاہی عطا کی تو حکومت اور اقتدار کے نشہ میں اس نے اپنے مالک حقیقی کو بھلا دیا اور خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دی جو لوگ قریب تھے وہ اس کو پوجنے لگے اور جو دور دراز علاقوں میں رہتے تھے ان کے لئے اپنی صورت پر بت بنوائے اور ہر طرف بھجوا دیئے تا کہ لوگ میرے بت کو پوجتے رہیں اور عبادت کرتے رہیں۔ ہر طرف لوگ نمرود کو خدا سمجھ کر پوج رہے تھے' شرک اور کفر کر رہے تھے' ستاروں چاند اور سورج کو پوج رہے تھے' اللہ کی نافرمانی کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دے رہے تھے' غیرت الٰہی جوش میں آئی' اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔

نمرود نے خواب دیکھا

نمرود نے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا ہے اور اس کی روشنی میں آفتاب' ماہتاب بے نور ہو گئے ہیں نمرود بہت خوف زدہ ہو گیا۔ کاہنوں سے خواب کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے کہا: اس سال تیری سلطنت میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو کہ تیری سلطنت کے زوال کا باعث بنے گا۔ تیرے ماننے والے اس کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ نجومیوں نے کہا: تیری حکومت ختم ہو جائے گی یہ خبر سن کر نمرود پریشان ہو گیا۔ حکم دے دیا آج کے بعد جو بھی بچہ پیدا ہوا سے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک لاکھ بچے بے گناہ قتل کر دیئے گئے اور ساتھ ہی حکم دے دیا مرد عورتوں سے علیحدہ رہیں اور کوئی مرد عورت کے پاس نہ جائے نمرود نے مستقل ایک محکمہ بنا دیا۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۝

اللہ کا فیصلہ ہو کر رہتا ہے نمرود نے ظالمانہ حکم نافذ کیا آج کے بعد کوئی بچہ پیدا نہ ہو اگر کوئی لڑکا پیدا ہوا سے ذبح کر دیا جائے ہر حربہ استعمال کیا کہ حضرت ابراہیم پیدا نہ ہوں۔

ولادت حضرت ابراہیم علیہ السلام

نمرود کے انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں جلوہ گر ہو گئے۔ نجومیوں نے نمرود کو خبر دی کہ وہ بچہ اپنی والدہ کے پیٹ جلوہ گر ہو گیا ہے' لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی عمر چونکہ کم تھی اس لئے ان کے حمل کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ جب زمانہ ولادت قریب آیا تو آپ کی والدہ اس تہہ خانے میں چلی گئیں جو کہ آپ کے والد نے شہر

سے دور زمین میں کھود کر تیار کیا تھا۔ وہاں پر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور وہیں پر آپ رہے وزنی پتھروں سے دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ ہر روز آپ کی والدہ آپ کو دودھ پلا جاتی تھیں۔ جب والدہ آپ کے پاس آتیں تو دیکھتی تھیں کہ آپ اپنی انگلیاں چوس رہے ہیں اور ان سے دودھ اور شہد کے چشمیں جاری ہیں والدہ جب غار میں داخل ہوتیں تو غار میں روشنی ہوتی حضرت ابراہیم کے چہرے سے غار نور کی طرح چمک رہی تھی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے چہرے سے غار روشن ہوئی ہے سرکار مدینہ کے چہرے سے ہر گنہگار اور سیاہ کار کی قبر روشن ہو گی قبر میں جب حضور کا دیدار ہو گا تو قبر قیامت تک کے لئے روشن ہو جائے گی' سورج چمکتا رہے' تو روشنی ہوتی ہے'

سورج غروب ہو جائے روشنی ختم ہو جاتی ہے'

چاند چمکتا رہے' تو چاندنی ہوتی ہے

چاند غروب ہو جائے تو چاندنی ختم ہو جاتی ہے'

لیکن نور مصطفےٰ وہ نور ہے کہ ایک مرتبہ چمکا تو پھر ہمیشہ چمکتا رہی رہے گا قیامت تک نور کی بارش ہوتی رہے گی۔

قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشمے نور کے جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی قبر میں سرکار مدینہ کی زیارت ہو گئی دیدار ہو گیا تو قبر قیامت تک کے لئے منور ہو جائے گی'

بس حضور کی دل میں محبت ہونی چاہیے

تعلق مضبوط ہونا چاہیے۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لیکے چلے

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ آپ کی ایک انگلی سے پانی اور ایک انگلی سے دودھ اور ایک سے شہد خالص اور ایک سے گھی نکلتا تھا۔

(معارج النبوت ص ۳۱۰)

آپ یہاں پر بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہے تھے ایک دن میں ایک ہفتے کے برابر ایک ہفتہ میں ایک مہینہ کے برابر ایک مہینہ میں ایک سال کے برابر بڑھ رہے تھے اس میں ایک یہ بھی راز تھا کہ جب آپ شہر میں آئیں تو کسی کو شک نہ ہو کہ آپ نمرود کے اعلان کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپ تہہ خانہ یا غار میں کتنا عرصہ رہے بعض کہتے ہیں سات سال رہے بعض کہتے ہیں تیرہ سال اور بعض کہتے ہیں سترہ سال رہے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر حال میں ہر وقت معصوم ہیں

ابتدا سے تمام اوقات وجود میں عارف باللہ ہوتے ہیں پیغمبر کا دامن نبوت سے پہلے بھی کفر وشرک سے پاک صاف ہوتا ہے انبیاء کرام میں تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تو خاص شان ہے وہ تو جدالانبیاء ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ غار سے باہر تشریف لائے

جب جناب ابراہیم علیہ السلام غار سے باہر تشریف لائے تو چونکہ بابل والے ستاروں کو چاند کو اور سورج کو پوجتے تھے اس لئے حضرت ابراہیم نے ان کے معبودوں کے حالات سے ہی ان کی خدائی پر ضرب کاری لگائی جن کے یہ حالات ہوں جن کو ایک جگہ قرار نصیب نہ ہو'

جو کبھی طلوع ہو رہے ہیں' اور کبھی غروب ہو رہے ہیں'

جن کے طلوع اور غروب کا وقت بھی ان کے اختیار میں نہیں ہے۔

جو ایک غلام کی طرح اطاعت کر رہے ہیں

صبح وشام تعمیل حکم میں سرگرداں ہیں

ان کو معبود بنان ان کو خدا سمجھنا۔

ان کی عبادت کرنا کتنی نادانی اور بے سمجھی کی بات ہے

اور کتنی بیوقوفی کی بات ہے۔

اس کو قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَا كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ۝

پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھراتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوب نے والے۔

فَلَمَّا رَا الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِىْ رَبِّىْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ۝

ولادت حضرت ابراہیم خلیل اللہ

پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا: اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا۔

فَلَمَّا رَا الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىۤءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۝

پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا تو بولے اسے میرا رب کہتے ہو یہ تو ان

سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

بے شک میں نے پھیرلیا ہے اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو یک سو ہو کر اور نہیں ہوں میں مشرکوں سے۔ (پ ۷، ع ۱۵ سورۃ الانعام)

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ثابت کردیا چاند سورج ستارے ان کا الٰہ ہونا محض باطل ہے آپ کسی سکول میں نہیں گئے معلوم ہوا پیغمبر پڑھنے نہیں آتے پڑھانے آتے ہیں تبلیغ کے میدان میں قدم رکھتے ہی توحید کے پرچم کو بلند کردیا اعلان کردیا سورج کے پجاریوں چاند کے پجاریوں ستاروں کے پجاریوں نہ سورج خدا ہے نہ چاند خدا ہے نہ ستارے خدا ہیں آپ نے اعلان کیا میں ان سب کو بنانے والے کو خدا مانتا ہوں۔

آذر کون تھا؟

آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے۔ چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں قرآن کریم میں بھی ہے۔

نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۔

اس میں حضرت اسمٰعیل کو حضرت یعقوب کے آباؤ میں ذکر کیا گیا ہے باوجود یکہ آپ عم ہیں (چچا) حدیث شریف میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو اَبْ (باپ) فرمایا چنانچہ ارشاد کیا:

رُدُّوْ عَلَیَّ اَبِیْ ۔یہاں ابی سے حضرت عباس مراد ہیں۔(ضیاء القرآن جلد اول)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے ان کا انتقال ہو گیا تھا آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے یہ بات بالکل واضح ہے جس کی موت کفر پر ہو اس کے لئے مغفرت نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مغفرت کی دعا کی ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

اے رب! مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین اور مسلمانوں کو بھی بخش دے۔

اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین کافر ہوتے تو ایک پیغمبر یہ جانتے ہوئے کہ کافر کی بخشش نہیں ہو سکتی کبھی ان کی مغفرت کے لئے دعا نہ کرتے۔ اس سے معلوم ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مسلمان تھے۔ بت پرست نہیں تھے مشرک نہیں تھے مومن تھے جنتی تھے۔

بتوں کو فروخت کرنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا آذر بتوں کا پجاری تھا بت بناتا بھی تھا اور بت بیچتا بھی تھا بت پوجتا بھی تھا حضرت ابراہیم نے اس گھر میں پرورش پائی جس گھر میں ہر طرف بت ہی بت سجے ہوئے تھے آپ کے دور میں ہر طرف بت ہی بت تھے۔ جس طرح ہمارے دور میں میوزک سنٹر ہی میوزک سنٹر ہیں وہ معاشرہ بتوں سے پلید تھا ہمارا معاشرہ فلموں ڈراموں اور گانوں سے پلید ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ہم مسلمان ہیں ہمارا معاشرہ اسلامی معاشرہ ہونا چاہئے ہر طرف قرآن کی تلاوت ہو اذان ہو نماز ہو اللہ ذکر ہو حضور کی نعت ہو۔

آذر نے کہا: بیٹا میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرا ہاتھ بٹایا کرو بازار جا کر بت فروخت کر آیا کرو حضرت ابراہیم کو پہلے دن دو چھوٹے چھوٹے بت دیئے آپ جب گھر سے باہر نکلے تو رسی کے ایک سرے سے ایک بت کو باندھ لیا اور رسی کے دوسرے سرے سے دوسرے بت کو باندھ لیا۔ بتوں کو گھسیٹتے ہوئے جا رہے ہیں بازار میں لے آتے اور فرماتے:

مَنْ يَّشْتَرِىْ مَالَا يَضُرُّ وَلَا يَنْفَعُ

اس بت کو کون خریدے گا جو کہ نہ کوئی ضرر دے اور نہ ہی کوئی نفع؟

راستے میں جب کوئی نہر آتی تو بت کا سر پانی میں ڈبو کر فرماتے اشرب اشرب پی لے۔ پی لے گھسیٹتے ہوئے لے جاتے کوئی غلاظت میں جا رہا ہے کوئی نجاست میں جا رہا ہے لوگ کہتے ابراہیم یہ کیا کر رہے ہو آپ فرماتے یہ اسی قابل ہیں کہ ان کو ذلیل کیا جائے بت واپس گھر لے آئے آذر پوچھتا ہے فروخت نہیں ہوئے آپ نے فرمایا: چچا تمہارے بتوں کا بازار مندا ہے لوگ انہیں خریدتے ہی نہیں۔ آذر نے کہا: شاید تو ان کی تعریف نہیں کرتا ہوگا۔

ہمارے شہر کے لوگ اس چیز کو نہیں خریدتے جس کی تعریف نہ کی جائے حضرت ابراہیم فرماتے چچا میں ان کی تعریف کیسے کروں یہ کانوں سے بہرے ہیں اور آنکھوں سے اندھے ہیں اتنے عاجز ہیں کہ اپنے آپ سے ایک مکھی بھی نہیں اڑا سکتے۔ تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِىْ عَنْكَ شَيْئًا ط

اے بچا تو ایسے کو کیوں پوجتا ہے جو نہ سنتا ہے اور نہ ہی دیکھتا ہے اور نہ ہی تجھ سے کسی مصیبت کو دفع کرسکتا ہے۔ (پ ۱۶ سورۃ مریم)

آذر کو کوئی جواب نہ آیا اور کہا اے ابراہیم اگر یہ بت تیری رسالت اور تیرے خدا کی وحدانیت کی گواہی دیں تو میں ایمان لے آؤں گا حضرت ابراہیم نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی تو بتوں سے یہ آواز آئی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ۔ آذر نے یہ معجزہ دیکھ کر کہا اے ابراہیم تو تو بڑا جادوگر ہے اور ایمان نہ لایا۔

(معارج النبوت ص ۳۱۹)

نمرود کا دربار

آذر بہت پریشان ہوا کہ میرے ہی گھر میں بتوں کا دشمن پیدا ہوگیا ہے آذر نے آپ کو کہا چلو آج تمہیں نمرود کے شاہی دربار میں لئے چلتا ہوں۔ جب نمرود کے دربار میں پہنچے۔ نمرود شاہی دربار میں تخت پر خدا بن کر بیٹھا ہوا تھا اس کا چہرہ منحوس تھا۔ دیکھنے کو جی نہیں چاہتا تھا جو غلام اردگرد کھڑے ہوکر پنکھے جھل رہے تھے وہ بہت خوبصورت تھے جو اسے سجدے کررہے تھے وہ سارے حسین وجمیل تھے خوبصورت تھے۔ حضرت ابراہیم نے دیکھا تو فرمایا: چچا یہ تخت پر کون بیٹھا ہے۔ آذر نے کہا: یہ خدا ہے۔ فرمایا چچا یہ جو پنکھے جھل رہے ہیں اور سجدے کررہے ہیں یہ کون ہیں۔ آذر نے کہا: یہ غلام ہیں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا: چچا میں ایسے خدا ماننے کے لئے تیار نہیں خدا خود بدصورت ہو اور اس کے غلام خوبصورت ہوں۔ خدا تو خوبصورت ہے اَللّٰهُ جَمِيْلٌ وَّيُحِبُّ الْجَمَالَ اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورت کو پسند کرتا ہے یہ کیسا خدا ہے خود بدصورت ہے اور اس کے بندے خوبصورت ہیں آذر نے کہا: آہستہ بولو کہیں خدا سن نہ لے حضرت ابراہیم نے فرمایا: یہ کیسا خدا ہے۔ جو

آہستہ نہیں سنتا میرا خدا تو دل کی بات بھی سنتا ہے۔ آذر کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں آپ کی کوئی بات نمرود کے کان تک نہ پہنچ جائے فوراً آپ کو دربار سے باہر لے آیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بتوں کو توڑ دیا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بت پرستی کے خلاف علم جہاد بلند کیا جہاں پر موقع ملتا بتوں کے خلاف نفرت آمیز تقریر کرتے اور لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے۔ وہ قوم ہر سال میلہ مناتی تھی جب میلہ میں جانے لگے تو حضرت ابراہیم کو بھی کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ میلہ دیکھنے چلو۔ ہمارے مذہب اور طریقے میں کیا کیا بہاریں ہیں۔ ہمارے ملک میں جو میلے ہوتے ہیں یہ میلے نمرودی میلوں کی تصویر ہیں یہ زمانہ جاہلیت کے میلوں کی تصویر ہیں ان میلوں میں ناچ گانا ہوتا ہے'

فلمیں ہوتی ہیں'

تھیٹر ہوتے ہیں

خلاف شرع حرکتیں ہوتی ہیں

ہلڑ بازی ہوتی ہے

جوا ہوتا ہے۔

بے پردگی اور بے حیائی ہوتی ہے۔

جب لوگ میلہ سے واپس آتے ہیں تو چہرے پر لعنت اور پھٹکار برس رہی ہوتی ہے۔

نمازی جب نماز کے لئے مسجد میں جاتے ہیں تو ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے چہرے پر نور برستا ہے۔

جب واپس آتے ہیں تو انوار کی بارش ہوتی ہے۔ اللہ کی رحمت کی بارش ہوتی

ہے۔

وہ نمرودی ہر سال میلہ مناتے تھے۔

شرابیں پیتے تھے

ناچتے تھے۔

گانے گاتے تھے۔

بتوں کی تعریفیں کرتے تھے۔

بوڑھے، جوان، بچے، عورتیں سب اس جشن میں شامل ہوتے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ کو کہا ابراہیم تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور میلہ دیکھو۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا:

فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ۔

فرمایا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں۔

آپ فرما رہے تھے میری طبیعت ناساز ہے میں تمہاری ان بری حرکتوں سے بیزار ہوں۔ نمرودی میلے میں جا رہے تھے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا:

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۔

(پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۵۷)

اور مجھے اللہ کی قسم میں تمہارے بتوں کا برا حال چاہوں گا بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ پیٹھ پھیر کر۔

یعنی جب تم شہر خالی کر کے چلے جاؤ گے میں تمہارے بتوں کا خانہ خراب کر کے رکھ دوں گا۔ کچھ بوڑھے آدمی پیچھے جا رہے تھے انہوں نے حضرت ابراہیم کی اس گفتگو کو سن لیا جب ساری قوم میلہ منانے چلی گئی سارا شہر خالی ہو گیا۔ حضرت

ابراہیم نے کلہاڑا لیا اور شاہی بت خانے کے سامنے پہنچ گئے۔ دیکھا کوئی سپاہی نہیں ہے۔

کوئی پہرے دار نہیں ہے۔

بت خانے کا دروازہ کھلا ہے آپ اندر داخل ہو گئے شاہی بت خانے کے تمام بتوں کو توڑ پھوڑ دیا ریزہ ریزہ کر دیا۔ ادھر قوم شہر سے باہر جشن منا رہی ہے قوم اپنا کام کر رہی ہے

حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنا کام کر رہے ہیں۔

بتوں کو توڑ رہے ہیں سامنے ہیرے اور جواہرات موجود ہیں سونا اور چاندی موجود ہے' لیکن اپنی جوتی کو نہیں لگنے دیا۔ اپنی جوتی بچا رہے ہیں کہ کہیں کوئی سونے کا ٹکڑا جوتی کو نہ لگ جائے۔ لیکن اگر کوئی پاکستانی ہوتا تو بتوں کو ویسے ہی رہنے دیتا ہیرے اٹھا کر لے آتا۔ یہ تو مسجد سے جوتی بھی چوری کر لیتے ہیں۔

جوتی بھی نہیں چھوڑتے رمضان کے مہینہ میں بھی معاف نہیں کرتے۔

مٹھائیاں اٹھا کر بڑے بت کے سامنے ڈھیر کر دیں اور کلہاڑا اس کے کندھے پر رکھ دیا۔ شام کو جب پجاری واپس آئے اور بت خانے میں داخل ہوئے اور اپنے بتوں کا یہ حال دیکھا کہ سب ٹوٹے پھوٹے پڑے ہیں تو کہرام مچ گیا۔

ڈھونڈو پکڑو کا شور بلند ہوا قوم نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔

چیخ و پکار شروع کر دی۔

نمرود کو اطلاع دی اس نے تلاش شروع کروا دی۔

جن بوڑھے آدمیوں نے میلے میں جاتے ہوئے حضرت ابراہیم کی گفتگو سنی تھی انہوں نے کہا:

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ۝

کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے کہ وہ ان کا ذکر برائی سے کیا کرتا ہے اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ نوجوان بتوں کا بہت بڑا دشمن ہے ہوسکتا ہے یہ کارنامہ اسی کا ہو نمرود نے جب سنا تو کہا:

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ۝

تو پھر (پکڑ کر) لاؤ اسے سب لوگوں کے روبرو شاید وہ اس کے متعلق کوئی شہادت دیں یعنی اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ لوگ گواہی دیں اور عدالت ثابت کردے کہ ابراہیم مجرم ہیں۔ اسے قرار واقعی سزا دیں۔ نمرود کے سپاہی لینے کے لئے گئے۔ حضرت ابراہیم گھر میں اکیلے رونق افروز ہیں۔ اطمینان اور سکون سے بیٹھے ہیں چہرہ نورانی ہے۔ پاکیزگی کے آثار نمایاں ہیں۔ سپاہی آپ کو دربار میں لائے۔ حضرت ابراہیم نمرود کے دربار میں تشریف لائے۔ ساری قوم وہاں موجود ہے پورے انتقامی جذبے سے بھری ہوئی ہے پوری قوم غصے میں ہے تکہ بوٹی کرنا چاہتے ہیں۔ نمرود تخت پر جہنم کی آگ کا شعلہ بن کر بیٹھا ہے۔

نمرود نے پوچھا:

ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يَآ اِبْرَاهِيْمُ

اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کیا ہے۔

غور کریں نمرود نے یہ نہیں کہا کہ تو نے ہمارے معبودوں کو توڑا ہے۔ اس نے توڑنے کا لفظ نہیں کہا کہیں بت کی توہین نہ ہو جائے۔ بت کی بے ادبی نہ ہو جائے ان کے خدا جھوٹے ہیں پھر بھی ادب کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو سچے خدا کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں۔

ادب سے نہیں بولتے۔ نمرود نے کہا: اے ابراہیم! ہمارے معبودوں کے ساتھ تونے یہ کیا ہے۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا: ان کے بڑے نے کیا ہوگا۔ جس کے کندھے پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔

هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ۔ (پ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۶۳)

ان سے پوچھو اگر یہ گفتگو کی سکت رکھتے ہوں بت پرستی پر ضرب کاری لگائی۔ بیوقوفو: تم ان کو خدا مانتے ہو حاجت روا مانتے ہو مجھ سے پوچھنے کی ضرورت کیا ہے۔ اپنے خداؤں سے پوچھو

اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ اگر یہ بولتے ہیں تو ان سے پوچھو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس فرمان نے تمام حجابوں کو تار تار کر دیا۔ بتوں کی بے بسی ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور اپنی گمراہی کا بے ساختہ اعتراف کر لیا۔

اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے تم ہی ظالم ہو۔

تھوڑی سی حق کی شعاع نمودار ہوئی۔ لیکن فوراً ہی اپنے کفر کی طرف لوٹ گئے۔ نمرودی خرافوں کی جھلک ان کے ذہنوں میں آئی پھر بدبختی کی طرف لوٹ گئے۔ کہا:

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ

تو جانتا ہے یہ بولا نہیں کرتے۔ یہ تو گونگے پہلوان ہیں۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا: تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جنہیں تم

خدا کے سوا پوجتے ہو۔ جو نہ تمہیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان دے سکتے ہیں تم ان کو پوجتے ہو کتنے بے وقوف ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کی سخت تردید کی اور توحید کے پرچم کو بلند کیا۔

نمرود کے دربار میں کھڑے ہو کر توحید کے پرچم کو بلند کیا

نمرود کے دربار میں کھڑے ہو کر توحید کے پرچم کو بلند کیا۔ تبلیغ کا حق ادا کیا۔

دربار میں عوام بھی تھے۔

وزیر بھی تھے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ تن تنہا دربار میں جلوہ افروز ہیں

اور توحید کا اعلان کر رہے ہیں

اور توحید پر دلائل دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهِیْمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ۔

(پ ۳ ع ۳ آیت نمبر ۲۵۸)

نمرود کا حضرت ابراہیم سے جھگڑنا

محبوب کیا آپ نے نہیں دیکھا جب نمرود جھگڑ رہا تھا ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں۔ اللہ نے اسے بادشاہی دی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھرے دربار میں کلمہ حق بلند کیا نمرود نے کہا:

ابراہیم تیرا رب کون ہے؟

فرمایا: رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ،

میرا رب وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔

نمرود نے کہا: یہ کام تو میں بھی کر لیتا ہوں۔

قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ

میں زندہ بھی کرتا ہوں اور مارتا بھی ہوں۔

ایک بے گناہ کو قتل کر دیا ایک مجرم موت کی سزا پانے والا تھا' کہا: اسے چھوڑ دو۔

اسے چھوڑ دیا گیا۔

نمرود نے کہا:

دیکھا میں نے مردے کو زندہ کر دیا ہے اور زندے کو میں نے مار دیا ہے۔

زندگی اور موت میرے قبضہ میں ہے۔

حضرت ابراہیم سمجھ گئے یہ موت وحیات کے مسئلہ سے ناآشنا ہے۔ پیغمبر وقت کو ضائع نہیں کرتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ۔

میرا رب وہ ہے جو سورج کو ہر روز مشرق سے لاتا ہے اور مغرب کی طرف لے جاتا ہے اگر تو خدا ہے' تو سوج کو ایک روز مغرب کی طرف سے لے آ۔

حضرت ابراہیم کی دلیل اتنی مضبوط تھی کہ نمرود چکرا گیا

فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ کافر مبھوت ہو گیا۔

آنکھیں پتھرا گئیں۔

زبان گنگ ہو گئی۔

جواب نہ دے سکا

عقل کے طوطے اڑ گئے

پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔

نمرود کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

حضرت ابراہیم نے دلائل کی دنیا میں نمرود کو شکست دیدی حجت تمام کردیں۔

نمرود نے کہا: اسے سخت ترین سزا دی جائے۔ باطل پرستوں کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے جب دلائل سے ثابت نہ کرسکیں۔ تو پھر تشدد پر اتر آتے ہیں ظلم کرتے ہیں غنڈہ گردی کرتے ہیں نمرود نے اعلان کیا:

حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ۝ (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء)

ابراہیم کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تم نے کچھ کرنا ہے۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو قید کر دیا گیا۔ نمرود نے اپنے وزیروں کو بلایا اور حضرت ابراہیم کے متعلق مشوہ کیا اور اس مشورہ میں یہ پاس ہوا کہ حضرت ابراہیم کو آگ میں زندہ ڈال کر جلا دیا جائے حضرت ابراہیم دنیا سے تشریف لے جائیں گے تو ہمیں اس دن نجات مل جائے گی۔

آتش نمرود

نمرود مردود نے حکم دیا پتھر کی ایک چاردیواری تیار کی جائے پس انہوں نے پتھر کی ایک تیس گز لمبی اور بیس گز چوڑی چار دیواری تیار کی لوگوں نے حضرت ابراہیم کی دشمنی اور نمرود کو خوش کرنے کے لئے لکڑیاں جمع کرنا شروع کردیں۔ اس جوش وخروش سے جمع کیں کہ لوگوں نے منتیں ماننا شروع کردیں۔ ہمارا فلاں کام ہو جائے تو اتنی لکڑیاں جمع کریں گے چاردیواری میں کوئی لکڑیاں ڈال رہا ہے کوئی تیل

ڈال رہا ہے کوئی گھی ڈالا رہا ہے ایک مہینہ لکڑیاں جمع ہوتی رہیں قوم نے آگ جلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب چار دیواری بھر گئی تو اس میں آگ لگادی گئی۔ جب آگ آسمان سے باتیں کرنے لگی۔۔ بہت بڑاالاؤ تیار ہو گیا آگ میں اتنی حرارت پیدا ہوگئی کہ کوئی پرندہ اوپر سے گزرتا تو جل کر کباب ہو جاتا۔آگ کیا تھی ایک دہکتا ہوا سمندر تھا۔ایک آتش کدہ تھا جس کے قریب کوئی نہیں جا سکتا تھا۔

نمرود اور اس کی قوم خوش تھی کہ ہمارا دشمن ختم ہو جائے گا۔

شیطان آج بے حد خوش تھا توحید کا پرچم بلند کرنے والا نیست و نابود ہو جائے گا۔

شرک و کفر کی دنیا میں آج جشن کا سما تھا۔

فرشتوں میں اضطراب پیدا ہو گیا

اللہ کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ روئے زمین پر تیرا ایک ہی بندہ ہے۔

جو تیری عبادت کرتا ہے

تجھے یکتا جانتا ہے۔

توحید کا غلغلہ بلند کرتا ہے

اسے آتش کدہ میں ڈالا جا رہا ہے۔

اگر اجازت ہو تو ہم اس کی مدد کریں

ہاں کرو۔

ولادت حضرت ابراہیم خلیل اللہ

حضرت ابراہیم کی خدمت اقدس میں پانی کا فرشتہ حاضر ہوا عرض کی میرے قبضہ میں پانی کے جملہ خزائن ہیں اگر آپ فرمائیں تو پانی میں ان سب کو غرق کر دو۔

اور آگ کو بجھا دوں۔

پھر آپ کی خدمت اقدس میں ہوا کا فرشتہ حاضر ہوا عرض کی اگر آپ فرمائیں تو آگ کو اڑا کر ان ہی پر ڈال دوں۔ اور یہ تباہ و برباد ہو جائیں حضرت ابراہیم نے فرشتوں کو فرمایا:

خَلُّوْا بَيْنِىْ وَبَيْنَ خَلِيْلِىْ حَتّٰى يَفْعَلَ مَا يَشَآءُ۔

اے فرشتو! میں خدا کا اور خدا میرا تم کون ہو جو داخل دیتے ہو۔ اس کی جو مرضی ہے کرے ابراہیم راضی ہے۔ (معارج النبوت ص ۳۲۵)

منجنیق کے ذریعے آگ میں پھینک دیا آپ آگ کی طرف جا رہے تھے کہ حضرت جبرائیل امین آگئے۔ عرض:

يَا اِبْرَاهِيْمُ اَلَكَ حَاجَةٌ: اے ابراہیم کیا کوئی حاجت ہے۔

آپ نے فرمایا:

نَعَمْ اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا۔ حاجت تو ہے

لیکن تجھ سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ اچھا جس سے حاجت ہے اس سے عرض کرو۔ اب آگ تو بالکل قریب آگئی ہے آپ نے فرمایا:

عِلْمُهٗ بِحَالِىْ حَسْبِىْ مِنْ سُؤَالِىْ جس سے حاجت ہے وہ خوب جانتا ہے وہاں بتانے کی ضرورت نہیں۔ تو درمیان سے ہٹ جا میں جانوں یا میرا خدا جانے اگر میرے جل جانے میں میرا خدا راضی ہے۔ تو مجھے جل جانے دو۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

حضرت جبرائیل سراپا عقل ہیں۔ عقل سوچ رہی تھی منظر دیکھ رہی تھی عشق نے

آگ میں چھلانگ لگا دی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ۔

اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا۔ اتنی ٹھنڈی نہ ہو جا کہ ابراہیم سردی محسوس کریں بلکہ سلامتی والی بن جا آگ باغ بن گئی آگ کا جو حصہ نمرود کی طرف ہے' اس سے آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں آگ ایک ہے جو نمرود کی طرف ہے' وہ نار ہے' جو حضرت ابراہیم کی طرف ہے وہ گلزار ہے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

یہ خلیل اللہ کی شان ہے حضور کی شان یہ ہے حضور فرماتے ہیں۔ میرے امتی جب کل قیامت کے دن میرے امتی پل صراط سے گزریں گے۔ تو نیچے جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے۔ وہ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے پکار اٹھیں گے اے مومن جلدی سے گزر جائیں ایسا نہ ہو۔ تیرے ایمان کی روشنی میرے شعلوں کو بجھا کر رکھ دے۔ ایمان نام ہے محبت مصطفیٰ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

نمرود ایک بلند مکان پر چڑھ کر دیکھنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ آپ ہلاک ہو گئے ہوں گے جب نظر کی تو دیکھا کہ تمام آتش کدہ گلزار بنا ہوا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں تخت پر جلوہ گر ہیں پوچھا: اے ابراہیم کس طرح اس آگ سے بچ گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۔ یہ میرے رب کا فضل ہے۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہجرت کرنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: یہاں میں تبلیغ کرتا رہا ہوں لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا یہ میری جان کے دشمن بن گئے ہیں اب کسی اور مقام پر جاتا ہوں جہاں پر میں کھل کر اللہ کی عبادت کرسکوں اور توحید کا پرچم بلند کرسکوں آپ نے ہجرت فرمائی۔

انبیاء کرام علیہم السلام اپنے وطن سے دوسرے علاقے کی طرف ہجرت اس وقت کرتے ہیں جب ان کے وطن میں ان کے مخالف کفار ان کی جان کے دشمن ہو جائیں۔ سلامتی کے ساتھ وطن میں نہ رہنے دیں جیسے مصر ف میں لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جان کے دشمن ہو گئے آپ کے قتل کی تدبیریں ہونے لگیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف ہجرت کر گئے اسی طرح جب زمین پر حضرت عیسی علیہ السلام کے دشمن ان کو قتل کرنے لگے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمانوں کی طرف ہجرت کی اور ہمارے نبی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قتل کرنے کی بازشیں کی جانے لگیں تو آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اسی قاعدہ کے مطابق حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی کفار سے جب دشمنی آپ کو جلانے کی سازش کی صورت میں ظاہر ہوئی تو آپ نے عراق سے شام کی طرف ہجرت فرمائی۔ جب سیدنا حضرت ابرہیم علیہ الصلوٰۃ السلام نے عراق سے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ کے ہمراہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا تھیں پہلے آپ حرا میں مقیم ہوئے اور کچھ دن کے بعد وہاں سے مصر کی طرف ہجرت فرمائی مصر کا بادشاہ بڑا ظالم فاسق اور فاجر تھا اس کا طریقہ تھا جس کی شادی ہوتی۔ وہ دلہن اس کے

سامنے پیش کی جاتی اگر وہ اسے پسند آجاتی تو اسے وہ اپنے پاس رکھ لیتا تھا ورنہ واپس بھیج دیتا۔ ہر طرف چوکیدار مقرر کیے ہوئے تھے۔ آنے والے مسافروں میں اگر کوئی حسینہ جمیلہ عورت ہوتی اسے بادشاہ کے پاس بھیج دیا جاتا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہجرت کرنا

حضرت ابراہیم کے ساتھ ان کی بیوی حضرت سارہ تھیں جو کہ بہت حسین وجمیل تھیں مخبر نے خبر دی کہ ایک مسافر کے ہمراہ ایک عورت ہے جو کہ اپنے حسن وجمال میں بے نظیر اور بے مثال ہے۔ بادشاہ نے حضرت ابراہیم کے پاس اپنے آدمی بھیج دیئے۔ جو کہ آپ کو بادشاہ مصر کے پاس لے گئے۔ ظالم بادشاہ حضرت سارہ کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا پوچھنے لگا کہ یہ عورت تیری کیا لگتی ہے؟ آپ نے اس خوف سے کہ اگر میں اپنی بیوی بتاؤں تو یہ ظالم کہیں قتل نہ کر دے۔ فرمایا یہ میری بہن ہے یعنی دین کے اعتبار سے بہن ہے اور رشتے کے لحاظ سے بھی حضرت سارہ حضرت ابراہیم کی چچا زاد بہن ہیں پیغمبر جو بھی قدم اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اٹھاتا ہے حضرت سارہ بادشاہ کے محل میں داخل ہوئیں تو بادشاہ نے دست درازی کا ارادہ کیا حضرت سارہ فرماتی ہیں میں مسافرہ ہوں مجھے وضو کر کے نماز ادا کرنے دو بادشاہ نے کہا: تمہیں اجازت ہے حضرت سارہ نے وضو کیا اور نماز پڑھ رہی ہیں۔ ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی نماز پڑھ رہے ہیں نماز ہی ہر مصیبت اور پریشانی کا علاج ہے حضرت ابراہیم اللہ کی بارگاہ میں بیوی کی حفاظت کی دعا کر رہے ہیں پاک دامنی کی دعا کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(پ ۷ ع ۱۵ آیت ۷۵)

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو زمین و آسمان کی ساری بادشاہیاں دکھائیں۔
جب نگاہ جھکی تو تحت السرا تک سارے پردے ہٹ گئے جب نگاہ اٹھی تو عرش معلی تک سارے پردے اٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو ساری خدائی دکھا دی تا کہ میرے خلیل کو اطمینان اور سکون ہو جائے۔

اب حضرت ابراہیم محل کا واقعہ اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے سارے پردے اٹھا دیئے۔

بادشاہ نے دست درازی کا ارادہ کیا تو ہاتھ شل ہو گیا خشک ہو گیا۔ اسے مرگی کا دورہ پڑا زمین پر گر گیا۔ منہ سے جھاگ نکلنی شروع ہو گئی سانس پھول گیا ظالم بادشاہ نے آپ سے دعا کی درخواست کی حضرت سارہ نے دعا کی ٹھیک ہو گیا دل میں پھر شیطانی وسوسہ پیدا ہوا پھر ہاتھ دراز کیا پھر خشک ہو گیا پھر دعا کی درخواست کی۔ حضرت سارہ نے دعا کی کہ یا اللہ کہیں میرے ذمہ نہ لگ جائے اسے تندرست کر دے پھر ٹھیک ہو گیا تیسری مرتبہ پھر ہاتھ دراز کیا۔ پھر ہاتھ خشک ہو گیا کہنے لگا میرے لئے دعا فرمائیں میں آپ کو کوئی تکلیف نہ دوں گا۔ تو آپ نے دعا کی یا اللہ اگر یہ سچا ہے' تو اس کا ہاتھ ٹھیک ہو جائے۔ تو اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا یہ سارا منظر حضرت ابراہیم باہر کھڑے ملاحظہ فرما رہے تھے۔ بادشاہ نے کہا: یہ انسان نہیں ہے یا جن ہے یا جادوگرنی ہے میرے پاس ایک عورت اور بھی ہے اس پر بھی قابو نہ پا سکا اسے بھی اس کے حوالے کر دو ان دونوں کو مصر سے نکال دو۔ (یہ حضرت ہاجرہ تھیں)۔ (تفسیر نعیمی پ ۱)

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا جو کہ شہزادی تھیں آپ نے والد قبطیوں کے بادشاہوں میں سے تھے۔ (تفسیر تبیان القرآن سورۃ ابراہیم جلد ۶ ص ۲۱۳)

حضرت سارہ کے سپرد کیا اور رخصت کر دیا حضرت سارہ حضرت ہاجرہ کو لے کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس پہنچیں۔ حضرت سارہ جب محل میں گئیں تو اکیلی تھیں اور جب واپس آئیں تو ساتھ حضرت ہاجرہ بھی تھیں حضرت ہاجرہ کی آزادی کے لئے حضرت سارہ کا امتحان ہوا اللہ تعالیٰ کے بندوں کی بات میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ جب دونوں محل سے باہر تشریف لائیں۔ تو حضرت سارہ نے سارا واقعہ بیان کرنا چاہا کہ اللہ کریم نے ظالم بادشاہ کے شر سے مجھے محفوظ رکھا ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا: سارا تمہیں محل کا واقعہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے محل میں جو کچھ ہو رہا تھا میں دیکھ رہا تھا۔ حضرت سارہ خوش ہو گئیں آپ وہاں سے ملک شام تشریف لائے اور یہاں سکونت اختیار فرمائی حضرت سارہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ حضرت سارہ کے کہنے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ سے نکاح کر لیا۔ باقی حالات آئندہ ان شاء اللہ بیان کروں گا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



اسلام میں سلام کرنے کا طریقہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ (پ۵ع۸)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

''اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں یا وہی کہہ دو''۔ (کنزالایمان)

آیت میں ''سلام'' کرنے کا طریقہ بیان ہوا ہے اس لئے آج ''سلام'' کے

متعلق بیان ہوگا دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمیں چاہیے کہ اس آیت پر عمل کرتے ہوئے ہم سلام کو رواج دیں اور اپنی عادت بنائیں اور سلام کیا کریں کیونکہ سلام دینا حضور کی پسندیدہ سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے سلام کا جواب دینے کے قرآن نے دو طریقے سکھائے ہیں۔ یا تو وہی الفاظ دہرا دو جن سے تمہیں سلام کہا گیا ہے یا ایسے الفاظ کا اضافہ کرو جو محبت پر دلالت کرتے ہوں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی خدمت میں فرشتے حاضر ہو تو انہوں نے ''سلام'' کہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی جواباً ''سلام'' فرمایا۔

قرآن کریم میں ہے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ (پ۲۶ ع۱۹)

اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی خبر آئی جب وہ اس کے پاس آ کر بولے سلام کہا سلام۔ (کنز الایمان)

دنیا کی قوموں میں ملاقات کا طریقہ

دنیا کی قوموں میں ملاقات کے وقت محبت اور خوشی ظاہر کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی لفظ یا فقرہ کہنے کا رواج تھا اور ہے عرب کے رہنے والے ملاقات کے وقت اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا ۔ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ صَبَاحًا ۔ تمہاری صبح خوشگوار ہو۔ حَيَّاكَ اللّٰه اللہ تجھے زندہ رکھے۔ ایران والے ہزار سال بزی۔ ہزار سال جیو کا فقرہ کہتے تھے۔ یورپ میں صبح کو گڈ مارننگ۔ اچھی صبح۔ شام کو گڈ ایوننگ'

اچھی شام رات کو گڈ نائٹ اچھی رات وغیرہ کہنے کا رواج ہے یہ ایک وقتی دعا ہے جس میں دوام نہیں، لیکن اسلام نے جو سلام کا طریقہ سکھایا ہے السلام علیکم اس میں دوام ہے خدا تمہیں ہمیشہ سلامت رکھے۔

اسلام میں سلام کرنے کا طریقہ

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ''السلام علیکم'' کہنے کا حکم دیا جس کا معنی ہے تم سلامت رہو گویا کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے، تو اس کے لئے سلامتی کی دعا کرتا ہے دوسرا بھی اس کے حق میں یہی دعا کرتا ہے اور کہتا ہے وعلیکم السلام جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ دونوں کے گھر میں سلامتی نازل فرماتا ہے۔ سلامتی کی دعا محدود اوقات کے لئے نہیں بلکہ اس میں دائمی سلامتی کا راز چھپا ہوا ہے اس میں مذہبی شان بھی پائی جاتی ہے اس سلامتی سے مقصود وہ سلامتی ہے جو اللہ کی طرف سے بندوں پر نازل ہوتی ہے ''سلام'' اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے گویا جب مسلمان آپس میں سلام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ دنیا میں انسان کو جو بہتر دعا دیجاتی ہے وہ اس کی سلامتی کی ہے۔ کہ دنیا وآخرت جان ومال اور اولاد ہر قسم کی سلامتی کو مشتمل ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کے درمیان اس کو گویا آپس میں پہچان کی علامت بنایا ہے آمنے سامنے جب دونوں طرف سے یہ الفاظ نکلتے ہیں تو دونوں اپنے سینوں میں ہزار بیگانگی کے باوجود آشنائی کی ایک لہر پاتے ہیں اور آپس میں محبت کی کشش محسوس کرتے ہیں۔

کون سا کام اچھا ہے؟

حدیث شریف میں آتا ہے:

وَاَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ

خَیْرٌ مَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ ۔(متفق علیہ مشکوۃ کتاب الاداب باب السلام) ۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا اسلام اچھا ہے یعنی کونسا کام اچھا ہے فرمایا کھانا کھلاؤ اور سلام کرو اسے جسے پہچانو، یا نہ پہچانو،

سلام سے محبت بڑھتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم جنت میں داخل نہیں ہوسکو گے۔ جب تک ایمان نہ لاؤ۔ اور تم ایماندار نہ بنو گے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو کیا تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تمہارے درمیان محبت پیدا ہو آپس میں سلام کو عام کرو''۔ (مشکوۃ ص ۳۹۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

پہلے سلام کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ (بیہقی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''دو مسلمان جب آپس میں سلام لیتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں''۔

(ابن ماجہ ص ۲۷۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ (رواہ البخاری)۔

سلام کرے چھوٹا بڑے پر اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے پر اور تھوڑے بہت پر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ جب دو طرفہ مسلمان آ رہے ہوں ایک چھوٹا ہو دوسرا بڑا ہو تو سنت طریقہ یہ ہے کہ چھوٹا بڑی عمر والے کو سلام کرے تاکہ احترام کا اظہار رہو گزرنے والا بیٹھے ہوئے پر۔ اور تھوڑے بہت پر سلام کریں یہی سنت طریقہ ہے۔

کفار کو سلام کا جواب کس طرح دیا جائے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ اَھْلُ الْکِتٰبِ فَقُوْلُوْا وَعَلَیْکُمْ

(مشکوٰۃ کتاب الاداب باب السلام متفق علیہ)

کہ تمہیں اہل کتاب سلام کریں تو کہہ دو "وعلیکم" یعنی تم پر بھی کافر کو سلام کرنے کی کوشش نہ کریں اگر وہ کرے تو جواب میں صرف "وعلیکم" کہہ دیں تمام کفار اور مرتدین کا یہی حکم ہے سلام کرنے میں احترام ہے اور کفار کا احترام جائز نہیں ہے۔

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۝

اور عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے ہے اور مومنوں کے لئے ہے۔

سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قریب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے" (ریاض الصالحین مشکوٰۃ کتاب الاداب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو سلام میں پہل فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند لڑکوں کے پاس سے گزرے ان کو سلام فرمایا اصول تو یہی ہے چھوٹا بڑے کو سلام کرے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں اتنی عاجزی اور انکساری ہے کہ بچو کو سلام میں پہل کرتے تھے۔ ہمیں بھی سرکار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بچوں کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی سلام میں پہل فرماتے ہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: اب بھی جب کوئی زیارت کرنے والا سرکار کی بارگاہ میں سلام کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ سلام عرض کرے۔ حسب عادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ پہلے ہی سلام فرما چکے ہوتے ہیں۔ (جذب القلوب)

گھر میں داخل ہوں تو سلام کریں

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَا بُنَيَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ (رواہ الترمذی، مشکوۃ باب السلام)

”روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو یہ برکت ہوگی تم پر اور تمہارے گھر والوں پر“۔

گھر میں ماں باپ ہوں یا بیوی بچے ہوں بہن بھائی ہوں سلام کر کے داخل ہوں گھر میں اتفاق ہوگا روزی میں برکت ہوگی اس حدیث کو (گھر آتے جاتے سلام کریں) سے پہلے لکھیں۔

گھر آتے جاتے سلام کریں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

جس وقت تم گھر میں داخل ہو اپنے گھر والوں کو سلام کہو۔ جب نکلو اپنے گھر والوں سے تو سلام کے ساتھ رخصت ہو۔ (ابوداؤد شریف)

سرکار مدینہ پر سلام

عاشق رسول قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفا شریف میں فرماتے ہیں ''اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہو اور اس طرح کہو اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔ علی قاری شفا شریف کی شرح کرتے ہوئے اس مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو حضور پر سلام کیوں کہا جائے فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہوتی ہے۔ (شرح الشفا جلد دوم ص ۱۱۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

جس وقت تم میں سے کوئی کسی مجلس کی طرف پہنچے سلام کہے اگر ضرورت محسوس کرے وہاں بیٹھ جائے پھر جب کھڑا ہو سلام کہے اس لئے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔ (ترمذی شریف)

آج کل جب گھر سے نکلتے ہیں تو کہتے ہیں اچھا میں چلتا ہوں ''خدا حافظ'' اچھا بائے بائے کہتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ گھر سے نکلتے وقت بھی سلام کہنا چاہئے یہی سنت ہے۔

سو رحمتیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب دو مسلمان ملاقات کے وقت

کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں تو ایک سو رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں اور ان میں سے نوے رحمتیں پہلے سلام کرنے والے کے لئے ہوتی ہے اور دس جواب دینے والے کے لئے (کیمیائے سعادت)

چالیس نیکیاں ملتی ہیں

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا ''السلام علیکم'' آپ نے اس کا جواب دیا وہ بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس نیکیاں لکھی گئیں ہیں پھر دوسرا شخص حاضر ہوا اس نے عرض کیا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ نے اسے جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا آپ نے فرمایا: بیس نیکیاں لکھی گئیں ہیں۔ پھر ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اس نے عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا تیس نیکیاں ہیں پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ حضور نے فرمایا: اس کے لئے چالیس نیکیاں ہیں اور فضائل اسی طرح ہوتے ہیں یعنی جتنا کام زیادہ ہوگا اتنا ثواب بھی بڑھتا جائے گا سلام کرنے کا کتنا فائدہ ہے کہ اتنی نیکیاں نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں، لیکن ہمیں قدر نہیں ہے کاش ہمیں نیکیوں کی قدر ہوتی ہم نیکیوں کی طرف توجہ دیتے۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۸)

اوّل سلام بعد کلام

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سلام گفتگو سے پہلے ہے'' (مشکوٰۃ باب السلام)

آج کل جب دو مسلمان ملتے ہیں تو آپس میں باتیں شروع کر دیتے ہیں

سلام کا انہیں پتہ ہی نہیں حالانکہ حدیث شریف سے پتہ چلتا ہے پہلے سلام پھر کلام۔

یہود و نصاریٰ سے مشابہت نہ کرو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

ہمارے غیر سے مشابہت پیدا کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے۔ یہود ونصاریٰ کے مشابہ نہ بنو یہود کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔ (ترمذی شریف)

ہمیں یہود و نصاریٰ سے مشابہت نہیں کرنی چاہئے البتہ اگر کسی نے زبان سے سلام کے الفاظ کہے اور ساتھ ہی ہاتھ بھی اٹھا دیا تو پھر کوئی حرج نہیں ہمیں اپنے چھوٹے بچوں کو بھی سنت کے مطابق سلام کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے ٹاٹا' بائے بائے کے بجائے سلام' کے الفاظ سکھائے جائیں اس طرح گھر کا ماحول بھی اسلامی بن جائے گا۔

درمیان میں ستون آجائے پھر ملیں تو سلام کریں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلامی بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر ان کے درمیان درخت' دیوار یا پتھر وغیرہ حائل ہو جائے اور وہ پھر اس سے ملے تو دوبارہ اس کو سلام کرے۔ (ابوداؤد شریف)

جنت کی پروانہ کرنے والا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی فلاں شخص کے میرے باغ میں کچھ پھل رکھے ہوئے ہیں اور وہ اٹھاتا نہیں ان کی وجہ سے مجھے تکلیف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیج کر اسے بلوایا اور یہ فرمایا کہ پھلوں

کو بیچ ڈالو۔ اس نے کہا: نہیں بیچوں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہبہ کر دو۔

اس نے کہا: نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مشورۃً) فرمایا:

اس کو جنت کے پھلوں کے عوض بیچ دو۔

اس نے کہا: نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تجھ سے بڑھ کر بخیل نہیں دیکھا مگر وہ شخص جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

سلام میں بخل نہیں کرنا چاہئے سلام کرنا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے اس لئے ہر ایک کو سلام کرنا چاہئے۔

دو مسلمان بھائیوں کا آپس میں بات چیت بند کر دینا حرام ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن تک اس طرح ملاقات ترک کرے کہ جب دونوں کا آمنا سامنا ہو تو ایک اس طرف اور دوسرا اس طرف منہ پھیرے ہوئے ہو اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (بخاری شریف)

دین کی وجہ سے تعلقات توڑنے جائز ہیں۔ نماز نہیں پڑھتا ہر وقت غلیظ گالیاں بکتا رہتا ہے تاش کھیلتا ہے۔ فلمیں دیکھتا ہے۔ ایسے دوستوں سے دور رہنا بہتر ہے ایسوں کی صحبت لے ڈوبتی ہے۔

دو رشواز اختلاط یا ربد
یا ربد بدتر بوداز مار بد

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو مدینہ لے جاتے

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو مدینہ شریف لے جائے۔ تو وہاں جو شخص بھی آپ کو ملے اسے "السلام علیکم" ضرور کہیں کیونکہ مدینہ میں نظر آنے والے لوگ پتہ نہیں کہاں کہاں سے آئے ہوتے ہیں اللہ جانے کہ کس مرتبہ کے بزرگ ہوتے ہیں وعلیکم السلام اگر ان کے منہ سے نکل گیا تو سمجھ لو کام بن گیا کیونکہ اس نے سلامتی کی دعا کر دی ہے اور جس کے لئے اللہ کا مقبول بندہ سلامتی کی دعا کردے اس کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

راستوں میں بیٹھنے سے بچو

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبے میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے کوئی زندگی کا حصہ ایسا نہیں جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی راہنمائی سے روشن نہ فرمایا ہو۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ

راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔

صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ بعض اوقات ہمیں راستوں میں بیٹھنا پڑتا ہے کہ وہاں بیٹھ کر ہم کاروبار اور دوسری ضروریات کی باتیں کرتے ہیں تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھا اگر تم مجبور ہو تو پھر

فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّہٗ "رستہ کو اس کا حق دو"۔

غلاموں نے عرض کی:

"وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ" حضور رستے کا حق کیا ہے؟

سرکار نے ارشاد فرمایا:

"غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ" (متفق علیہ مشکوۃ ص ۳۹۸ کتاب الاداب)

"آنکھ کا جھکانا، اور ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اور نیکی کی تلقین کرنا، اور برائی سے منع کرنا" یعنی راستوں میں بیٹھو تو پھر اپنی نظریں نیچی رکھو کیونکہ راستے سے عورتیں اور بچے گزرتے رہتے ہیں اس لئے بدنظری کا اندیشہ ہے۔ راستے میں بیٹھ کر نظر بازی نہ کرو اور نگاہیں نیچی رکھو اجنبی عورتوں پر نہ پڑیں۔ راستہ میں کانٹا پڑا ہے اینٹ پڑی ہے کوئی پتھر پڑا ہے ہٹا دو تا کہ کسی راہ گیر کو تکلیف نہ ہو۔ راستہ سے گزرنے والا اگر تمہیں سلام کہے تو اس کا جواب دو اگر راستہ میں کوئی برا کام کرتے ہوئے دیکھو تو اسے روکو اور اُسے اچھے کام کرنیکا مشورہ دو اس صورت میں تمہارا راستہ میں بیٹھنا درست ہے اور یہ کام عبادت ہیں۔ اسلام کی یہی تعلیم ہے اگر تم گھر میں ہو یا بازار میں یا راستہ میں ہر حال میں مسلمان بن کر رہو غیر اخلاقی حرکت نہ کرو تم تو اس کے غلام ہو جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے دشمنوں کو بھی قبائیں دیں

عورتوں کو سلام

حضرت جریر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں پر گزرے تو انہیں سلام کیا۔ (احمد) (مشکوۃ کتاب الاداب باب السلام)

اجنبی عورتوں کو سلام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے کہ وہاں فتنہ کا خطرہ نہیں دوسرے مسلمان اجنبی عورتوں خصوصاً جوان عورتوں کو ہرگز سلام نہ

کریں نہ ان کے سلام کا جواب دیں یہ سلام گناہ کی طرف لے جا سکتا ہے۔البتہ اپنی محرم عورتوں کو ماں، بہن، خالہ، پھوپھی، نانی، دادی، بیٹی، کو سلام کریں۔

ہاتھ ملانا سنت طریقہ ہے

جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو پہلے سلام کریں اور پھر ہاتھ ملائیں یہ سنت ہے صحابہ کرام ملاقات کے وقت ایسا ہی کرتے تھے ''حضرت ابوالخطاب سے مروی ہے فرمایا' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کیا مصافحہ (ہاتھ ملانا) کا حضور کے صحابہ میں رواج تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں (بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یمن والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے آکر مصافحہ کیا ہے'' (ابوداؤد شریف)

آپس میں ہاتھ ملانے کو ''مصافحہ'' کہتے ہیں مصافحہ کرنے سے عداوت اور دشمنی دور ہو جاتی ہے اور ان کی مغفرت ہو جاتی ہے گناہ جھڑ جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسلمان جب اپنے بھائی مسلمان سے ملے اور ہاتھ پکڑے (مصافحہ) تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے تیز آندھی کے دن خشک درخت کے پتے اور ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (طبرانی)

گلے ملنا سنت ہے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت زید بن

حارث مدینہ شریف آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے زید آئے اور دروازے پر دستک دی حضور اٹھ کر کپڑا کھینچتے ہوئے ان کی طرف تشریف لے گئے۔ ان سے معانقہ کیا (گلے ملے) اور ان کو بوسہ دیا۔ (ترمذی شریف)

صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومتے تھے

حضرت زارع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قبیلہ عبدالقیس حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا یہ بھی اس وقت وفد میں شریک تھے یہ فرماتے ہیں: جب ہم مدینہ شریف پہنچے۔ اپنی منزلوں سے جلدی جلدی حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک اور قدم شریف کو بوسہ دیتے تھے۔ (ابوداؤد شریف)

سرکار مدینہ خاتون جنت کا استقبال فرماتے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو حضور ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے اور اس کو بوسہ دیتے پھر اپنی جگہ بٹھاتے اور جب آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جاتیں اور حضور کا ہاتھ پکڑ لیتیں اور بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں۔ (ابوداؤد شریف)

غلط طریقے سے سلام کرنا منع ہے

بعض لوگوں کو اگر سلام کیا جائے تو وہ جواب میں کہتے ہیں بسم اللہ وعلیکم السلام، بسم اللہ شریف کے پڑھنے کا یہ مقام نہیں ہے اس لئے جواب میں وعلیکم السلام کہا جائے۔

بعض لوگ السام علیکم کہتے ہیں اس کا معنی ہے تم پر موت واقع ہو یہ یہودی کہتے تھے اس طرح کہنا منع ہے۔ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ کر کہتے السلام علیکم تم پر موت واقع ہو نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ان کو جواب دیا اور وہ ہمیشہ کے لئے ذلیل رسوا ہو گئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں گڈ مارننگ' ہیلو' بائے بائے' آداب عرض جیسے رہو' رام رام نمستے' یہ سب غلط طریقے ہیں

خلاف پیغمبر کے را گزید

کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو ایک کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مغفرتہ اور دوسرا جواب میں کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ اگر الفاظ میں اضافہ نہیں کرنا چاہتے تو پہلا کہے السلام وعلیکم دوسرا جواب میں کہے وعلیکم السلام۔

پاکستان کے حکمران:

پاکستان کے حکمران عورتوں سے ملاقات کے وقت ہاتھ ملاتے ہیں بلکہ بعض تو بوسہ بھی لیتے ہیں یہ منع ہے یورپ والوں کا طریقہ ہے اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا اللہ تعالیٰ مسلمان حکمرانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ○ (پ۲۳ ع ۷ سورۃ الصٰفٰت)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن حکیم کی جو آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ○

اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا۔ (کنزالایمان)

یہ ذالحجہ کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک میں حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی عظیم الشان قربانی کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے پورا عالم اسلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ کر کے اپنے ایمان کو تازہ کرتا ہے آج مختصر وقت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نذرانہ عقیدت پیش کروں گا دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر نوے سال ہو گئی ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہوئی، آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ۝

میرے رب عطا فرمادے مجھے ایک نیک بچہ

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور فوراً مژدہ سنایا۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۝

پس ہم نے مژدہ سنایا انہیں ایک حلیم فرزند کا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی

بڑھاپا آگیا ہے عمر نوے سال ہو چکی ہے بڑھاپے میں اولاد کے لئے دعا مانگ کر قیامت تک کے مسلمانوں کو بتایا کہ ایک تو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ ہر وقت دامن پھیلا کر اللہ سے مانگتے رہو۔

دوسرا یہ کہ جب بھی دعا کرو تو صالح بیٹے کی دعا کرو۔

صالح اولاد کی دعا کرو

بیٹا نیک ہو صالح ہو ماں باپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں

اور دل خوش ہوتا ہے

اگر بیٹا شرابی ہونا فرمان ہو تو ماں باپ یہی کہتے ہیں کہ یا اللہ یہ نہ ہی ہوتا تو اچھا تھا

جب بھی دعا مانگو صالح اولاد کی دعا مانگو

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا مانگی:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ○ یا اللہ مجھے صالح اولاد عطا فرما۔

میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ جو میرے مشن کو جاری رکھے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا فوراً قبول ہوگئی اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ○ ہم نے بشارت دی ابراہیم کو بردبار بیٹے کی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کے بطن پاک سے حضرت اسمٰعیل جیسا بردبار حلیم الطبع اور فرمانبردار بیٹا عطا کیا اور ساتھ ہی امتحان آ گیا۔ بڑھاپے میں چاند سا بیٹا عطا کیا حسین وجمیل لخت جگر عطا کیا اور ساتھ ہی ایک نیا امتحان آ گیا ایک دن حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل کو گود میں لے کر پیار کر رہے ہیں غیرت الٰہی جوش میں آئی فرمایا ابراہیم مجھ سے محبت ہے کہ بیٹے سے محبت ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا: تجھ سے تیرے نام پر ہزاروں اسمٰعیل قربان۔ فرمایا ان کو مکہ کے جنگلوں میں چھوڑ آؤ۔ جہاں نہ چرند ہو نہ پرند نہ آبادی ہو بے آب وگیاہ وادی میں چنانچہ حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل دودھ پیتے بچے کو لے کر ملک شام سے چلے اور مکہ معظمہ میں کعبہ شریف کے نزدیک مقام زم زم پر آ کر اتارا۔ ایک مشکیزہ پانی کا اور کھجوریں دے کر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت ہاجرہ نے جب واپس جاتے ہوئے دیکھا عرض کی حضور یہاں ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں حضرت

ابراہیم نے فرمایا: ''اللہ'' میں تمہیں اللہ کے سپرد کر کے جا رہا ہو۔ ان کے قدموں کے صدقے اللہ نے مکہ کو آباد کرنا تھا۔ آج پوری دنیا سے لوگ دوڑے ہوئے جا رہے ہیں فرمایا جاؤ ان کو جنگلوں میں چھوڑ آؤ عرب کے صحراؤں میں چھوڑ کر واپس جانے لگے۔ تو پہاڑ کی اوٹ میں کھڑے ہو کر دعا مانگی:

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ○

(پ ۱۳ ع ۱۸ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۷)

اے میرے پروردگار میں نے اپنی کچھ اولاد ایک ایسی وادی بسائی ہے جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے میرے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں۔ تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔

غور کریں آپ کی دعا کس شان سے قبول ہوئی۔ مکہ میں کوئی باغ نہیں ہے لیکن دنیا کا ہر پھل مکے میں بارہ مہینے رہتا ہے۔ پیغمبر کا کام ہے دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے قبول کرنا جن ملکوں میں باغات ہیں ہو سکتا ہے وہاں پھل نہ ہوں لیکن مکہ میں ہر وقت پھل رہتے ہیں۔ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا کا اثر ہے۔

حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل

حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو چھوڑ کر واپس ملک شام تشریف لے گئے۔ پانی اور کھجوریں ختم ہو گئیں گود میں بچہ ہے کوئی مکان نہیں ہے کوئی کھانے کا انتظام نہیں ہے جنگل ہی جنگل ہے پرندے تک موجود نہیں

ہیں۔ پانی موجود نہیں ہے حضرت ہاجرہ نے دیکھا بچہ پیاس کی وجہ سے بے قرار ہے آپ سخت پریشان ہوئیں حضرت اسماعیل کو چھوڑ کر پانی کی تلاش میں نکلیں بے چینی کے عالم میں کبھی صفا پر جاتی ہیں اور کبھی مروہ پر۔

آبِ زم زم جاری ہو گیا

حضرت ہاجرہ نے حضرت اسماعیل کی پیاس بجھانے کے لئے پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوں پر سات چکر لگائے۔ اچانک ایک دھماکے کی آواز آئی فوراً بچے کے پاس پہنچیں۔ دیکھ کر حیران ہو گئیں کہ جہاں حضرت اسمٰعیل ایڑیاں رگڑ رہے تھے وہاں پر پانی کا چشمہ جاری ہو چکا تھا۔ پانی دیکھ کر خوش ہو گئیں حضرت ہاجرہ نے دیکھا کہ پانی بڑے زور سے بہہ رہا ہے پہلے پانی ملتا نہیں تھا اب پانی رکتا نہیں پھیلتا جا رہا ہے حضرت ہاجرہ نے پانی کے ارد گرد ریت کا بند بنا کر پانی کو روکا اور فرمایا:

يَا مَاءَ زَمْ زَمْ   اے پانی ٹھہر جا ٹھہر جا۔

اگر چشمہ کو جاری کرنا حضرت اسمٰعیل کا معجزہ ہے تو اس پانی کو روکنا حضرت ہاجرہ کی کرامت ہے۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے حضرت اسمٰعیل کی والدہ حضرت ہاجرہ پر اگر پانی کو نہ روکتیں تو وہ تمام دنیا کی ضروریات کو پورا کرتا بہت بڑا چشمہ بن جاتا دنیا کے لئے کافی ہوتا۔ آب زم زم میں غذائیت بھی تھی خود بھی پیا اور حضرت اسمٰعیل کو بھی پلاتیں۔ چاروں طرف پٹرول ہی پٹرول ہے لیکن آب زم زم میں نہ پٹرول کی بو ہے نہ مزہ ہے آب زم زم شفا ہی ہے۔ حکم ہے پانی بیٹھ کر پیو۔ لیکن جب آب زم زم پیو تو کھڑے ہو کر پیو اور دعا مانگو جو دعا مانگو گے قبول ہو گی۔ آب زم زم حضرت اسمٰعیل کا معجزہ ہے تمام کائنات کو

سیراب کر رہا ہے اس سال 35 لاکھ نے حج کیا ہے ہر ایک حاجی اپنے ساتھ پانی لایا ہے۔ کنویں پر پمپ لگے ہوئے ہیں ہزاروں گیلن ہر روز پانی نکلتا ہے لیکن پانی میں کمی نہیں آتی۔ آب زم زم کو مسجد نبوی مدینہ منورہ میں بھی پہنچا دیا گیا ہے۔ حاجی پوری دنیا میں آب زم زم لے جاتے ہیں خود بھی پیتے ہیں دوسروں کو بھی پلاتے ہیں' لیکن آج تک آب زم زم میں کمی نہیں آئی۔

مکہ مکرمہ کی آبادی

یمن کا ایک قبیلہ بنی جرہم جو کہ خانہ بدوش تھے عرب میں پہلے اس قسم کے قبیلے بہت ہوتے تھے خانہ بدوش ان کے پاس گھوڑے اونٹ اور بکریاں ہوتی ہیں جہاں چارہ اور پانی دیکھتے ہیں وہاں پر ٹھہر جاتے ہیں اور کچھ عرصے کے بعد پھر کہیں دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔

قبیلہ بنی جرہم کا گزر ''کدا'' کے مقام سے ہوا تو انہوں دیکھا کہ کچھ فاصلہ پر پرندے چہچہا رہے ہیں اور اِدھر اُدھر اڑ رہے ہیں انہوں نے کہا: ہم اس جگہ سے کئی مرتبہ گزرے ہیں پرندوں کو کبھی اڑتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آج پرندے اڑ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے یہاں کوئی ضرور چشمہ نکل آیا ہے کچھ آدمیوں کو پتہ کرنے کے لئے بھیجا تلاش کرتے ہوئے جب یہاں پہنچے تو دیکھا ایک عورت اپنی گود میں بچہ لے کر بیٹھی ہے۔

صدا آئی کہ اے جرہم کے بچو بادیہ گردو
آداب کی ہے جگہ بوڑھو جوانوں عورتو مردو
یہ عورت اور اس کی گود بچہ جو لیٹا ہے
یہ پیغمبر کی بیوی ہے وہ پیغمبر کا بیٹا ہے

اے قبیلہ جرہم! یہ عورت کوئی عام عورت نہیں ہے یہ بچہ کوئی عام بچہ نہیں ہے یہ عورت پیغمبر کی بیوی اور بچہ پیغمبر کا بیٹا ہے۔ ان کا احترام ضروری ہے۔

سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم الشان قربانی

دیکھا کہ چشمہ پر ایک عورت گود میں بچہ لے کر بیٹھی ہے۔ انہوں نے چشمہ کا پانی پیا تو محسوس ہوا کہ جس میں جیسے قوت آ گئی ہے جیسے کوئی ٹانک پی لیا ہے انہوں نے واپس جا کر اپنے قبیلہ کو خبر دی تو سب نے آپس میں مشورہ کیا۔ کہ جنگل میں پانی مل جائے بڑی غنیمت ہے وہیں چل کر ٹھہرتے ہیں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے یہاں پر رہنے کی اجازت مانگی۔ حضرت ہاجرہ نے اس شرط پر اجازت دی کہ تم یہاں پر رہ سکتے ہو آب زم زم پی سکتے ہو لیکن آب زم زم پر حق ہمارا ہوگا قبیلہ بنی جرہم نے وہاں رہائش اختیار کر لی اور اپنے دوسرے رشتہ داروں کو بھی بلا لیا۔ یہاں پر پتھر اور گارے سے مکان بنا لئے کھجور کے پتوں کی چھتیں ڈال لیں اور ایک مکان حضرت ہاجرہ کو بھی بنا دیا اچھی خاصی بستی بن گئی اور اس طرح مکہ معظمہ کی ابتداء ہو گئی۔

حضرت ابراہیم ملنے کے لئے آئے

کچھ عرصہ کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام سمجھ دار ہو گئے آپ نے بنی جرہم سے عربی زبان بھی سیکھ لی۔ نہایت ذہین، قابل اور ہونہار جوان ہوئے قبیلہ جرہم کے سردار کی بیٹی سے آپ کا نکاح ہوا حضرت ابراہیم خلیل اللہ شام سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ تو اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر پر نہیں تھے۔ شکار کے لئے گئے ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل کی بیوی سے گھر کے حالات پوچھے۔ بیوی نے شکوہ شکایت کیا کہا کہ بہت تنگدستی ہے ہم غریب

ہیں۔ گزارہ بہت مشکل سے ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی بھی نہ کی واپس جاتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اپنے شوہر سے ہمارا سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ اس گھر کی چوکھٹ بدل دو یہ چوکھٹ اس گھر کے شایان شان نہیں ہے شام کے وقت جب حضرت اسماعیل واپس گھر تشریف لائے تو مکہ کے گلی کوچوں میں نبوت کے برکات وانوار دیکھے بھینی بھینی خوشبو محسوس کی سمجھ گئے کہ میرے والد تشریف لائے ہوں گے۔

اپنی بیوی سے پوچھا کیا کوئی آج آیا تھا بیوی نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ کہ ایک بزرگ آئے تھے انہوں نے مجھ سے گھر کے حالات پوچھے تو میں نے کہا: حالات اچھے نہیں ہیں تو انہوں نے کہا: اپنے شوہر سے کہنا اپنے گھر کی چوکھٹ بدل دیں۔ حضرت اسماعیل نے فرمایا: وہ میرے والد محترم تھے تو میرے گھر کی چوکھٹ ہے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں طلاق دے دوں۔ جاؤ میں نے تمہیں طلاق دیدی بات دراصل یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تو ہیں مقام رضا پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی جان بھی آگ میں ڈال دی اور یہ باتیں تھیں مقام رضا کے خلاف تو اس لئے آپ نے ایسا فرمایا اور طلاق کا حکم دیا اس کے بعد قبیلہ جرہم کی دوسری لڑکی سے نکاح کیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ دوسری مرتبہ ملنے کے لئے تشریف لائے لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر پر موجود نہیں تھے۔ شکار کے لئے گئے ہوئے تھے۔ ان کی نئی بیوی نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ حضرت شریف لائیے۔ غریب خانہ میں کچھ دیر قیام کریں۔ آپ کے سر مبارک میں گرد وغبار ہے۔ مجھے اجازت دیں کہ میں دھو دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: مجھے سواری سے اترنے کا حکم نہیں ہے۔

حضرت اسماعیل کی بیوی ایک پتھر اٹھا کر لائیں یہ وہی مقام ابراہیم تھا ان کی رکاب کے پاس رکھ کر عرض کیا کہ اس پتھر پر قدم مبارک رکھ کر اپنا سر مبارک جھکا دیں اس طرح آپ اپنے معاہدہ پر بھی قائم رہیں گے اور مجھے خدمت کا موقع بھی مل جائے گا حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور ایسا ہی کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے آپ کا سر دھو کر کنگھی کر دی آپ نے اپنی بہو سے گھر کے حالات بھی پوچھے۔ عرض کی الحمدللہ ہم بہت آرام سے ہیں۔

کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پینے کے لئے ہمیں آب زم زم دیا ہے اور کھانے کے لئے گوشت دیا ہے اسماعیل جیسا اللہ نے مجھے شوہر دیا ہے حضرت ابراہیم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے پانی میں اور گوشت میں برکت دے واپس جاتے ہوئے ارشاد فرمایا جب تمہارے شوہر گھر آئیں تو انہیں سلام کہنا اور کہنا کہ تمہارے دروازے کی چوکھٹ بہت اچھی ہے اس کی حفاظت کرنا۔

شام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو انہوں نے پھر وہی انوار و برکات دیکھے۔ بیوی سے پوچھا کیا کوئی بزرگ تشریف لائے تھے۔ اس نے کہا: ہاں اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ میرے والد محترم تھے تمہارے متعلق حکم دے گئے ہیں کہ تمہاری حفاظت کروں اور تمہیں طلاق نہ دو اور تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ملنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت اسماعیل کو دیکھا کہ زم زم کے قریب درخت کے نیچے بیٹھ کر تیروں کو درست کر رہے ہیں باپ بیٹے نے ایک دوسرے کو پہچانا۔ حضرت اسماعیل اٹھے باپ نے بیٹے کو گلے لگایا۔ پیشانی پر بوسے دیئے۔ اور اس قدر روئے کہ پرندے بھی ہوا میں

رونے لگے۔ کچھ روز یہاں قیام فرمایا ایک دن فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ خانہ کعبہ کی تعمیر کرو جب خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو پھر آٹھ ذی الحجہ کو آپ کو خواب میں حکم ملا کہ فرزند کو ذبحہ کرو۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا خواب

ایک دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ آرام فرمارہے تھے کہ خواب میں حکم الٰہی ہوتا ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (پ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۰۲)

پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا۔ کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔

جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی۔ ویسا ویسا ہی رب تعالیٰ نے فرمانبردار بیٹا عطا کیا۔ ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ انبیاء کا خواب بمنزلہ وحی الٰہی ہوتا ہے اس لئے آپ سمجھ گئے کہ میرا خدا مجھے اپنا فرزند ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔

فوراً اپنے لخت جگر نور نظر کو فرمان خداوندی پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ جانتے تھے کہ اگر بیٹے کی قربانی دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے تو یہ سودا بڑا سستا ہے۔

تعمیل حکم کے لئے روانگی

یہ ساری بات اپنے بیٹے کو بھی بتائی۔ اور دونوں باپ بیٹا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے صبح سویرے ہی گھر سے روانہ ہو گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری اور رسی ساتھ لے لی۔ بیٹا اپنے حسن اپنی جوانی۔ اپنی امیدوں اور اپنی امنگوں کو قربان کرنے کے لئے جا رہا ہے باپ اپنی سو سالہ دعاؤں کے ثمر کو لخت جگر اور نور نظر کو قربان کرنے کے لئے جا رہا ہے دونوں باپ بیٹا بے حد خوش ہیں بے حد مسرور ہیں۔

شیطان پریشان ہو گیا

شیطان کو حضرت ابراہیم کی یہ ادا پسند نہ آئی۔ سوچا اگر ابراہیم علیہ السلام کا کھیل بگاڑ کر نہ رکھ دوں تو مجھے شیطان کون کہے گا۔ دوڑتا ہوا آپ کے گھر پہنچا حضرت ہاجرہ تشریف فرما تھیں پوچھا میاں جی کہاں ہیں حضرت ہاجرہ نے بتایا دونوں باپ بیٹا سیر و تفریح کے لئے باہر گئے ہیں کہنے لگا نہیں۔ تم دھوکے میں ہو۔ ابراہیم آج تیرے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے ہیں اٹھو اور اپنے بیٹے کو لے آؤ ورنہ پچھتاؤ گی۔ آپ نے فرمایا: کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم کو اپنے بیٹے سے بڑا پیار ہے۔ شیطان نے کہا: انہیں رب کا حکم ہے۔

حضرت ہاجرہ نے فرمایا: اگر رب تعالیٰ کا حکم ہے یہ تو ایک اسماعیل ہے اگر ہزاروں اسماعیل بھی ہوں تو اس کے اشارے پر قربان کرتی چلی جاؤں ماں کا دل بے حد نرم ہوتا ہے۔ یہاں پر اسے کامیابی کی سو فیصد امید تھی' لیکن ناکام ہوا ذلیل و رسوا ہوا ظالم نے ہمت نہیں ہاری۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچا اور کہا آج تمہیں حضرت ابراہیم

ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسماعیل نے فرمایا: کوئی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے۔ شیطان نے کہا: انہیں ربّ کا حکم ہے۔ حضرت اسماعیل نے فرمایا: اگر رب تعالیٰ میری قربانی لے کر راضی ہو جائے تو مجھے اور کیا چاہئے۔ یہ تو میرے لئے بہت بڑی سعادت ہے خوشی سے جان کا نذرانہ پیش کروں گا۔ بلکہ میں تو یہی کہوں گا۔ جان دی دی ہوئی اسی کی تھی۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا شیطان آخری وار آزمانے کے لئے حضرت ابراہیم کے پاس پہنچا۔ اور کہا اے ابراہیم آپ کو بڑھاپے میں ایک بیٹا ملا ہے وہ بھی اتنا حسین وجمیل جسے چاند دیکھ کر شرما جائے اسے ذبح کرنے کے لئے جا رہے ہو۔ تمہارا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ نسل ختم ہو جائے گی۔ خاندان مٹ جائے گا۔ تم کہتے ہو میں نے خواب دیکھا ہے یہ خواب شیطانی بھی ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ نے حکم دینا ہوتا تو جبرائیل کو آپ کے پاس بھیج دیتے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا: شیطان مردود میرا خواب شیطانی نہیں رحمانی ہے۔ شیطان مردود تیرا داؤ مجھ پر نہیں چل سکتا پھر آپ نے کنکر مار کر اسے بھگایا یہ عمل تین مرتبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ کنکر مارنے اتنے پسند آئے اس نے قیامت تک آنے والے حاجیوں کو حکم فرمایا اس مقام پر کنکر مار کر حضرت ابراہیم کی یاد کو تازہ کرو جب دونوں باپ بیٹا ایک گوشہ تنہائی میں پہنچے تو حضرت ابراہیم نے اپنے پیارے بیٹے اسماعیل کو کہا:

یٰبُنَیَّ اِنِّیۡ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی۔

اے میرے پیارے فرزند میں نے دیکھا ہے خواب میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اب بتا تیری کیا رائے ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا:

یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۝

اے میرے پدر بزرگوار کر ڈالئے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ ابا جان! میرے ہاتھ اور پیر رسی سے باندھ دیجئے کہیں ایسا نہ ہو بے خبری میں انہیں ہلا بیٹھوں اور آپ پر میرے خون کے چھینٹے پڑ جائیں اور میرا چہرا زمین کی طرف کر دیجئے تا کہ کہیں ایسا نہ ہو میرے چہرے پر نظر پڑے اور چھری چلنے سے رک جائے

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

اللہ کے خلیل نے ایسا ہی کیا زمین پر لٹاتے ہوئے چہرا زمین کی طرف کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس ادا کو بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ۝

پس جب دونوں نے سر اطاعت خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔

حضرت ابراہیم نے تیز چھری گردن پر رکھ کر پوری قوت سے چلائی قوت پیغمبری سے چھری چلائی لیکن بال تک کٹنے نہیں پایا۔ چھری کو تیز کیا لیکن چھری اثر انداز نہیں ہوئی آپ نے یہ عمل تین مرتبہ کیا۔ لیکن کوئی اثر نہ ہوا جب کوئی اثر نہ ہوا تو حضرت ابراہیم نے چھری کو پھینکا۔ چھری نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ یا اللہ مجھے زبان عطا کر تا کہ میں اپنی بے بسی کا اظہار کر سکوں۔ چھری نے عرض کی حضور آپ مجھ سے ناراض کیوں ہیں فرمایا تو نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی۔

اسماعیل کو ذبح کیوں نہیں کیا۔ چھری نے عرض کی حضور کبھی کوئی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا: مجھے خدا نے حکم دیا ہے چھری نے عرض کی جس خدا نے آپ کو ایک مرتبہ حکم دیا ہے بیٹے کو ذبح کرو اس خدا نے مجھے ستر مرتبہ کہا ہے بال تک نہ کٹنے پائے۔ میرا کیا قصور ہے۔ حضرت اسماعیل کی جگہ ایک مینڈھا ذبح ہو گیا جو کہ حضرت جبرائیل جنت سے لائے تھے حضرت اسماعیل کو بچا لیا گیا۔

رب تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۝ (سورۃ الصافات)

اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک یہ بڑی کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچا لیا۔

یہ ہے اسلام کی تعلیم کا خلاصہ اپنے آپ کو اپنی ہر چیز کو اللہ کے لئے قربان کر دینا۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسین ابتدا ہے اسماعیل

اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچا لیا

اس عظیم الشان قربانی کی فرش سے لے کر عرش تک دھوم مچ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل پر انعامات کی بارش کر دی فرمایا:

إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝

ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۝

اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ۝

اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۝

سلام ہو ابراہیم پر

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۝

بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۝

اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحٰق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا نبی ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں۔

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ

اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحٰق پر۔

یہ انعامات اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کو عطا کیے۔

قربانی کے متعلق یہودیوں کا دعویٰ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس فرزند کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ کون ہیں اسماعیل علیہ السلام یا اسحاق علیہ السلام ہیں یہودی یہ کہتے ہیں کہ یہ قربانی حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ہوئی ہے۔ ہمارے لئے دونوں محترم ہیں اور دونوں پر ہم ایمان رکھتے ہیں قرآن کریم اور تاریخی حالات اس پر گواہ ہیں کہ یہ قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ہے۔ قربانی میدان منیٰ میں ہوئی ہے حضرت

ابراہیم نے جس جگہ حضرت اسماعیل کو لٹایا حاجیوں کو حکم ہے اسی جگہ جا کر قربانی کرو تو قربانی کی جگہ میدان منیٰ ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور میدان منیٰ کے میں ہے اور حضرت اسحٰق علیہ السلام تو ساری زندگی کے آئے ہی نہیں حضرت اسحٰق تو ساری زندگی ملک شام میں رہے ہیں اگر حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قربانی ہوتی تو ان کی یاد گار ملک شام میں ہوتی لیکن قربانی کی جگہ تو کے میں ہے میدان منیٰ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چلنے پھرنے کی جگہ ہے تسلیم کرنا پڑے گا قربانی حضرت اسماعیل کی ہوئی ہے۔

جب حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل کی قربانی پیش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے ابراہیم! قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۔

اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ قربانی قبول ہوگئی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



شانِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

(پ ۲۶ ع ۱۱ آیت نمبر ۲۱۹)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن حکیم کی جو آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:۔ یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جب بیعت کر رہے تھے آپ کی اس درخت کے نیچے۔

آج مختصر وقت میں سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نذرانہ عقیدت پیش کروں گا۔ آج ذوالحج کی اٹھارہ تاریخ ہے صاحب الحیا والایمان جامع القرآن

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے اس لئے آج ان کا ذکر ہوگا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے حضرت عثمان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت عثمان اسلام قبول کرنے سے پہلے ملک عرب میں مقتدر شخصیت تھے۔ سب سے زیادہ امیر تھے۔ دولت مند تھے عرب کی ایک ممتاز شخصیت تھے' اور حسین وجمیل بھی تھے لطافت ونزاکت بھی تھی جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا حضرت عثمان کی عمر جب چونتیس سال کی ہوئی تو حضرت ابوبکر نے اسلام کو قبول کرنے کی ترغیب دی حضرت ابوکر نے کہا: عثمان تم نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھیں ہیں آؤ آج تمہیں اللہ کے محبوب کے دربار میں لے جاتا ہوں عثمان حضور کی بارگاہ میں گئے۔ جب حضور کی نگاہ عثمان پر پڑی تو عثمان کی پیشانی جھک گئی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے کفار مکہ کو پتہ چلا کہ عثمان مسلمان ہو گئے ہیں تو کفر کی دنیا میں آگ لگ گئی ایوان کفر میں زلزلہ آ گیا۔

آپ کے چچا کو پتہ چلا تو اس نے کہا: عثمان تو بے ایمان ہو گیا ہے' تو نے اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ دیا ہے آپ کے چچا حکم بن عاص نے ڈرایا دھمکایا کہا میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ جائیداذ مال سب کچھ ضبط کرلوں گا۔ بہت ڈرایا آپ نے فرمایا: چچا دولت تمہیں مبارک ہو جائیداد تمہیں مبارک ہو۔ جن کی نظروں میں جمال مصطفیٰ آ جائے ان کو دنیا کی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی آپ نے پروا نہیں کی حضور مل جائیں کثر باقی رہ جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے حضور کا دامن ہاتھ میں رہے روئی

نہ ملے منظور ہے۔ جس دل میں حضور کی محبت آجائے۔ دھمکیوں کا اثر کیسے ہو سکتا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اگر اس میں ہے کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اگر تو حضور کا غلام ہو گیا ہے' تو سب کچھ تیرا ہے اگر ایمان کامل نہیں تو قدم قدم پر ٹھوکریں ہیں۔ اگر تمہارے ہاتھ میں حضور کا دامن ہے' تو دنیا کی تمام طاقتوں کو شکست ہو گی بچا اب حضور کی غلامی آگئی اب سب کچھ تمہیں مبارک ہو چچا کو غصہ آگیا آگ بگولا ہو گیا تشدد کرنا شروع کر دیا۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

حسین وجمیل شہزادہ گمراہ ہو گیا ہے۔ اب میں اسے سزا دوں گا تشدد کر کے تنگ وتاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور کھانا پینا بھی بند کر دیا۔

حکم بن عاص نے کہا: اب تو دامن مصطفےٰ چھوڑ دے آپ نے فرمایا: جان جا سکتی ہے'

لیکن دامن مصطفےٰ نہیں چھوڑ سکتا۔

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

عثمان نے کہا: مجھے ساری باتیں منظور ہیں مگر حضور کی غلامی چھوڑنا نامنظور ہے۔

یہ شہادت گاہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

اگر اسلام کی شان پوچھنی ہے تو حضرت عثمان سے پوچھو حضرت بلال حبشی سے پوچھو نتیجہ یہ نکلا حکم بن عاص اپنے تمام حربے استعمال کر کے اپنے مقصد میں ناکام رہا چچا نے اپنی شکست تسلیم کر لی۔ چچا نے کہا: تیرا جذبہ میرے ظلم پر غالب آگیا ہے جاؤ میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مجسمہ شرم وحیا تھے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں اس حالت میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کی ران مبارک یا پنڈلیاں مبارک ننگی تھیں راوی کو شک ہے اگر ران تھی تو ران سے صرف کرتہ مبارک ہٹا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر نے اندر آنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دے دی۔ اور حضور اسی حالت میں رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر نے اندر آنے کی اجازت طلب کی حضور نے انہیں بھی اندر آنے کی اجازت دیدی اور آپ پھر بھی اسی حالت میں رہے۔ پھر عثمان غنی نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو

فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَوّٰى ثِيَابَهٗ

تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور اپنے کپڑے درست کر لئے برہنہ پنڈلی پر چادر مبارک دے دی جب یہ تینوں حضرات چلے گئے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرا باپ ابوبکر آیا تو آپ اسی حالت میں رہے حضرت عمر آئے تو آپ اسی حالت پر رہے جب عثمان آئے تو آپ نے کپڑے ٹھیک کر لئے اور اٹھ کر

بیٹھ بھی گئے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا: کیا میں اس آدمی سے حیا نہ کروں جس سے خدا کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (مشکوۃ ص560)

یہاں حضرت عثمان کی شرم وحیا کو واضح کرنا مقصود تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عثمان غنی بہت ہی شرمیلے ہیں اور مجھے ڈر تھا اگر میں نے اسے اسی حالت میں اندر آنے کی اجازت دے دی تو اپنی حاجت روائی کے لئے میرے پاس نہیں آئے گا۔ (مسلم ج2 ص273)

حضور نے عثمان کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے عثمان غنی مجسمہ حیا ہیں

پیکر حیا ہیں

مرکز حیا ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے حیائی جفا ہے

اور جفا جہنم میں ہے

شرم وحیا والا مسلمان جنتی ہے

اور بے حیا جہنمی ہے۔ (مشکوۃ ص431)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْحَیَا لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ

حیا والا مسلمان جب بھی کوئی کام کریگا اچھا ہی کرے گا۔ (مشکوۃ ص431)

حضرت عثمان غنی حسین وجمیل بھی تھے اور مجسمہ شرم وحیا بھی تھے حسن ہو اور شرم وحیا نہ ہو وہ حسن تباہی کا سبب بنتا ہے ملک اور قوم کی تباہی ہوتی ہے اگر حسن ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے نقش قدم پر چلو حضرت عثمان غنی میں اتنی شرم وحیا تھی

اگر تہبند بھی بدلنا ہوتا تین کمروں کے اندر جا کر بدلتے تھے۔

حسن سارے ایمان کا سر چشمہ ہے حضرت عثمان شرم وحیا کے اس منصب پر فائز تھے حضور فرماتے ہیں تم جانتے ہو عثمان کا مقام کیا ہے آسما کے فرشتے بھی ان سے حیا کرتے ہیں۔

حضرت عثمان کے نکاح میں حضور کی دو بیٹیاں آئیں

حضور فرماتے ہیں میں نے اپنے رب سے دعا کی اے اللہ میرا عثمان بڑا ہی شرمیلا ہے تو کل قیامت کے دن اس کا حساب نہ لینا کہ وہ شرم وحیاء کی وجہ سے تیرے سامنے کھڑے ہو کر حساب نہ دے سکے گا۔

(مراۃ شرح مشکوۃ ج ۸ ص ۳۲۸)

باحیا ہونے کی وجہ سے حضرت عثمان غنی کے نکاح میں حضور کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔ کائنات میں کسی نبی کا ایسا صحابی نہیں ہوا جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں اگر منفرد شخصیت نظر آتی ہے تو وہ عثمان غنی ہے۔ کسی اور امتی کو یہ منصب نہیں ملا۔ حضرت عثمان کے نکاح میں پہلے حضرت رقیہ آئیں جنگ میں شریک ہونے کے لئے حضرت عثمان نے اجازت مانگی حضور نے فرمایا م میری بیٹی کی تیمارداری کرو تمہیں دوہرا ثواب ملے گا تیمارداری کا اور جنگ بدر کا حضور نے مالِ غنیمت سے حصہ دیا۔ (مشکوۃ ص ۵۶۲)

حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا

حضور ادھر فاتحانہ انداز سے مدینہ میں داخل ہو رہے ہیں ادھر سے حضرت رقیہ کا جنازہ آ رہا ہے۔ اسلامی لشکر کی قیادت حضور فرما رہے تھے اور جنازے کی قیادت حضرت عثمان فرما رہے تھے پھر حضرت اُمّ کلثوم حضرت عثمان کے نکاح میں

آئیں ہجری 9 ھ میں اُمّ کلثوم کا بھی انتقال ہوگیا حضرت عثمان مغموم اور پریشان ایک دیوار کے ساتھ کھڑے تھے حضور نے فرمایا: عثمان اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں میں یکے بعد دیگر تیرے نکاح میں دیتا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۲)

ابن عسا کر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا آپ عثمان سے فرما رہے تھے۔ اگر میری چالیس بیٹاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تم سے کرتا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۲)

حضرت عثمان بدر میں حاضر نہیں ہیں حضور نے غیر حاضر کو حاضر کر دیا آج بھی تاریخ میں چوتھے نمبر پر عثمان کا نام موجود ہے۔ یہ حاضری جنگ بدر کی حاضری ہے حضور کو اختیار تھا تو غیر حاضر کو حاضر کر دیا۔ حضور کو کانوں کے قلم کی ضرورت نہیں آپ کا قلم نورانی قلم ہے مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین ہے

حضرت عثمان غنی کا لقب ہے ذوالنورین یعنی دونوروں والا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں اس لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا سے کسی نے پوچھا کہ حضرت عثمان کا مقام کیا ہے تو شیر خدا نے فرمایا: عالم بالا کے فرشتے جب عثمان کا ذکر کرتے ہیں تو لقب ذوالنورین سے کرتے ہیں اور ان کے نکاح میں حضور کی دو صاحبزادیاں رہی ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸ اردو)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

خوبصورت میاں بیوی

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دفعہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ گوشت کا دے کر حضرت عثمان کے گھر بھیجا جب میں گھر میں گیا تو حضرت رقیہ بھی بیٹھی تھیں میں کبھی حضرت رقیہ کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان کی طرف دیکھتا تھا جب میں واپس حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا: تم اندر گئے تھے میں نے عرض کی جی ہاں گیا تھا آپ نے فرمایا: بھلا تم نے کبھی ایسے خوبصورت میاں بیوی بھی دیکھے ہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹)

حضرت رقیہ اور حضرت اُمّ کلثوم حضور کی بیٹیاں ہیں

بعض لوگ کہتے ہیں حضرت رقیہ اور حضرت اُمّ کلثوم حضور کی بیٹیاں نہیں ہیں۔ حضرت عثمان حضرت علی کے ہم زلف ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزہرا کے بہنوئی ہیں

حضرت امام حسن اور حسین کے خالو ہیں

اگر کوئی انکار کرتا ہے تو حقیقت کا انکار کرتا ہے

تاریخ کا انکار کرتا ہے

حضرت رقیہ اور حضرت اُمّ کلثوم پر نور کا اطلاق ہو رہا ہے۔

اگر حضرت رقیہ اور حضرت کلثوم حضور کی بیٹیاں نہ ہوتی تو حضرت عثمان غنی کا لقب ذوالنورین نہ ہوتا۔

آپ کو دو نوروں والا کبھی نہ کہا جاتا اس لئے کہ حضور کی بیٹیوں کے سوا کسی اور کی بیٹی نور نہیں ہو سکتی

صرف حضور کی اولاد نور ہو سکتی ہے ۔

اور کسی کی نہیں ہو سکتی

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرت رقیہ اور حضرت عثمان کی دعوت۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ ار حضرت عثمان کی دعوت کو دونوں میاں بیوی آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یہ دونوں میاں بیوی مہمان ہیں اور حضور میزبان ہیں۔ حضور نے فرمایا: بیٹی جانتی ہو عثمان غنی کا مقام کیا ہے جبین نیاز جھک گئی شرم وحیا سے نگاہیں جھک گئیں فرمایا بیٹی تمہارے شوہر عثمان غنی کی شکل دو جلیل القدر ہستیوں سے ملتی ہے۔ ایک تمہارے دادا حضرت ابراہیم خلیل اللہ دوسرے تمہارے والد حضرت محمد رسول اللہ۔

حضرت عثمان غنی نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس عرض کی آقا میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں حضور نے دعوت قبول فرمائی۔ سرکار مدینہ اپنے پیارے صحابہ سمیت عثمان غنی کے گھر کی طرف تشریف لے جارہے ہیں حضرت عثمان غنی پر وجد کا عالم طاری ہے۔ جھومتے ہوئے جا رہے ہیں حضرت عثمان کی نگاہیں حضور کے قدموں پر لگی ہوئی ہیں حضور نے ارشاد فرمایا: عثمان کیا بات ہے تمہاری نگاہیں جھکی ہوئی ہیں عرض کی آقا میں آپ کے قدم گن رہا ہوں میں نے منت مانی تھی آج اگر حضور نے میری دعوت قبول کر لی تو جتنے قدم چل کر میرے گھر پر جائیں گے میں اتنے غلام آزاد کروں گا۔ سب سے زیادہ جس نے غلام آزاد کئے

ہیں وہ عثمان غنی ہیں عثمان غنی کی زندگی میں جتنے جمعے آئے اتنے غلام آزاد کئے۔ آپ ہر جمعے کو غلام آزاد کرتے تھے۔ بڑے بڑے صحاب جو غلام تھے آپ نے خرید کر آزاد کئے۔

جیش العسرۃ کے لئے چندہ کا اعلان

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرت کے لئے چندہ کا اعلان فرمایا حضرت عبدالرحمن ابن خباب فرماتے ہیں میں بھی وہاں موجود تھا۔ حضرت عثمان غنی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں سو اونٹ بمع سامان کے دیتا ہوں حضور نے قبول فرمالئے۔ پھر دوسری مرتبہ اعلان فرمایا سیدنا عثمان پھر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں دو سو اونٹ بمع سازو سامان کے دیتا ہوں۔ تیسری مرتبہ پھر حضور نے چندہ کا اعلان فرمایا حضرت عثمان نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تین سو اونٹ بمع سازو سامان کے دیتا ہوں۔ یہ سن کر حضور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ اور فرمایا اب اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں (مشکوۃ مناقب عثمان)

غزوہ عسرت غزوہ تبوک کا نام ہے اور اس غزوہ میں جانے والوں کو جیش عسرت کہتے ہیں کیونکہ یہ غزوہ مسلمانوں کی تنگی' ناداری اور بے سروسامانی کی حالت میں ہوا سخت گرمی تھی تبوک کا مقام مدینہ سے بہت دور تھا تقریباً تبوک مدینہ سے چھ سو ساٹھ میل دور تھا غزوہ تبوک حضور کا آخری غزوہ ہے جو ہجری 9 میں پیش آیا یہ تو اعلان تھا پیش کرنے کے وقت نو سو پچاس اونٹ، پچاس گھوڑے۔ اور ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں پھر بعد میں مزید دس ہزار اشرفیاں اور پیش کیں صحابہ کرام میں سب سے زیادہ دولت مند عثمان غنی رہے ہیں غنی کا لفظ عثمان کے سوا کسی کے ساتھ

اور غنی کا لفظ حضور نے عطا کیا۔ اس حدیث شریف میں جو آتا ہے کہ حضرت عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت عثمان کو گناہوں کی اجازت دیدی گئی ہے بلکہ یہ ایسا ہے جیسے پرندے کے پر کاٹ کر اس سے کہا جائے کہ جا اڑتا پھر اب اڑے گا کس چیز سے اب عثمان کے دل میں گناہ کا خیال بھی نہیں آسکتا گناہ کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

حضور نے جنت عطا کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن یحفر بئر رُومةَ فله الجنةُ فَحفرهَا : ۔ عُثمَانُ وَقَالَ مَنْ جَهَّزَ جیش العُسرة فلهُ الجنة فَجَهَّزهُ (بخاری ج ۲ ص ۵۲۲)

کون ہے جو بئر رومہ کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرے اس کے لئے جنت ہے اور جس نے بھی جیش العسرۃ کے لئے تیاری کی اس کے لئے بھی جنت ہے۔

حضرت عثمان نے بئر رومہ کنواں بیس ہزار دینار میں خرید کر مدینہ کے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا جیش العسرۃ کے لئے بھی دل کھول کر چندہ دیا۔ مدینہ میں بئر رومہ ایک یہودی کی ملکیت تھا صحابہ کو میٹھے پانی کی بڑی تکلیف تھی یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا سرکار نے فرمایا: عثمان اس کنوئیں کے بدلے تجھے جنت دیتا ہوں حضرت عثمان نے حضور سے دو مرتبہ جنت خریدی پھر بھی بے ادب کہتے ہیں حضور کو کوئی اختیار نہیں ہے میں ان سے پوچھتا ہوں اگر حضور کو کوئی اختیار نہیں ہے، تو عثمان کو دو مرتبہ جنت کیسے عطا کر دی۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا
نہ بس اک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا
کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

وہ تو مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں۔ دونوں جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں اسلام میں دولت عیب نہیں ہے اگر دولت ہے تو عثمان کے نقش قدم پر چلو حضرت ابوبکر کے نقش قدم پر چلو تمہارے لئے جنت کے دروازے کھل جائیں گے۔

مسجد نبوی کی وسعت

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی توسیع کا اعلان فرمایا آج جو شخص مسجد نبوی کے لئے جگہ خرید کر دے گا میں اسے جنت دوں گا۔ حضرت عثمان نے زمین خرید کر مسجد کے لئے وقف کر دی۔

حضرت عثمان کو جنت کی خوشخبری کے ساتھ مصائب کی اطلاع

حضرت ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے کسی باغ میں گیا حضور نے مجھے دروازے پر کھڑا کر دیا اور حکم فرمایا بغیر اجازت کے کسی کو اندر نہ آنے دینا ایک شخص آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا: کون ہے جواب ملا ابوبکر میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ابوبکر آئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں حضور نے فرمایا: اسے اجازت دے دو۔

"وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ" اور اسے جنت کی بشارت دے دو۔

تھوڑی دیر کے بعد ہی پھر کسی نے دروازے پر دستک دی اور اندر آنے کی

اجازت طلب کی۔ حضور نے فرمایا: ابوموسیٰ اشعری دروازہ کھول دو اور اندر آنے والے کو جنت کی خوشخبری دے دو میں نے دروازہ کھولا آنے والے حضرت عمر تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ اس کے بعد پھر کسی نے دروازے پر دستک دی سرکار مدینہ نے فرمایا:

اے ابوموسیٰ اشعری دروازہ کھول دو۔

"وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ"

اور انہیں جنت کی خوشخبری کے ساتھ ان مصائب سے مطلع کرو جو انہیں پہنچیں گی۔

ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو آنے والے عثمان ذوالنورین تھے انہیں جنت کی خوشخبری اور مصائب کی اطلاع دی انہوں نے اللہ کی حمد وثناء کرتے ہوئے کہا

"وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ" اللہ تعالیٰ نگہبان ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۲۲)

یعنی آنے والی مصیبتوں میں اللہ سے مدد طلب کرتا ہوں اور اللہ ہی میرا نگہبان ہے۔

بغض عثمان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں مگر آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم نے آپ کو کبھی کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے ہوئے نہیں دیکھا تو فرمایا: یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۲)

بیعت رضوان اور حضرت عثمان

ہجری ۶ ذی القعدہ کے مہینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کی نیت سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے احرام باندھے ہوئے تھے قربانی کے جانور ساتھ تھے۔ اپنے حفاظت کے لئے ایک تلوار کے علاوہ کسی قسم کا سامان جنگ ان کے پاس نہ تھا قریش مکہ کو جب ان کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ وہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔ سرکار مدینہ نے مناسب سمجھا کہ ان کے پاس اپنا سفیر بھیج کر انہیں اپنی آمد کے مقصد سے آگاہ کریں اس کام کے لئے حضرت عثمان کو منتخب کیا حضرت عثمان مکے پہنچے۔ ادھر صحابہ کرام آپس گفتگو کرنے لگے کہ عثمان بڑے خوش نصیب ہیں اس وقت مکے پہنچے ہوئے ہیں اور بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہوں گے حضور نے صحابہ کرام کی گفتگو کو سنا اور فرمایا: اے صحابہ کرام سن لو عثمان غنی اس وقت تک بیت اللہ کا طواف نہیں کریں گے جب تک میں موجود نہیں ہوں گا۔ حضور کو عثمان پر کتنا اعتماد ہے حضور عثمان کی محبت کی گواہی دے رہے ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ کے کافروں کو کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ بیت اللہ شریف کا طواف کرنا چاہتے ہیں عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔ مکے پر قبضہ نہیں کرنا چاہتے جب مشرکین مکہ نے سنا تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔ انہوں نے کہا عثمان بیت اللہ تمہارے سامنے ہے تم طواف کر سکتے ہو لیکن تمہارے آقا کو اجازت نہیں ہے آپ نے فرمایا: میں اس وقت تک بیت اللہ کا طواف نہیں کروں گا جب تک میرے آقا بیت اللہ کا طواف نہیں کریں گے۔ جو حضور نے فرمایا تھا مکہ میں عثمان کا وہی فیصلہ تھا کہ عثمان میرے بغیر طواف نہیں کرے گا۔

نماز اچھی روزہ اچھا حج زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
خدا شاید ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

افواہ پھیل گئی عثمان شہید ہو گئے

آپ کے مکے جانے کے بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ مشرکین مکہ نے عثمان کو شہید کر دیا ہے یہ افواہ جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچی تو مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا صحابہ کرام میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا جوش وخروش پیدا ہو گیا نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس نازک صورت حال کو دیکھا تو آپ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہو گئے اور فرزندان اسلام کو دعوت دی کہ وہ اس بات پر میری بیعت کریں کہ جب تک عثمان کے خون کا بدلہ نہ لے لیں گے میدان جنگ سے پیچھے نہ ہٹیں گے۔ صحابہ کرام میں جوش وخروش پیدا ہو گیا سب نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مہاجرین وانصار نے بیعت کی بدری صحابہ نے بیعت کی اور جذبہ جہاد سے آگے بڑھے۔

صحابہ کرام نے عرض کی ہم اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹیں گے جب تک خون عثمان کا بدلہ نہ لے لیں گے صحابہ کے کارنامے ہمارے لئے مشعل راہ ہیں

مسلمان کو مشرق میں یا مغرب میں دکھ پہنچے مسلمان بے چین ہو جاتے ہیں
کشمیر کی وادیوں میں اگر ظلم ہوتا ہے مسلمان بے چین ہو جاتے ہیں

محمد بن قاسم کی طرف دیکھو مسلمان عورت کو دکھ ہوا تو راجہ داھر کو آ کر شکست دی

مسلمان عورت بدلہ لیا

آج اگر راجہ داہر پیدا ہوسکتا ہے تو محمد بن قاسم کا غلام بھی پیدا ہوسکتا ہے۔

خون عثمان کا بدلہ لینے والوں میں حضرت علی المرتضٰی شیر خدا بھی موجود ہیں شیعہ حضرات حضرت عثمان کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں ان کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اگر حضرت علی کی تلوار بے نیام ہوتی ہے تو خون عثمان کے لئے اس بیعت کی برکت سے صحابہ کرام میں جانبازی کا بے پناہ جذبہ بیدار ہوگیا۔ جس کو دنیائے کفر کبھی شکست نہیں دے سکتی تھی اس کا اثر یہ ہوا مشرکین مکہ کے حوصلے پست ہوگئے

اور صلح کرنے پر تیار ہوگئے

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے غلاموں کے سروں پر اپنی رضا کا تاج سجادیا۔

صحابہ کرام امتحان میں کامیاب ہوگئے۔

حضرت عثمان کا ہاتھ حضور کا ہاتھ

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

بیشک اللہ راضی ہوگیا ان ایمان والوں سے جب وہ آپ کے ساتھ بیعت کررہے تھے درخت کے نیچے۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے ایمان کی بھی ضمانت دی اور راضی ہونے کا بھی اعلان کیا جب سارے صحابہ بیعت کر چکے تو سرکار مدینہ نے اپنا دایاں ہاتھ بلند کیا اور فرمایا یہ ہاتھ میرا ہاتھ ہے اور بائیں ہاتھ کو بلند کر کے فرمایا یہ عثمان غنی کا ہاتھ ہے۔ حضرت عثمان غنی کی طرف سے حضور نے خود بیعت کی حضور نے ارشاد فرمایا: جنہوں نے اس درخت کے نیچے میرے ساتھ بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل

نہیں ہوگا۔ (ابن کثیر)

جس طرح نبی کے ہاتھ سے ظلم نہیں ہوسکتا کوئی جرم نہیں ہوسکتا اسی طرح عثمان کے ہاتھ سے بھی ظلم نہیں ہوسکتا عثمان کے کردار کی ضمانت ہے حضور نے عثمان کی طرف سے خود بیعت کی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:؟

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

(سورۃ الفتح آیت ۱۵)

محبوب جو تیرے ساتھ بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

یہ بیعت بظاہر حضور کے ہاتھ پر ہو رہی تھی، لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر ہو رہی تھی۔ بظاہر حضور کا ہاتھ تھا حقیقت میں خدا کا ہاتھ تھا جس طرح قرآن پاک میں حضور کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کہا گیا ہے اسی طرح حضور سے بیعت اللہ سے بیعت ہے اور حضور کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔

افواہ تو پھیلی کہ عثمان شہید ہوگئے ہیں، لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم عثمان کی طرف سے بیعت کر رہے ہیں جو شہید ہو جائے اس کی طرف سے بیعت کی ضرورت نہیں رہتی شہادت کی خبر سننے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کی بیعت کی ہے اس میں راز یہ ہے کہ خبر تو آئی ہے عثمان شہید ہوگئے ہیں، لیکن حضور نے نگاہ نبوت سے دیکھ لیا کہ عثمان مکے میں زندہ ہیں اور وہ اس وقت یہاں موجود نہیں اس لئے حضرت عثمان غنی کی طرف سے حضور نے خود بیعت فرمائی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ سرکار نے اپنے ہاتھ کو میرا ہاتھ قرار دیا ہے، تو حضرت عثمان نے بائیں ہاتھ سے کبھی جوتی نہیں اٹھائی۔ کبھی ناک

صاف نہیں کیا بائیں ہاتھ سے کبھی استنجا نہیں کیا جب لوگ پوچھتے آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ فرماتے یہ بایاں ہاتھ میرا ہاتھ نہیں ہے یہ رسول اللہ کا ہاتھ ہے میں رسول اللہ کے ہاتھ کی بے ادبی کس طرح کروں۔

احد پہاڑ پر حضور تشریف لے گئے

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق عمر و عثمان احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ان سب پر کانپا (حرکت کی) حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا فرمایا: اے احد ٹھہر جا کہ

فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَّصِدِّیْقٌ وَّشَھِیْدَانِ

تجھ پر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری مشکوۃ باب مناقب)

ھٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے انجام سے باخبر ہیں فرمایا حضرت عمر اور حضرت عثمان شہید ہو کر وفات پائیں گے جس طرح حضو نے حضرت امام حسین کی شہادت کی خبر پہلے ہی دیدی اسی طرح حضرت عثمان غنی کی شہادت کی خبر بھی پہلے ہی دیدی۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب قدم مبارک احمد پہاڑ پر لگے تو اُحد پہاڑ وجد میں آگیا سرکار نے پاؤں کی ایک ٹھوکر ماری فرمایا: اے پہاڑ ٹھہر جا اس وقت تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہاں وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی ﷺ

حضور نے اشارہ فرمایا ابوجہل کے ہاتھ میں کنکر بول اٹھے۔ ہم چھ کنکر ہیں اور

آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ جو شہید ہوتا ہے وہ سچا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا عمر اور عثمان کی خلافت حق ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں قمیص پہنائے گا

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عثمان اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا تو اگر لوگ تم سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں تو تم اسے نہ اتارنا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

سرکار مدینہ نے نگاہ نبوت سے دیکھ لیا تھا کہ بلوائی حملہ کریں گے اور عثمان کو خلافت سے ہٹانے کی کوشش کریں گے اس لئے حضور نے عثمان کو پہلے ہی خبردار کر دیا۔ عثمان جان دیدینا خلافت ختم نہ کرنا۔

یہ شخص ہدایت پر ہوگا

حضرت مرہ بن کعب فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے فتنوں کا ذکر فرمایا۔ آپ یہ ذکر فرمارہے تھے کہ ایک صاحب سر پر کپڑا ڈالے ہوئے ادھر سے گزرے تو حضور نے فرمایا: یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا میں حضور سے یہ الفاظ سن کر اٹھا اور اس شخص کی طرف گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان غنی ہیں میں نے حضور کی طرف ان کا رخ کرتے ہوئے عرض کیا کیا یہ شخص ان فتنوں میں ہدایت پر ہوگا ارشاد فرمایا ہاں! یہی شخص۔ (ترمذی ابن ماجہ)

یہ شخص ظلماً قتل ہوگا

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں: حضور نے مستقبل کے فتنوں کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ یہ شخص ان فتنوں میں ظلماً قتل کیا جائے گا اور حضرت عثمان کی طرف اشارہ فرمایا (ترمذی شریف)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے تھے کہ حضرت عثمان شہید ہوں گے اور حضرت عثمان کو بھی اپنی شہادت کا علم تھا' لیکن صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہے۔

اہل مصر نے حضرت عثمان سے گورنر کی شکایت

اہل مصر نے مصر کے گورنر عبداللہ ابن ابی سرح کی آ کر حضرت عثمان سے شکایتیں کیں حضرت عثمان نے مصر کے گورنر کو ایک خط لکھا رعایا کے بارے میں اللہ سے ڈرو لیکن اس نے اس خط کی کوئی پرواہ نہ کی اور جن باتوں سے حضرت عثمان غنی نے منع کیا تھا وہی کرنے لگا اور جو اہل مصر حضرت عثمان کے پاس شکایت لے کر آئے تھے انہیں قتل کروا دیا یہ حالت دیکھ کر سات سو آدمی دار الخلافہ مدینہ منورہ میں آئے مسجد نبوی میں نمازوں کے وقت صحابہ کرام سے ان باتوں کی شکایتیں کیں حضرت طلحہ بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر اس معاملہ میں حضرت عثمان سے سختی سے گفتگو کی۔ ادھر اُم المومنین حضرت عائشہ نے پیغام بھیجا کہ صحابہ کرام آپ سے ایسے شخص کے متعلق جس پر قتل کا الزام ہے معزولی کے متعلق کہتے ہیں آپ معزول کیوں نہیں کرتے آپ کو چاہئے مصر کے گورنر کو معزول کر کے اسے سزا دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی کہا یہ لوگ گورنر کی معزولی چاہتے ہیں آپ دوسرا آدمی کیوں مقرر نہیں کر دیتے آپ اس معاملے میں انصاف کیوں نہیں کرتے حضرت عثمان نے فرمایا: یہ لوگ خود ہی کوئی تجویز کر دیں میں اس کو مصر کا گورنر مقرر کر دوں گا۔ لوگوں نے کہا: آپ محمد بن ابوبکر کو مصر کا گورنر مقرر کر دیں حضرت عثمان نے محمد بن ابوبکر کی تقرری کر دی اور عبداللہ بن ابی سرح کی معزولی کا حکم لکھ دیا یہ فرمان لے کر محمد بن ابوبکر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ بہت سے

مہاجرین اور انصار صحابہ کرام بھی تشریف لے گئے۔تا کہ مصر کے حالات کا خود مشاہدہ کریں یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا کہ راستے میں ان کو ایک حبشی غلام اونٹنی پر سوار جاتے ہوئے ملا۔اس کی چال سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی کا قاصد ہے صحابہ کرام نے اس کو پکڑ لیا۔تلاشی لی تو اس کے پاس سے ایک خط نکلا جو حضرت عثمان کی طرف سے مصر کے گورنر عبداللہ ابن ابی سرح کے نام تھا اس پر لکھا تھا کہ جس وقت تیرے پاس محمد بن ابوبکر اور فلاں فلاں آدمی پہنچیں انہیں قتل کر دینا اور جو تیری شکایتیں یہاں لے کر آئے تھے ان کو قید کر دینا تا حکم ثانی اپنے عہدے پر قائم رہنا اس خط کو پڑھ کر صحابہ کرام حیران رہ گئے اور مدینہ شریف واپس آ گئے یہاں آ کر حضرت طلحہؓ زبیرؓ حضرت علیؓ سعد اور دیگر صحابہ کرام کو جمع کیا وہ خط دکھایا اور تمام قصہ بیان کیا اس پر صحابہ کرام کو سخت غصہ آ گیا۔

صحابہ کرام کا حضرت عثمان سے تحقیق کرنا

صحابہ کرام حضرت عثمان رضی اللہ کے پاس گئے اور پوچھا یہ غلام آپ کا ہے فرمایا میرا ہے حضرت علی نے اونٹنی سامنے کر کے کہا یہ آپ کی ہے فرمایا ہاں میری ہے حضرت علی نے پوچھا یہ خط آپ ہی نے لکھا ہے حضرت عثمان نے کہا: میں حلفیہ کہتا ہوں کہ یہ خط میں نے نہیں لکھا نہ میں نے کسی کو لکھنے کا حکم دیا ہے مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں حضرت علی نے کہا: اس پر آپ ہی کی مہر ہے آپ نے فرمایا: ہاں میری ہی مہر ہے حضرت علی نے فرمایا: سخت تعجب ہے غلام آپ کا اونٹنی آپ کی خط پر مہر بھی آپ کی اور آپ کو کچھ معلوم نہیں۔آپ نے پھر قسم کھائی کہ واللہ نہ میں نے اس خط کو لکھا نہ کسی سے لکھوایا۔نہ میں نے اس غلام کو دے کر مصر کی طرف روانہ کیا اس کے بعد لوگوں نے پہچانا کہ یہ مروان کا خط ہے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد

کریں تاکہ ہم اسے سزا دیں لیکن حضرت عثمان کو یہ شبہ ہو گیا کہ یہ مروان کو قتل کر دیں گے اس لئے دینے سے انکار کر دیا۔ بلوائیوں نے قصر خلافت کا محاصرہ کر لیا۔

(تاریخ الخلفاء، ۱۵۷)

قصر خلافت کا محاصرہ

بلوائیوں نے قصر خلافت کا محاصرہ کر لیا اور ظلم کی انتہا کر دی اعلان کر دیا حضرت عثمان مسجد میں نہ آئیں اگر آئیں گے تو انہیں قتل کر دیا جائے گا قصر خلافت میں اگر کسی نے پانی پہنچایا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ چالیس دن پانی بند رکھا کھانا بند

مسجد نبوی شریف میں داخلہ بند

قصر خلافت میں آنا جانا بند

حضرت عثمان کے پاس نہ کوئی جا سکتا ہے

نہ آ سکتا ہے۔

بلوائیوں نے قصر خلافت کا محاصرہ کر رکھا ہے

حضرت عثمان غنی جن کی سخاوت مشہور ہے بھوکے پیاسے ہیں کھانے کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں

پانی کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں قرآن کی تلاوت سے اپنی پیاس کو بجھاتے ہیں۔

حضرت علی نے قصر خلافت میں پانی پہنچایا

امیر المومنین حضرت عثمان غنی نے اوپر سے جھانک کر فرمایا: کیا تمہارے اندر علی موجود ہیں لوگوں نے کہا: نہیں فرمایا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو حضرت علی کو

میرا پیغام دیدے کہ وہ ہم پیاسوں کو پانی پلا دیں۔ یہ خبر حضرت علی کو ملی تو آپ نے تین مشکیزے فوراً پانی کے قصر خلافت میں بھیج دیئے یہ پانی بہت مشکل سے قصر خلافت تک پہنچا۔ پانی لاتے ہوئے بنی ہاشم اور بنی امیہ کے چند غلام شدید زخمی ہو گئے۔ (تاریخ الخلفاء ۱۰۹)

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا مشورہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ محاصرہ کے دوران میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا جو مصیبت آپ پر آئی ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں میں آپ کو تین باتوں کا مشورہ دیتا ہوں آپ جو بات چاہیں اختیار کرلیں۔ پہلی بات کہ آپ باہر نکل کر ان باغیوں کا مقابلہ کریں آپ کے پاس فوج موجود ہے اور آپ حق پر ہیں دوسری بات قصر خلافت کے کسی دوسرے دروازے سے نکل کر مکہ روانہ ہو جائیں وہاں حرم کی وجہ سے لوگ آپ کے خون کو مباح نہ سمجھیں گے تیسری بات آپ حضرت امیر معاویہ کے پاس شام چلے جائیں حضرت عثمان غنی نے تینوں باتوں کو قبول نہ کیا۔

پہلا جواب میں باہر نکل کر ہرگز نہیں لڑوں گا کیا میں رسول اللہ کا خلیفہ ہو کر مسلمانوں کا خون بہاؤں دوسری بات کا جواب مکہ ہرگز نہیں جاؤں گا۔ میں نے حضور سے سنا ہے قریش کا کوئی آدمی حرم محترم میں فساد کرائے گا اس پر نصف عالم کا عذاب ہوگا۔ تیسری بات کا جواب میں حضور کی ہمسائیگی چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا یہیں شہید ہونا پسند کروں گا۔ (تاریخ الخلفاء ۱۴۱۰)

کیونکہ مدینہ رحمتوں اور برکتوں کا خزینہ ہے قیامت والے دن سرکار مدینہ سب سے پہلے بمع صحابہ کرام کے اٹھیں گے اور میدان محشر میں جائیں گے مجھے

مدینہ پسند ہے حضور کی ہمسائیگی پسند ہے اس لئے جان دے دوں گا لیکن مدینہ نہیں چھوڑوں گا۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اگر اس میں ہے کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

سرکار مدینہ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ فِي الْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا۔

جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ مدینہ میں مرے جو یہاں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ حضرت عثمان غنی مدینہ میں شہید ہوئے اور حضور کی شفاعت کے حق دار بھی بنے۔

خواب میں حضور کا دیدار ہوا

عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں: میں امیر المومنین کو سلام عرض کرنے گیا' جبکہ وہ محصور تھے۔ انہوں نے کہا: مرحبا اے میرے بھائی! میں نے کہا:

اے امیر المومنین! ''کاش آپ کی جگہ میں قتل ہو جاؤں تو اس میں مجھے زیادہ خوشی ہوگی''

عثمان غنی نے فرمایا: آج رات میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا'' آپ فرما رہے تھے ''اے عثمان! لوگوں نے تمہارا محاصرہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ پھر آپ نے ڈول لٹکایا میں نے اس سے پانی پیا اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔

حضور نے فرمایا:

"اگر چاہو تو روزہ ہمارے ساتھ افطار کرو اور اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کرتا ہوں میں نے افطار کو اختیار کیا"۔ (نور الابصار ص 76)

حضراتِ محترم! جب قصر خلافت کا محاصرہ روز بروز تنگ ہوتا چلا گیا بلوائیوں نے نرمی کا رویہ اختیار نہ کیا تو بالآخر آپ قصر خلافت کی چھت پر آئے اور باغیوں کو ایک خطبہ دیا۔

فرمایا! باغیو تم جانتے ہو میری حضور سے کیا قرابت ہے؟ سب نے کہا: جانتے ہیں فرمایا جب حضور مدینہ آئے تو مسجد نبوی تنگ تھی آپ نے فرمایا: کون زمین کو خرید کر وقف کرے گا۔ میں اسے جنت دوں گا میں نے زمین خرید کہ وقف کردی آج تم مجھے اس مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے ہو؟ فرمایا تم جانتے ہو رسول اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا جو شخص بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردے وہ جنتی ہے میں نے چالیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا تم مجھے آج اسی کنویں سے پانی پینے سے روکتے ہو۔ فرمایا تم جانتے ہو جیش العسرت میں میں نے سینکڑوں اونٹ بمع ساز و سامان کے حضور کی خدمت اقدس میں پیش کئے تھے سب نے کہا: جانتے ہیں ساری باتیں سچ ہیں پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور باز آجاؤ باغیوں نے کہا: اگر خیریت چاہتے ہو تو مروان کو ہمارے حوالے کردو آپ نے فرمایا: آج روزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ افطار ہوگا باغیوں کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگئے تھے ضمیر مردہ ہوگئے تھے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

وہ باغی انسان کی شکل میں بھیڑیے تھے

درندے تھے

خون عثمان کے پیاسے تھے

داماد رسول حیا اور وفا کے پیکر کو موقع پا کر شہید کرنا چاہتے تھے۔

حضرت امام حسن اور حسین پہرا دیتے رہے

محاصرہ قصر خلافت کا سخت ہوتا چلا گیا باغیوں نے حضرت عثمان کو شہید کرنے کا ارادہ کر لیا جب حضرت علی نے ان حالات کو دیکھا تو اپنے دونوں شہزادوں کو بلایا اور فرمایا جاؤ تلواریں لے لو اور امیر المومنین عثمان غنی کا پہرا دو تمہارے ہوتے ہوئے باغی قصر خلافت میں داخل نہ ہوں۔ دونوں شہزادے پہرا دینے لگے حضرت طلحہ اور زبیر کے بیٹے بھی پہرا دینے لگے باغیوں نے تیروں کی بارش کر دی حضرت امام حسن اور حسین زخمی ہو گئے۔ تیر قصر خلافت کے اندر تک پہنچے جن سے اندر بیٹھا ہوا مروان بھی زخمی ہو گیا۔

باغیوں نے جب دیکھا کہ حسنین زخمی ہو گئے ہیں تو سوچا اگر بنو ہاشم آ گئے انہوں دیکھا کہ شہزادے زخمی ہیں تو ایک نیا فتنہ کھڑا ہو جائے گا وہ عثمان کو بھول جائیں گے اور ہمارا مقابلہ کریں گے اور ہمارا تمام منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔

باغیوں کا حملہ اور حضرت عثمان کی شہادت

باغی ایک انصاری کے گھر سے ہوتے ہوئے حضرت عثمان کے گھر کی چھت پر آئے اور وہاں سے نیچے اترے حضرت عثمان غنی قرآن کریم تلاوت کر رہے تھے ایک باغی نے آپ کے سر پر لوہے کی سلاخ ماری تو زمین پر گر پڑے ایک بدبخت نے تلوار کا وار کیا حضرت نائلہ نے ہاتھ سے روکا آپ کی انگلیاں کٹ گئیں آپ کے سر مبارک سے خون کا فوارہ نکلا اور قرآن کی اس آیت پر آیا:

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۝

پس انہیں اللہ کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

آپ کی شہادت قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے ہوئی حضرت عثمان کو اہل مصر میں سے ایک شخص نے جس کی آنکھیں نیلی سرخ تھیں اور جس کا نام حماد تھا قتل کیا تھا (تاریخ الخلفاء ص ۱۶۱)

قصر خلافت میں تین دن تک آپ کا جسدِ اطہر بے گوروکفن پڑا رہا تین دن تک کسی نے جنازہ نہ اٹھایا لوگوں نے قصر خلافت میں آ کر جب دیکھا تو حضرت عثمان شہید ہو چکے تھے حضرت علی نے اپنے صاحبزادوں سے پوچھا کہ تم دروازے پر موجود تھے تو پھر امیر المومنین کس طرح قتل ہو گئے یہ کہہ کر آپ نے ایک طمانچہ حضرت امام حسن کو مارا اور ایک مکا امام حسین کی چھاتی پر مارا محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بھی غصہ میں ڈانٹا پھر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۶۰)

حضرت عثمان غنی کی شہادت کی خبر مدینہ میں کہرام مچ گیا ہر طرف اداسی چھا گئی صحابہ کرام پریشان ہو گئے مدینہ کی فضا سوگوار ہو گئی لوگ بے قرار ہو گئے آپ کی شہادت اٹھارہ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر اسی سال تھی جنت البقیع کے قبرستان میں حضرت زبیر نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور آپ کو حش کوکب میں حضرت حلیمہ کے قریب دفن کیا گیا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

شانِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ز

(پ۲۶ ع۱۲ آیت ۲۹)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو!

قرآن حکیم کی جو آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شریف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقت ور ہیں آپس میں بڑے رحم دل ہیں تو دیکھتا ہے انہیں کبھی

رکوع کرتے ہوئے کبھی سجدہ کرتے ہوئے طلب گار ہیں اللہ کے فضل کے اور اس کی رضا کے حضرات محترم! قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی رسالت اور خلفاء راشدین کا ذکر کیا ہے اور خلافت راشدہ کی ترتیب کا ذکر فرمایا ہے مفسرین کرام فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے مراد حضرت فاروق اعظم ہیں

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سے مراد حضرت عثمان غنی ہیں

تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے مراد حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔

اس سے خلاف کی ترتیب بھی معلوم ہوگئی کہ پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق ہیں تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی ہیں اور چھوتے خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ ذوالحج کی 26 تاریخ کو حضرت فاروق اعظم پر مسجد نبوی میں فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے ابولولو فیروز مجوسی نے قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ شدید زخمی ہو گئے اور یکم محرم الحرام کو آپ شہید ہوئے اس لئے ذوالحج کی آخری تاریخوں میں اور محرم کی پہلی تاریخ کو حضرت عمر کو ہدیہ عقیدت پیش کیا جاتا ہے آج میں بھی مختصر وقت میں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نذرانہ عقیدت پیش کروں گا۔

فاروقِ اعظم کا سلام قبول کرنا

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ ابی جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کو اسلام کی دولت سے مالا مال فرما۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں سے ایک کے

مسلمان ہو جانے کے لئے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِالْاِثْنَانِ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَوْلِعُمَرَ ابْنِ اَبِیْ هَشَّامٍ (بخاری، مشکوۃ، ابن ماجہ، ص ۱۱)

عمر بن خطاب اور ابو جہل بن شام میں سے جو تجھے پیارا ہو اس سے تو اسلام کو عزت عطا فرما صبح ہوئی تو عمر ابن خطاب تلوار لے کر حضور کو شہید کرنے کے لئے نکلے تھوڑا سا فاصلہ طے کیا تھا کہ حضور کے ایک صحابی نعیم بن عبداللہ ملے پوچھا: اے عمر! آج غضبناک حالت میں ننگی تلوار لے کر کہاں جا رہے ہو کہا محمد کو قتل کرنے کے ارادے سے جا رہا ہوں۔

دین اسلام کی شمع کو بجھانے جا رہا ہوں۔

نعیم بن عبداللہ نے کہا: وہ تو اللہ کے محبوب ہیں تم کبھی ان پر غالب نہیں آسکتے۔

ان کا خدا محافظ ہے۔

ان کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمے لی ہے۔

وہ نور خدا ہے تمہاری پھونکو سے نہیں بجھ سکتا۔

اے عمر! تم پہلے اپنی بہن فاطمہ بنت خطاب کی جا کر خبر لو اپنے بہنوئی سعید بن زید کی خبر لو وہ دونوں مسلمان ہو چکے ہیں یہ سن کر عمر کی آنکھوں میں خون اتر آیا سید ھے بہن کے گھر گئے اندر حضرت خباب دونوں کو قرآن پڑھا رہے تھے دروازہ پر دستک دی فاطمہ بنت خطاب نے پوچھا کون؟ گرجتے ہوئے کہا: میں عمر ہوں' دروازہ کھولو۔ حضرت خباب چھپ گئے۔ بہن نے دروازہ کھول دیا۔ عمر نے پوچھا کیا کر رہے تھے؟ بہن نے بڑے حوصلے سے جواب دیا: قرآن کریم پڑھ رہے تھے' عمر برداشت نہ کر سکے اور ہمشیرہ کو مارنا شروع کر دیا' شدید زخمی ہو گئیں۔ بہنوئی حضرت سعید بچانے کے

لئے آگے بڑھے انہیں بھی زخمی کیا لہولہان کیا۔

دونوں تڑپ رہے ہیں۔

عمر نے کہا: اب تو دامن اسلام چھوڑ دو ہمشیرہ نے خون بہاتے ہوئے کہا:

بھائی! ہم جان دے دیں گے ایمان نہیں دے سکتے

بھائی! ہم سب کچھ چھوڑ سکتے ہیں۔ لیکن دامن مصطفےٰ نہیں چھوڑ سکتے

عمر بن خطاب حیران ہو گئے یہ تو میرے سامنے کبھی بولی نہیں تھی آج بول رہی ہے اسلام کا نشہ ایسا تھا' جس کو چڑھ جاتا تھا اترتا نہ تھا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اپنی شجاعت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

اسلام کو قبول کرنے کے بعد اس میں اتنی استقامت آگئی ہے

کہا: اے میری بہن! جس کتاب کو پڑھ کر تیرے اندر اتنی استقامت آگئی ہے وہ کتاب تو ذرا مجھے دیکھا۔ بہن نے کہا: بھائی وہ کتاب پاک ہے' تو پلید ہ تو مشرک ہے۔

تو نجس ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

• قرآن کو مت چھوو مگر پاک ہو کر۔

بہن نے کہا: پہلے تم غسل کرو ادھر عمر نے غسل شروع کیا ادھر بہن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتی ہے یا اللہ ظاہری جسم کو پاک کرنے کا انتظام میں نے کر دیا ہے دل کو تو پاک کر دے۔ ادھر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہو چکی تھی۔ بہن نے

قرآن کریم دیا عمر نے سورہ طہٰ پڑھی تو طبیعت میں انقلاب پیدا ہو گیا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے گردن جھک گئی اور کہا یہ کتنا اچھا کلام ہے حضرت خباب چھپے ہوئے تھے باہر آ گئے اور کہا معلوم ہوتا ہے اللہ کے محبوب کی دعا قبول ہو گئی ہے تمہارے دل کی سیاہی کو دھو دیا ہے عمر پکار اٹھے مجھے دربار رسالت میں لے چلو حضرت خباب عمر کو حضور کی بارگاہ میں لے کر پہنچے۔ حضور اس وقت حضرت ارقم کے گھر میں موجود تھے دروازہ کھلا صحابہ کرام نے دیکھا کہ عمر ابن خطاب دروازے پر ہاتھ میں تلوار لئے کھڑے ہیں صحابہ کرام نے عرض کی: حضور! عمر ابن خطاب آ گئے ہیں۔ حضرت امیر حمزہ بھی موجود تھے۔ حضرت حمزہ نے کہا: دروازہ کھول دو آنے دو اگر عمر ابن خطاب اچھی نیت سے آیا ہے تو ہم استقبال کریں گے اگر نیت بری ہے تو میں اپنی تلوار سے ہی اس کے ٹکڑے کر دوں گا۔ اللہ کے محبوب نے فرمایا: دروازہ کھول دو آنے دو عمر کو میں نے خود بلایا ہے عمر کو میں نے اللہ سے مانگا ہے دعا قبول ہو گئی ہے عمر اندر آئے حضور نے چادر کو پکڑا اور جھٹکا دے کر فرمایا: عمر کس ارادے سے آئے؟ نبوت پر رعب آواز نے ان پر کپکپی طاری کر دی۔ عرض کی: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے لئے آیا ہوں۔ حضور نے کلمہ پڑھایا حضرت عمر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ صحابہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں ابوجہل نے جو تلوار دی تھی وہ ٹوٹ گئی

دعا قبول ہو گئی

تلواریں وہ کام نہیں کر سکتیں جو دعائیں کرتی ہیں۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

حضرت عمر کا مسلمان ہونا تھا کہ ایوان کفر میں زلزلہ آ گیا باطل کی دواریں ہل

گئیں

مشرکین مکہ کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی

دین اسلام کے گلستان میں بہار آگئی

حق کا بول بالا ہوگیا

پرچم اسلام بلند ہوگیا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ حضرت عمر عطائے خدا ہیں اور دعاءِ مصطفےٰ ہیں نبی پاک نے مانگا ہے اللہ نے عطا کیا ہے باقی صحابہ کرام حضور کے مرید ہیں لیکن فاروق اعظم حضور کی مراد ہیں حدیث پاک میں آتا ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو حضرت جبرائیل حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :لَقَدْ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ

عرض کی: یا رسول اللہ عمر کے اسلام لانے پر آسمان والوں کی طرف سے مبارکباد ہو۔ (ابن ماجہ ص 11)

آپ کے اسلام لانے کی وجہ سے آسمان والے بھی خوش ہو گئے عرش والے بھی خوش ہو گئے فرش والے بھی خوش ہو گئے۔

کعبہ میں نماز

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اسلام کی تاریخ میں ایک نیا دور پیدا ہوا حضرت عمر نے علانیہ اپنا اسلام ظاہر کیا کوئی مسلمان کعبے میں جا کر نماز ادا نہ کر سکتا تھا' لیکن حضرت عمر نے کعبے میں جا کر نعرہ تکبیر بلند کیا مکے کی فضا گونج اٹھی کافر تلواریں لے کر آ گئے آپ کو نشانہ بنانا چاہا لیکن حضرت عمر نے ان کا

مقابلہ کیا کہا جس نے اپنی بیویہ کو بیوہ کرنا ہو بچوں کو یتیم کرنا ہو میرے سامنے آئے اور میرا مقابلہ کرے جس نے سب سے پہلے کعبہ میں کھڑے ہو کر اللہ کے نام کو بلند کیا ہے کعبہ کی فضاؤں کو خوش کیا ہے وہ عمر ابن خطاب ہیں۔

ہجرت کرنا

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور نے حکم دیا کہ مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس آدمیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی لیکن مشرکین مکہ میں سے کسی کو بھی جرت نہ ہوئی کہ وہ آپ کا راستہ روک سکیں یا مقابلہ کر سکیں۔

یہودی اور منافق کے درمیان جھگڑا اور حضرت عمر کا فیصلہ

بشر نامی ایک منافق اور یہودی کے درمیان زمین پر یا کسی اور چیز پر جھگڑا ہو گیا منافق کہتا تھا میری ہے یہودی کہتا تھا میری ہے یہودی حق پر تھا اس نے منافق کو کہا (جو بظاہر مسلمان تھا) رسول اللہ کے پاس چلتے ہیں ان سے فیصلہ کرا لیتے ہیں' لیکن منافق کے دل میں چور تھا اسے معلوم تھا کہ وہاں تو نہ سفارش چلے گی اور نہ رشوت چلے گی اس لئے منافق نے کہا: تمہارے سردار کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں یہودی اس بات پر رضامند نہ ہوا چنانچہ دونوں مقدمہ کا فیصلہ کرانے کے لئے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے سرکار مدینہ نے مقدمہ سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا جب دونوں باہر نکلے تو منافق نے کہا: میں اس فیصلے کو نہیں مانتا میں عمر بن خطاب سے فیصلہ کرانا چاہتا ہوں۔

یہودی نے کہا: میں حق پر ہوں جہاں مرضی ہے لے چلو مجھے کوئی خطرہ نہیں میں سچا ہوں۔ فیصلہ میرے ہی حق میں ہوگا منافق کا خیال تھا کہ جب میں کہوں گا میں

مسلمان ہوں اور یہ یہودی ہے' تو حضرت عمر میرے حق میں فیصلہ دیں گے منافق کو پتہ تھا کہ حضرت عمر یہودیوں اور عیسائیوں کے بہت بڑے دشمن ہیں' لیکن اسے یہ پتہ نہیں تھا کہ جتنے آپ یہودیوں اور عیسائیوں کے دشمن ہیں اس سے زیادہ منافقوں کے دشمن ہیں وہ دونوں حضرت عمر بن خطاب کے پاس پہنچے۔ حضرت عمر باہر تشریف لائے پوچھا کیا بات ہے منافق نے کہا: ہم آپ سے فیصلہ کرانا چاہتے ہیں یہودی نے کہا: ہم حضور سے فیصلہ کرا کے آئے ہیں حضور نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا ہے حضرت عمر نے کہا: ٹھہرو میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں آپ اندر گئے اور تلوار لے کر باہر آئے اور آتے ہی منافق کی گردن اڑا کر رکھ دی فرمایا جو میری سرکار کا فیصلہ نہیں مانتا میں اس کا فیصلہ تلوار سے کرتا ہوں اسی وقت حضرت فاروق اعظم کے حق میں قرآن کی آیت نازل ہوئی:

اَلَم تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِهٖ ط (پ۵ ع۶ آیت ۶۰)

کیا نہیں دیکھا آپ نے ان کی طرف جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس (کتاب) کے ساتھ جو اتاری گئی آپ کی طرف اور جو اتا گیا آپ سے پہلے اس کے باوجود چاہتے ہیں کہ فیصلہ کرانے کے لئے (اپنے مقدمات) طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ انکار کریں۔ طاغوت کا اللہ تعالیٰ نے حضرت فاروق اعظم کی تائید فرمائی فرمایا محبوب منافق بے ایمان کو قتل کرنا فاروق اعظم کی ایمان کی نشانی ہے اسی دن آپ کو ''فاروق'' کا لقب ملا۔

مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا مجرموں کو سزا دینے کے لئے آپ کے پاس ہر وقت درہ رہتا تھا اس لئے کہ جب بھی کوئی مجرم جرم کرے تو فوراً اسی وقت اسے سزا دیدی جائے جب زلزلہ آیا تو حضرت عمر نے جلال میں آ کر اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا: اے زمین اللہ کے حکم سے ٹھہر جا پس زمین ٹھہر گئی پھر مدینہ میں کبھی زلزلہ نہیں آیا۔ (تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۶۵)

جب سے حضرت فاروق اعظم کا درہ اس زمین کو لگا ہے۔ چودہ سو سال گزر چکے ہیں دنیا بھر میں زلزلے آتے ہیں' لیکن وہاں کبھی زلزلہ نہیں آیا یہ سب صدقے ہے غلامی مصطفےٰ کا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

....

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

جنت میں خوبصورت محل

حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: معراج کی رات جب میں جنت میں داخل ہوا میں نے وہاں ایک نہایت شاندار محل کے صحن میں ایک عورت دیکھی میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ کہا گیا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس محل میں داخل ہو جاؤں مگر اے عمر! تیری غیرت یاد آ گئی حضرت عمر نے عرض کی: یا رسول

اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں کیا میں نے آپ پر غیرت کھائی تھی۔ (بخاری ج ا ص ۵۲)

شان فاروق اعظم

حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابَ

بفرض محال میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو حضرت عمر ہوتا اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر میں وہ تمام صفات موجود تھیں جو ایک نبی میں ہوتی ہیں یہ شان ہے حضرت فاروق اعظم کی۔

حضرت علی کا خواب اور کھجوریں

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خواب کا واقعہ بیان فرماتے ہیں: حضرت فاروق اعظم کا عہد حکومت ہے میں نے خواب میں دیکھا۔ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی۔ صحابہ نے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی نماز سے فراغت کے بعد حضور کی بارگاہ میں ایک بوڑھی عورت کھجوروں کا ٹوکرا لائی۔ حضور نے قبول فرمالیا۔ اور ارشاد فرمایا: علی یہ کھجوریں صحابہ میں تقسیم کر دو میں نے ایک ایک کھجور سب کو دی باقی جو کھجوریں بچیں وہ حضور کے سامنے لا کر رکھ دیں حضور نے ایک کھجور مجھے دیدی اور فرمایا باقی کھجوریں ازواج مطہرات کے حجروں میں بھیج دو۔ یہ خواب دیکھ کر میں بیدار ہوا اور مسجد میں گیا تو سارا منظر ویسے ہی تھا جیسے میں نے خواب میں دیکھا تھا' لیکن حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ فاروق اعظم اب نماز پڑھا رہے تھے فاروق اعظم نماز سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھ گئے صحابہ کرام بھی بیٹھ گئے ایک عورت کھجوروں کا ٹوکرا لائی۔

فاروق اعظم نے مجھے کہا علی کھجوریں تقسیم کرو۔ میں نے ایک ایک کھجور ہر ایک کو

دی باقی جو بچ گئیں وہ فاروق کے سامنے لاکر رکھ دیں حضرت فاروق اعظم نے ایک کھجور مجھے دیدی اور فرمایا باقی ازواج مطہرات کے حجروں میں بھیج دو۔ میں نے فاروق کو کہا فاروق مجھے ایک کھجور اور دے دو۔ فاروق نے کہا: علی اگر حضور نے تمہیں رات کو کھجوریں دو دیں ہیں تو مجھ سے بھی دو لے لو اگر حضور نے تمہیں کھجور ایک دی ہے، تو میں تمہیں دو کیسے دے سکتا ہوں۔ (نزہت المجالس ج ۲ ص ۱۸۸)

جب غلاموں کی شان یہ ہے' تو آقا کا مقام کیا ہوگا

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوار ہے

ان سے پھرے جہاں پھر آئی کمی وقار میں

روم کے بادشاہ نے ایک آدمی کو حضرت عمر کے قتل کے ارادے سے بھیجا

روم کے بادشاہ نے ایک آدمی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے ارادے سے بھیجا۔ وہ شخص مدینہ منورہ آیا اس نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے خلیفہ کا محل کہاں ہیں اس کا خیال تھا مسلمانوں کے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کا بھی شاہی محل ہوگا جس طرح روم کے بادشاہ کا محل ہے یا ملک فارس کے بادشاہوں کے محلات ہیں مدینہ والوں نے بتایا ہمارے خلیفہ کا کوئی محل نہیں ہے۔ وہ تو صحرا میں درخت کے نیچے آرام کرنے کے لئے لیٹے ہوئے ہیں وہ قاصد جو حضرت عمر رضی اللہ کے قتل کے ارادے سے آیا تھا وہاں آیا جہاں آپ آرام کر رہے تھے اس نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے درّہ کو سر کے نیچے رکھ کر سوئے ہوئے ہیں۔ وہ شخص یہ منظر دیکھ کر حیران ہو گیا کہ یہ ہے وہ شخص جس سے قیصر اور کسریٰ ڈرتے ہیں اپنے محلات میں لرزہ بہ اندام رہتے ہیں خوف زدہ رہتے ہیں یہاں تک کہ شاہی محلات میں بھی انہیں نیند نہیں آتی۔

اس نے قتل کرنے کے ارادے سے تلوار اٹھائی

اَخْرَجَ اللّٰہُ مِنَ الْاَرْضِ اُسْدَین ۔

اللہ تعالیٰ نے زمین سے دو شیر نکالے اس پر حملہ آور ہوئے وہ ڈر گیا اس نے تلوار پھینک دی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا (تفسیر کنز ج ۵ ص ۳۶۵)

غلامی مصطفےٰ بہت بڑی طاقت ہے یہ سب صدقہ ہے غلامی مصطفیٰ کا

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

دریائے نیل کے نام خط

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مصر فتح ہوا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر مقرر ہوئے حضرت عمر بن عاص نے دیکھا کہ دریائے نیل کی طرف ایک جلوس جا رہا ہے جلوس کے ساتھ ایک نوجوان لڑکی ہے جس نے شاندار کپڑے پہنے ہوئے ہیں زیورات سے لدی ہوئی ہے غم کی تصویر بنی ہوئی جا رہی ہے مصر کے گورنر نے روکا اور پوچھا کیا بات ہے مصر والوں نے کہا: دریائے نیل سال میں ایک مرتبہ خشک ہو جاتا ہے ہماری رسم ہے ہم ایک نوجوان لڑکی خوب سجا کر دریائے نیل میں پھینک دیتے ہیں تو دریائے نیل پھر اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے

بہنے لگ جاتا ہے

اس طرح ہمیں فائدہ ہوتا ہے

ہم خوشحال ہو جاتے ہیں۔

تباہی اور بربادی سے ایک نوجوان لڑکی دے کر بچ جاتے ہیں

مصر کے گورنر نے جب یہ سنا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے فرمایا اسلام کسی پر ظلم کی اجازت نہیں دیتا آج تک پتہ نہیں کتنی لڑکیاں دریا برد ہو چکی ہیں اسلام تو کافروں پر بھی ظلم کو برداشت نہیں کرتا عورت کو اگر تحفظ دیا ہے عزت دی ہے تو اسلام نے دی ہے زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر ظلم ہوتے تھے اسلام نے تحفظ دیا ہے اسلام نے عورت کی حفاظت کی ہے۔

مصر کے لوگوں نے عمرو بن عاص کو ساری بات بتائی کہ جب تک ہم دریائے نیل میں نوجوان لڑکی زندہ دفن نہ کر دیں اس کی بھینٹ نہ چڑھا دیں اس وقت تک اپنی اصلی حالت پر نہیں آتا عمرو بن عاص نے کہا: میں امیر المومنین کو خط لکھتا ہوں اگر انہوں نے کہا: لڑکی کو دریا برد کر دو تو دریا برد کر دینا اگر امیر المومنین نے روک دیا پھر دنیا کی کوئی طاقت لڑکی کو دریا میں نہیں پھینک سکتی ہم تو زمانہ جاہلیت کے ہر نقش کہن کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں اور مٹا کر رہیں گے عمرو بن عاص نے خط لکھا جب حضرت عمر نے خط پڑھا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حضرت عمر نے جواب میں لکھا اے دریائے نیل اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو مت بہہ بند ہو جا اگر تو خدا کے حکم سے بہتا ہے میں خدا ہی کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں تجھے پھر جاری کر دے حضرت عمر کا یہ خط گورنر نے دریائے نیل میں ڈالا مصری یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ جب یہ خط دریا میں پہنچا تو دریا اسی وقت اپنی اصلی حالت پر آ گیا اس کے بعد دریائے نیل آج تک بند نہیں ہوا قیامت تک جاری رہے گا۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

عمرو بن عاص نے مصر والوں کو کہا: مصریو! تمہیں حضور کے غلاموں کا پتہ نہیں

ان کی حکومت صرف انسانوں پر نہیں دریاؤں پر بھی ہے سمندروں پر بھی ہے جن کے غلاموں کی شان یہ ہے ان کے آقا کا مقام کیا ہوگا۔

فوج کی راہنمائی

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دینے کے لئے منبر پر رونق افروز ہیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلْ" "اے ساریہ پہاڑ سے بچو حضرت ساریہ نہاوند میں جنگ کر رہے تھے جب حضرت ساریہ نے پہاڑ کی طرف دیکھا تو ایرانیوں کا بہت بڑا لشکر آ رہا تھا۔ اسلامی فوج نے ایرانی فوجوں کا مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان فتح عطا کی فتح کے بعد جب ساریہ مدینہ آئے تو صحابہ کرام نے مبارک باد دی۔ حضرت ساریہ نے بتایا کہ ہمارے اندر اتنی طاقت نہیں تھی کہ ہم ایران جیسی حکومت کو فتح کرتے یہ فاروق کی برکت ہے کہ انہوں نے بروقت ہماری مدد کی تو فتح ہوگئی۔

رعایا کی خبر گیری

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ ہر نماز کے بعد مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھ جاتے جس نے جو بات آپ سے کرنی ہوتی تھی وہ کرتا تھا آپ بات سنتے اور اس کی شکایت کو دور کرتے اگر کوئی نہ ہوتا تو تھوڑی دیر انتظار فرما کر چلے جاتے رات کو مدینہ شریف کی گلیوں میں گشت کرتے۔ ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرتے رعایا کے آرام اور آسائش کا پورا خیال رکھتے۔

حضرت عمر نے بچے کے رونے کی آواز سنی

ایک قافلہ مدینہ شریف میں آیا اور شہر سے باہر ٹھہرا اس قافلہ کی حفاظت کے لئے خود تشریف لے گئے پہرا دینا شروع کر دیا ایک طرف سے بچہ کے رونے کی

آواز آئی ادھر تشریف لے گئے دیکھا تو ایک دودھ پیتا بچہ رو رہا ہے بچے کی ماں کو تا کید کی کہ بچے کو بہلاؤ اور مت رونے دو تھوڑی دیر کے بعد ادھر سے گزرے تو پھر بچے کے رونے کی آواز آئی آپ کو غصہ آ گیا اور بچے کی ماں کو کہا تو بڑی بے رحم ماں ہے جو بچے کو چپ نہیں کراتی اس نے کہا: اصل بات یہ ہے امیر المومنین حضرت عمر نے حکم دیا ہے بچہ جب تک ماں کا دودھ نہ چھوڑے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر نہ کیا جائے میں اس کا دودھ چھڑ راتی ہوں یہ روتا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے جب عورت کی یہ بات سنی تو رقت طاری ہوگئی اور کہا ہائے عمر اس طرح تو نے کتنے بچوں کو پریشان کیا ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے حکم جاری کر دیا بچہ جس دن پیدا ہو اسی دن اس کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کر دیا جائے۔ (الفاروق)

آج کل تو بچے مر بھی جائیں حکمرانوں کے کان پر جوتک نہیں رینگتی۔ احساس تک نہیں ہوتا بچوں کے نام پر باہر سے جو کچھ آتا ہے وہ سب ہضم کر جاتے ہیں پھر بھی پیٹ نہیں بھرتا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کاروں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

بدو کے گھر بیٹا پیدا ہوا

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں پہرا دے رہے ہیں آج کل ہمارے حکمران رات کو سوتے ہیں یا فلمیں دیکھتے ہیں ڈرامے دیکھتے ہیں ناچتے ہیں بھنگڑے ڈالتے ہیں' لیکن حضرت عمر رات کو مدینہ کی گلیوں کا پہرا دیتے تھے جس گلی کا پہرا دینے والا آئی جی ہو ایس پی ہو تھانیدار ہو خود وزیر اعظم ہو صدر ہو اس گلی میں چور آ سکتا ہے حضرت عمر پہرا دے

رہے تھے دیکھا کہ ایک بدو خیمے کے باہر بیٹھا ہوا ہے اس کے پاس جا کر زمین پر بیٹھ گئے اور بدو سے باتیں شروع کر دیں خیمہ سے ایک دم رونے کی آواز آئی حضرت عمر نے پوچھا کون روتا ہے بدو نے کہا: میری بیوی کے بچہ ہونے والا ہے وہ تکلیف کی وجہ سے رو رہی ہے مگر دائی کا کوئی انتظام نہیں ہے حضرت عمر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عمر گھر آئے اور اپنی بیوی حضرت اُمّ کلثوم کو ساتھ لیا اور بدو سے اجازت لے کر اُمّ کلثوم کو خیمہ میں بھیجا تھوڑی دیر کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ اُمّ کلثوم نے حضرت عمر کو اندر سے آواز دے کر کہا: امیر المؤمنین بچے کی ولادت پر اپنے دوست کو مبارکباد دیں۔ امیر المومنین کا لفظ سن کر بدو خوف زدہ ہو گیا حضرت عمر نے فرمایا: ڈرنے کی کوئی بات نہیں صبح کو میرے پاس آنا میں بچے کا وظیفہ مقرر کر دوں گا۔ (الفاروق)

آج کل کوئی حاکم اس طرح عوام کی خدمت نہیں کرتا غریب کی عیادت نہیں کرتا غریب کی بیٹی کے سر کو نہیں ڈھانپتا۔ غریب کے بچے پر رحم نہیں کرتا حضرت عمر نے کہا:

قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو گوشت کے لئے نکلے۔ مدینے سے تین میل کے فاصلہ پر "صرار" ایک مقام ہے وہاں پہنچے۔ ایک عورت کو دیکھا وہ کچھ پکا رہی ہے اس کے اردگرد اس کے بچے بیٹھے ہیں اور وہ رو رہے ہیں عورت سے پوچھا بی بی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں اس نے کہا: بچے بھوکے ہیں کئی وقتوں سے انہیں کھانے کے لئے کچھ نہیں ملا ان کو بہلانے کے لئے خالی ہانڈی میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ دی ہے نیچے آگ جلا دی ہے جب کھانا مانگتے ہیں تو کہتی ہوں ابھی تیار نہیں ہوا

حضرت عمر اسی وقت واپس مدینے آئے بیت المال سے آٹا گوشت گھی اور کھجوریں لیں اور اپنے غلام اسلم سے کہا کہ میری پیٹھ پر رکھ دو اسلم نے کہا: یہ سامان میں اٹھا لیتا ہوں حضرت عمر نے فرمایا: آج تو تم میرا بوجھ اٹھا لو گے کل قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا خود اٹھا کر لائے سارا سامان عورت کو دیا عورت نے بچوں کے لئے کھانا پکایا۔ بچوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور کھیلنے لگ گئے حضرت عمر دیکھ کر بہت خوش ہوئے عورت نے کہا: خدا تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے سچی بات تو یہ ہے کہ امیر المومنین بننے کے قابل تم ہو نہ کہ عمر اسے کیا پتہ تھا کہ عمر یہی ہیں۔ فرمایا بی بی میں ہی عمر ہوں تمہیں جو تکلیف پہنچی ہے اس پر معذرت خواہ ہوں۔ (الفاروق)

ماں نے بیٹی کو کہا دودھ میں پانی ڈال دو

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے ایک مکان سے باتیں کرنے کی آواز آئی قریب گئے دو عورتیں ہیں ایک ماں دوسری بیٹی ماں نے بیٹی سے کہا دودھ میں پانی ملا دو بیٹی نے کہا: یہ جائز نہیں ہے ہمارے خلیفہ نے ملاوٹ کرنے سے منع کیا ہے ماں نے کہا: اس وقت کوئی نہیں دیکھ رہا بیٹی نے کہا: خدا تو دیکھ رہا ہے فاروق کو سن کر وجد آ گیا مکان پر نشان لگا دیا صبح کو عدالت میں بلایا فاروق نے کہا: تم دودھ میں پانی تو نہیں ڈالتی اس بوڑھی عورت نے کہا: رات کو میں نے پانی ڈالنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن بیٹی نے روک دیا فاروق اعظم نے کہا: اگر تو دودھ میں پانی ڈال دیتی میں سزا دے دیتا چونکہ تو نے پانی نہیں ڈالا اس لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ جب وہ بوڑھی عورت جانے لگی تو اسے واپس بلایا اور کہا پہلے میرا فیصلہ تھا اب میری درخواست ہے اس بیٹی کا نکاح میرے بیٹے کے ساتھ کر دو لڑکی گوالن کی بیٹا امیر المومنین کا۔ آج لوگ دعویٰ کرتے ہیں غریبوں کی ہمدردی کا

اگر سچے ہو اپنی بیٹیوں کا نکاح غریبوں سے کر دو۔ غریب لڑکیوں کا نکاح اپنے لڑکوں سے کر دو حضرت عمر کی طبیعت کے اندر تقویٰ تھا اس لئے رعایا بھی متقی پرہیز گار تھی۔ آج کل حکمران رشوت خور ہیں لیٹرے ہیں بدکردار ہیں اس لئے عوام بھی بدکردار ہیں ناز ہے۔

تجھے کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ نہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

فاروق نے کہا: سراقہ کہاں ہیں

یہ سب جانتے ہیں ملک ایران امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فتح ہوا ایران سے مالِ غنیمت آیا اس میں شہنشاہ ایران کے سونے کے کنگن بھی آئے حضرت عمر کی جب نظر سونے کے کنگنوں پر پڑی۔ تو فرمایا:

اَیْنَ سَرَاقَةَ بْنَ مَالِكٍ حضرت سراقہ بن مالک کہاں ہیں؟

کسی نے کہا: وہ بیمار ہیں حضرت سراقہ اس وقت بیمار تھے۔ جب کوئی صحابی عیادت کے لئے جاتا تو اسے کہتے مجھے اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک میرے آقا کی حدیث پوری نہیں ہو جاتی سراقہ سے پوچھا گیا کون سی حدیث سراقہ نے کہا: سرکار مدینہ ہجرت کے موقع پر فرمایا تھا۔ سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں ایران کے بادشاہ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔

سراقہ کو ایک صحابی بلانے آئے کہا تمہیں امیر المومنین بلا رہے ہیں سراقہ نے جب سنا تو خوش ہو گئے خود چل کر امیر المومنین کے پاس پہنچے۔ حضرت عمر نے کہا: سراقہ اپنے ہاتھوں کو پھیلاؤ حضرت عمر نے خود سونے کے کنگن پہنائے ایک آواز آئی فاروق اعظم مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے اور آپ خود پہنا رہے ہیں فاروق اعظم

نے کہا: یہ ٹھیک ہے۔ مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے، لیکن سراقہ کے لئے حلال ہے۔ ہم سونا پہنیں گے تو گناہ گار ہوں گے اور سراقہ نہ پہنے گا تو گناہ گار ہوگا۔ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی دن کو جو رات کہا تو شب ہو کے رہی۔

ایران کی شہزادی شہر بانو

ایران سے جو مالِ غنیمت آیا اس میں سونا چاندی غلام اور لونڈیاں بھی آئیں ان میں ایران کی شہزادی شہر بانو آئی سوال پیدا ہوا یہ ایران کی شہزادی کس کی ملکیت میں دی جائے کسی نے کہا: اپنے بیٹے عبداللہ کی ملکیت میں دے دیں یہ بڑے عظیم صحابی تھے تمام خوبیاں ان میں پائی جاتی تھیں، لیکن قربان جائیں فاروق اعظم نے فرمایا: یہ ایران کی شہزادی ہے امام حسین جنت کے شہزادے ہیں میرا جی یہ چاہتا ہے یہ شہزادی ان کے سپرد کردوں

اَيْنَ حُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ　　　حسین ابن علی کہاں ہیں؟

حسین تشریف لائے۔ شہر بانو کو ان کے سپرد کر دیا امام حسین نے شہزادی کو قبول کرلیا۔

غور کریں اگر خلیفہ ظالم ہو غاصب ہو تو مالِ غنیمت حرام ہوتا ہے ناجائز ہوتا ہے اور امام حسین سے یہ امید نہیں ہے کہ حرام مال اپنے لئے قبول کریں امام حسین نے شہزادی کو قبول کر کے حضرت فاروق اعظم کی خلافت پر حقانیت کی مہر لگائی ہے صداقت کی مہر لگائی ہے۔ حضرت شہر بانو کے بطن پاک سے حضرت امام زین العابدین پیدا ہوئے۔ آج جتنے بھی سیّد ہیں حضرت امام زین العابدین کی اولاد سے ہیں، جب تک سید رہیں گے اور قیامت تک رہیں گے حضرت فاروق اعظم کی عدالت کی یاد باقی رہے گی۔

سرکار مدینہ کا خواب

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے لوگوں کو خواب میں دیکھا کہ ان کے جسموں پر قمیصیں تھیں کسی کی قمیص سینے تک تھی اور کسی کی کم پھر حضرت فاروق اعظم مجھ پر پیش ہوئے تو ان کی قمیص زمین تک لٹکی ہوئی تھی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: الدین یعنی حضرت فاروق اعظم کی وجہ سے دین اسلام دور دور تک پھیل جائے گا۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۵۷)

حضرت عمر کا کنویں سے ڈول نکالنا

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جو پتھروں اور اینٹوں سے بنا ہوا تھا اور اس کنویں پر پانی نکالنے کے لئے ایک ڈول موجود تھا۔ میں نے اس کنویں سے جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پانی نکالا پھر وہ ڈول حضرت ابو بکر نے لے لیا اور ایک دو ڈول ہی نکالے تھے کہ کمزور ہو گئے اللہ تعالیٰ ابو بکر کی اس کمزوری کو معاف کرے پھر وہ ڈول بڑا اور بھاری ہو گیا اور اسے حضرت عمر نے لے لیا۔ پس میں نے آدمیوں میں سے کسی کو اتنا بہادر اور مضبوط نہیں دیکھا کہ حضرت عمر ڈول پر ڈول نکال رہے تھے یہاں تک کہ لوگ اس کنویں پر جمع ہو گئے جیسے اونٹ اور بکریاں کسی چشمے کے اردگرد بیٹھ جاتے ہیں حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام کا غلبہ ہو گا۔ بڑے بڑے ملک اور شہر فتح ہوں گے لوگ اسلام میں داخل ہوں گے۔ دین اسلام کی عظمت کا پرچم ہر طرف لہرائے گا۔ (مشکوۃ ص ۵۵۷)

حضرت عمر کا اونٹ چرانا

حضرت عمر ابن خطاب خلیفۃ المسلمین اپنے عہد خلافت میں ایک مرتبہ سفر کر

رہے تھے چند احباب آپ کے ساتھ تھے سفر کے دوران ایک جنگل کے قریب سے گزرے تو رک گئے اس جنگل کو دیکھ کر عبرت ہوئی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ساتھیوں نے پوچھا حضور رونے کی کیا وجہ ہے یہ رونے کا کون سا مقام ہے۔ فرمایا میرے دوستو! مجھے آج اپنی جوانی کا زمانہ یاد آگیا ہے ایک وہ زمانہ تھا کہ میں عندہ کا کرتہ پہنے ہوئے یہاں اونٹ چرایا کرتا تھا اونٹ قابو میں نہیں آتے تھے' اور جب تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھ سے مار کھاتا تھا اسلام قبول کرنے سے پہلے حالت کفر میں بہادر ہونے کے باوجود میں اونٹوں پر کنٹرول نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے مار پڑتی تھی' لیکن جب سے میں نے غلامی مصطفیٰ اختیار کی ہے غلامی مصطفیٰ کے صدقے چھتیس لاکھ مربع میل پر بسنے والے انسانوں کے دلوں پر حکومت کر رہا ہوں۔ (الفاروق ص ۲۷)

حضرت عمر کی یادگاریں حضرت عمر فاروق کی بے شمار یادگاریں ہیں سن ہجری جو ہم لکھتے ہیں یہ فاروق اعظم کی یادگار ہے یہ جو ہم اذان پڑھتے ہیں یہ بھی فاروق اعظم کی یادگار ہے نماز تراویح باجماعت رمضان شریف میں پڑھتے ہیں یہ بھی فاروق اعظم کی یادگار ہے۔ اگر تراویح باجماعت نہ ہوتی قرآن کے حافظ بہت تھوڑے ہوتے' آج کروڑوں کی تعداد میں حافظ ہیں یہ صدقہ ہے نماز تراویح با جماعت پڑھنے کا ان کی بہت ساری یادگاریں اسلام کی تاریخ میں زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گی۔

نیک کام

حضرت فاروق اعظم کا انتخاب حضرت ابوبکر کی نگاہ کا انتخاب ہے۔ حضرت ابوبکر نے مرتے وقت کہا: اگر قیامت کے دن خدا نے مجھ سے پوچھ لیا ابوبکر تو کون

سا نیک کام کر کے آیا ہے تو میں کہہ دوں گا عمر جیسا خلیفہ تیرے بندوں پر مقرر کر کے آیا ہوں فاروق کے دور میں اسلام دریا کے بہاؤ سے زیادہ تیزی سے پھیلا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

چھبیس ذوالحجہ ۲۳ھ کو ابولولو فیروز مجوسی غلام نے حضرت عمر پر خنجر سے وار کئے آپ صحابہ کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے زخم کھا کر گر پڑے۔ حضرت عمر نے تین دن بعد انتقال کیا اور محرم کی پہلی تاریخ کو ہفتہ کے دن دفن کئے گئے۔ (الفاروق)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کی سچی محبت عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد مل کر کھڑے ہو کر سلام پڑھنا

مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم
نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیر لوا آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جس نے حق کربلا کا میں ادا کردیا
جس نے نانا کا وعدہ وفا کر دیا
گھر کا گھر سب سپرد خدا کر دیا
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام
جس کو دھوکے سے کوفے بلایا گیا
جس کو بیٹھے بٹھائے ستایا گیا
جس کے بچوں کو ناحق رلایا گیا
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

رحمتوں کے تاج والے　　دوجہاں کے راج والے
عرش کی معراج والے　　عاصیوں کی لاج والے

یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلوٰۃ اللہ علیک

از طفیل غوث اعظم　　بادشاہ ہر دو عالم
صدقہ امام اعظم　　دور ہوں سبھی کے رنج و غم

یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلوٰۃ اللہ علیک

اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول　　یہ سلام عاجزانہ ہو قبول
دست بستہ ہیں کھڑے آقا حاضر غلام　　پیش کرتے ہیں غلامانہ سلام

سلام کے بعد دعا......

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَ سَلِّمْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

یا اللہ! ہم گناہ گار ہیں سیاہ کار ہیں اپنے حبیب پاک کے صدقہ ہمارے گناہوں کو معاف کردے یا اللہ تمام بیماروں کو صحت کاملہ عطا فرما۔ یا اللہ جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانیاں دور فرما۔ یا اللہ جو بے روزگار ہیں انہیں روزگار عطا فرما۔ یا اللہ جو بے اولاد ہیں ان کو اولاد عطا فرما۔ یا اللہ ہم کو بیت اللہ اور گنبد خضریٰ کی حاضری نصیب فرما۔ یا اللہ پاکستان کی حفاظت فرما۔ یا اللہ پاکستان کو دین اور دنیا کی

ترقی عطا فرما۔ پاکستان کو دہشت گردوں کی دہشت گردی سے محفوظ فرما۔ پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت فرما۔ ہم سب کو اولیاء کرام کا سچا پکا غلام بنا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ امت مسلمہ میں اتفاق واتحاد پیدا فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

